جسکے جسم معطر کی خوشبو موجود آدم اوسی کے سبب ملائک علی کا مسجود اوسی کے
من اسلام کی بہار بیخزان تا بہ قیام ہے آوسی کے روضۂ منورہ اور مرقد
مقدسہ پر گلِ آفتاب و ماہتاب نثار مدام ہے ایک جہان بلبل وار اسیر گلدام
عشق پاک ہے دلِ عشاق سینہ چاک اوس صاحب براق کا صید بستۂ فتراک ہے
حبیب خدا اشرف انبیا باعث ایجاد کونین محبوب رب المشرقین والمغربین موجب
ایجاد عالم عیسیٰ دم موسیٰ قدم دُرِ یتیم دریاے پیغمبری سرو بوستان سروری
[illegible] ربانی بدر جمال یزدانی فخر بنی آدم مظہر اتم حضرت
علیہ الصلوٰۃ والسلام وعلی آلہ الطاہرین واصحابہ المکرمین و
ازواجہ واہلبیتہ اجمعین الیٰ یوم الدین ؛

مجمل حال مصنف کا مع سبب تصنیف

یہ خاکسار فقیر ہیچمدان عاصی پر معاصی امیدوار مغفرت ایزد منّان محمد اکبر جہان
متخلص بہ شگفتہ ولد مولوی رمضان علی عرف مولوی ضیاء الحق ابن نصر الدولہ
شیخ محمد کبیر خان بہادر ہزبر جنگ ناظرین کی خدمت میں گزارش کرتا ہے کہ اجداد
خاکسار متوطن شہر فرخندہ بہر قسطنطنیہ دار السلطنت روم کے تھے عاصی کے جد
بزرگوار سے برادران عمزادے منصب مفوضہ پر فساد کیا حتیٰ کہ نوبت بکشت و
خون پہونچی چونکہ جد امجد کی اوسوقت پندرہ سولہ سال سے عمر زیادہ نہ تھی اور
اقربائون کی مخالفت کی وہ صورت دیکھی جانب ہندوستان مع چند نفر ملازمین
ولتنخواہ روانہ ہوئے رفتہ رفتہ دریاے شور سے بسواری جہاز عبور کیا ہنوز ساحل
دور تھا کہ باد مخالف سے جہاز غرق ہوگیا چونکہ حیات مستعار باقی تھی یہہ ایک
تختہ کے سہارے سے بہتے صدمۂ تلاطم امواج سہتے رہے حسن اتفاق سے ایک

جہاز جسمین اکثر سکان لکھنو مشرف بہ زیارات حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً
اور کربلا معلا ہو کر واپس آتے تہے نظر آیا ناخدا خدا ترس نے دیکھا کہ ایک بندہ
خدا بہتا چلا آتا ہے فوراً کشتی کو دوڑا کر آپ کو جہاز پر بٹھا لیا آخر باتفاق سکنین
لکھنو جانب لکھنو روانہ ہوئے وہ زمانہ نواب شجاع الدولہ کا تہا نواب موصوف
کو جب وصل بعزت طلب کیا درماہہ بھی عمدہ مقرر کر دیا بعد ایک عرصہ کے جب
چوبیسوین ذیقعدہ ۱۱۸۸ھ ہجری مین نواب شجاع الدولہ نے وفات پائی اور
نواب آصف الدولہ مسند نشین صوبہ اودہ ہوا بسبب کچہ نواب مذکور کے
ترک تعلق کر کے دہلی مین وارد ہوئے اوسوقت علی گوہر شاہ عالم بادشاہ سریرآرا
تہے الغرض شاہ ممدوح نے عہدہ عمدہ پر ممتاز کر کے مخاطب بخطاب نصرت الدولہ
شیخ محمد کبیر خان بہادر ہزبر جنگ فرمایا جبکہ سلطنت مین بسبب روہیلہ گردی کے
بربادی اور فتور واقع ہوا آپ حسب الطلب مہاراجہ پرتاب سنگہ والی جیپور
وارد دار السرور جیپور ہوئے چندے بخوبی تمام وہان بسر کی پہر مہاراجہ صورت سنگہ
رئیس بیکانیر نے آپکو بلوا لیا اوسی مقام پر ایک عرصہ کے بعد آپنے داعی اجل کو
لبیک کہی بعد انتقال جد مغفور کے والد مرحوم نے کارخانہ دنیوی ہیچ و پوچ
جانکر دہلی مین اکتساب علوم دینی کر کے مولانا و مرشدنا شیخ رحیم بخش علیہ الرحمت
دہلوی خلیفہ حضرت مولانا محمد فخر الدین قدس سرہ سے خرقہ خلافت پاکر سرفرازی
دارین حاصل کی سن بارہ سو چھپن ہجری مین یہہ ذرہ بے مقدار پیدا ہوا عہد طفلی
مین والد مرحوم کے فیض صحبت سے کچہہ پڑہ کر حرف آشنا ہو گیا تہا چنانچہ دس
سال کی عمر مین کتب درسیہ مثل گلستان سکندرنامہ دیوان حافظ اور دو تین
انشا پڑہ چکا تہا بلکہ بعمر دہ سالہ ایک انشا کی اجرت نقل مین نے پائی تہی مگر عمر
قبلہ گاہ نے وفا نہ کی جہان فانی سے والدین نے موہنہ موڑا سن صغیر مین

سنہ ۱۲۵۶ھ

مجھکو تنہا چھوڑا اسوجہ سے نہ علم عربی حاصل ہوا نہ فارسی مین کامل ہو فی الحال
کہ سن بارہ سو پچاسی مین بہ تحریک ایک صاحب عنایت فرما کے مولف کو شوق
سنہ ۱۲۸۵ھ
تالیف پیدا ہوا چندروز دلکو یہہ اوجھن رہی کہ کس قسم کی کتاب ترتیب دیجاوے
ایک روز یہہ عاصی درگاہ فلک بارگاہ حضرت خواجہ خواجگان خواجہ معین الدین
حسن چشتی علیہ الرحمۃ اجمیری کے جانب باندازِ حالت شوق مین کہ وہ دن
پنجشنبہ کا تھا بیٹھا ہوا تہا یکایک یہہ القا ہوا کہ اس شہر کی تاریخ کسی نے آجتک
نہین لکھی اگر تو اس امر خیر کے لئے کمر ہمت چست باندہے تو موجب ثواب دارین
ہے کیونکہ اکثر شایقان حال تعمیرات درگاہ شریف و نیز طالبان و مشتاقان ذکر
خیر سرحلقۂ اولیاء ہند حضرت خواجہ رضی اللہ عنہ کو حال ٹھیک ٹھیک کہ جو مبالغہ سے
معرا ہو صحیح معلوم نہین ہوتا جو کہ بندۂ درگاہ کو اولیاء اللہ کی جناب سے محبت
قلبی اور ارادت دلی ہے عزم مصمم ہوا اور سوچا کہ نکتہ عاقلانہ الہام غیبی نے تعلیم
کیا چنانچہ اس خاکسار نے باستعجال اکثر کتب معتبرہ اجمیر شریف مین جمع کرلین مگر بعض
کتب کہ بغیر اونکے مطلب اصلی فوت ہوتا تہا اور اجمیر شریف مین اونکا پتہ نہ ملا
ناچار مسافرت اختیار کی اور بعون عنایت الٰہی خاطر خواہ مواد تاریخ نویسی کا جمع
ہوگیا چنانچہ تواریخ فرشتہ و مونس الارواح و سیر المتاخرین و مداین المعین
و اکبر نامہ و توزک جہانگیری و شاہجہان نامہ و اخبار الاخیار و تاریخ عالم وگلشن
عالم و مفتاح التواریخ و مخبر الواصلین و جام جہان نما و تواریخ آگرہ و جارج نامہ
و پرتھی راج راسا و کہمان راسا و تہارنٹن گزٹ ایر و ٹاڈ راجستان و آرایش محفل
و ملفوظ ضیائی اور چند ملفوظات خاندان چشت جمع کرکے ہر ایک کو از ابتدا تا انتہا
نہایت غور و تامل سے دیکھکر جس جگہہ کچھہ حال خطۂ برکت افزا اجمیر شریف کا دیکھا
خلاصہ اوسکا لکھہ لیا گیا مگر بعض تعمیرات جنکا حال نہ تو کسی تواریخ مین دیکھا اور

سنہ ۶۹۶ھ

سلطان علاؤالدین نے سن چہہ سو تانوے ہجری مین سلطنت نہروالہ کو تباہ
اور برباد کر دیا تمام بتخانے بڑی بڑی لاگت کے کہدوا ڈالے اور اونکی جگہہ
خانقاہین بنائی گیئن مذہب بودہ کے بت پامال کیئے گئے اور پہینک دیئے گیئے
فصیل شہر نہروالہ ڈہا کر مسمار کی گیئ اور اوسکی بنیاد کو کہود کر بتونکو گاڑ دیا گیا
ٹاڈ صاحب اپنی تواریخ مین لکہتے ہین کہ مینے کہنڈر مکانات کے بیرون شہر قدیم
دیکہے ہین اوسمین اب بہی نام انہل پور لکہا ہے بعد فوت انہر دیو کے سوا چا
یچوہان فرمان روائی کرتا رہا آخر دنیا سے گذر گیا۔ پہر بلابت چیادین سلطنت
سے کامیاب رہا آخر سب کچہہ چہوڑ گیا۔ بعد اسکے گلن سور نے راج کیا پہر
اجیپال چکوا راجہ ہوا اس نے کوہ اجگند معروف بہ اروولی کے دامن مین
شہر آباد کیا وجہ تسمیہ اجگند پہاڑ کی کتب ہنود مین یون لکہی ہے کہ اس پہاڑ مین
اکثر اوقات بکریونکی بو آنے لگتی ہے اسواسطے یہہ پہاڑ اجگند پربت یعنی بکریون
کی بو کا پہاڑ کہلاتا ہے الغرض یہہ راجہ بانی ہبانی اجمیر ہمعصر خسرو بن سیاوش
بن کیکاؤس کا تہا اسکے چوبیس بیٹے تہے اونکی اولاد نے اس ملک کو آباد کیا اسی
راجہ کے وقت مین رستم بن زال نے جو سیستان کا حاکم تہا ایک فوج جرار سے
اپنے بیٹے فرامرز کو بنا بر تسخیر ہندوستان بہیجا تہا مگر وہ ناکام کسی وجہ سے واپس
چلا گیا بعد عرصہ دراز کے خاندان چوہان مین دولہارای سمت سات سو چالیس

سمت ۷۴۰

مین راجہ ہوا اوسوقت شاہان اسلام سے سلطنت بنی اُمیہ کے خاندان مین تہی
ولید بن عبد الملک بادشاہ عرب نے روشن علی نامی ایک مصاحب خاص کو برسم
سفارت دولہارائی کے پاس بہیجا اور بجرم ہاتہہ لگانے ظرف حیغات کے جو راجہ
کے کہانے کے واسطے ایک عورت قوم گوجر سے روزمرہ لاتی تہی اونکی انگشت شہادت
کاٹی گیئ سفیر مذکور نے تمام حال کی خبر ولید بن عبد الملک کو پہونچائی اس سبب سے

فوج اسلام آراستہ ہوئی اور بلباس سوداگرونکے گھوڑے روانہ ہوئے اور
اونہون نے اجمیر پہونچکر حالت بے خبری مین دولہارائے اور اسکے فرزند پر
حملہ کیا اور اونکو قتل کرکے قبضہ اوپر قلعہ گڈہ بٹھیلی کے کرلیا مانک رائے برادر
دولہارائے بروقت قتل ہوجانے اپنے بہائی کے اجمیر سے سانبہر کیطرف بہاگ
گیا اس سال کا ثبوت ہندی دوہرہ مین کبیشر چاندانے اپنی کتاب مین لکہا ہے
بخوبی ہوتا ہے **دوہرہ** سمت سات سو اکتالیس مالت پانے بس - سانبہر آیا رائے

سمت ۷۴۱

تاتی سرس [illegible] برس - وجہ تسمیہ سانبہر بقول کبیشر یہہ ہے کہ جسوقت مانک رائے
اپنے مخالف کے تعاقب سے پناہ ڈہونڈہتا پہرتا تہا ساکمبری دیوی اوسوقت
اوسکے پاس آئی اور بیان کیا کہ جہان مین تجہکو ملی ہون اسی مقام پر قیام کر
اور جسقدر تو اپنے گہوڑے سے زمین طے کرسکے گا اوسیقدر تجہکو ملیگی اور یہہ
بہی حکم دیا کہ جب تک تو واپس اس مقام پر نہ آوے جہان سے کہ تو جاتا ہے
اوسوقت تک پیچہے نہ دیکہنا اوسنے گہوڑا اپنا دوڑایا اور وہان تک احاطہ
یعنے چکر گہوڑے کو دیا جہانتک اوسکو معلوم تہا کہ میل گہوڑا طے کریگا مگر حکم اخیر
فراموش کرکے اوسنے جو پیچہے دیکہا تو کل زمین ایسی معلوم ہوئی جیسے چادر سفید
اوسپر مبسوط ہوتی ہے وہ چشمہ نمکسار ہوگیا اوس نے اوسکا نام اپنی دیبی کے
نام پر رکہا یعنے ساکمبری اور اوسکی مورت بہی بنواکر قطعہ زمین پر بیچ چشمہ مذکور
کے نصب کرائی گئی اور اپنی اولاد کا خطاب سانبہری راؤ رکہا چنانچہ پرتہی راج
جب راجہ تمام شمالی ہندوستان کا ہوگیا تہا تاہم اوس نے اپنا خطاب سانبہری
راؤ رکہا تہا مگر یہہ کہانی غلط معلوم ہوتی ہے اسلیئے کہ وہ قدرتی جہیل ہزارون
برس سے ہے - مگر ہان یہہ راجہ ضرور وہان مسکن گزین اور اوسپر متصرف ہوا
اور یہہ بشارت دیبی کہ جہانتک گہوڑا جاوے اوسیقدر زمین تجہکو ملیگی غلط ہے

اسلیے کہ گہوڑا صرف احاطہ جہیل تک جانا بیان ہوا ہے وہ تو جہیل ہے اور حکومت
اوسکی دور تک علاقو مین ہوئی ہوگی - یہہ غلط مضمون خانہ ساز کیپٹن کا شاعرانہ
مگر بے عقلی کا ہے الغرض سن پچانوے ہجری مین نشان اہل اسلام کا جہنڈا قلعہ
تاراگڈہ پر اوڑنے لگا جہان صداے ناقوس تہی وہان نعرہ اللہ اکبر کا بلند
آوازہ ہوا بعد چند سال کے پہر اجمیر چوہانون نے لے لیا اور راجہ ہرس راج
نے ناصر الدین سے مقابلہ کرکے اوسکو شکست دی لہذا خطاب اوسکا سلطان
گیر ہوا بعد ہرس راج کے بیر بلین دیو قلعہ کشائی [illegible] مین مصروف
رہا مگر ہنگام حفاظت اجمیر بمقابلہ سلطان محمود غزنوی قتل ہوا۔ پہر بیسلدیو
سمت ایکہزار چہیاسٹھہ مین راجہ ہوا اکثر راجگان ہند اوسکو اپنا پیشوا اور سرتاج
جانتے تہے ایک لشکر عظیم سے جسمین اکثر ہندوستان کے راو اور راجہ نامی دلاور
چیدہ چیدہ بہادر موجود تہے سلطان محمود غزنوی کے مقابل ہوا سات روز
تک معرکہ جدال و قتال گرم رہا بیسلدیو کی فوج آٹھوین روز رو بفرار لائی فوج
شاہی قلعہ تاراگڈہ پر چڑہ گئی بیسلدیو گرفتار ہوا سلطان نے اسکے قتل کا حکم دیا
راجہ بیسلدیو نے اوسوقت مذہب اسلام قبول کرنے سے جان بخشی پائی بلکہ سلطان
موصوف نے بوجہ قبول کرنے دین اسلام کے ملک مفتوحہ بہی اوسکو عطا فرمایا
مگر اس نے منظور نہ کیا اور سلطان سے کہا کہ سواے ایزد پرستی کے اب اور
کچہہ آرزو نہین ہے آفرین راجہ بیسلدیو کی ہمت پر جس نے دنیاے دون سے
ہاتہہ اوٹہا حق سے لو لگائی اور بہ نیت گوشہ نشینی مقام بلند یعنے ڈہونڈ پر
اوس نے بود و باش اور عزلت اختیار کی بعد فوت ہونے کے اوسی مقام پر
مدفون ہوا قبل اسکے اسیطرح ایک اور نامی راجہ ہندو بہی مسلمان ہوا اور پہر سلطنت
سے دست بردار ہوگیا ہے یعنی باپا راول ہورش رانا اودیپور والی چتوڑ جسکا

سنہ ۹۵ھ

سمت ۱۰۶۶

مسلمان ہوکر خراسان چلا جانا ہندی تاریخون مین ثابت ہے۔ وجہ تسمیہ پوشکر کی یہہ ہے کہ یہہ نام ایک مشہور پہاڑ و بانگاہ اہل ہنود یعنی بل کرنیکا اوپر جانب
مغربی متصل کالک جو نیر کے جیپور سے قریب بیس میل کے فاصلہ پر سمت اجمیر
ہے الغصہ سلطان محمود غزنوی نے شہر اجمیر فتح کرکے سالار ساہو کو بطور جاگیرات
ملک مفتوحہ سپرد کیا چنانچہ سن چار سو چار ہجری مین سالار ساہو نے سالار
مسعود غازی کے پیدا ہونے سے بہت خوشی کی اور قریب اجمیر ایک شہر بنام
نہاد مسعود آباد آباد کیا بیس برس تک اس ملک پر مسلمانون کا تسلط رہا مگر پہر جب
چوہانون نے بعد شہید کرنے سالار مسعود غازی کے اپنا قبضہ کر لیا اور سارنگ
دیو کو تخت سلطنت پر بٹہایا مگر اس نے کچہہ لطف سلطنت کا نہ اوٹہایا صغیر سنی مین عدم کا
رستہ لیا۔ بعد اسکے آنا دیو بن راجہ بیسلدیو نے حکومت کی اور آناساگر تالاب
اجمیر مین بنایا جسکا بیان باب دوم کی تیسری فصل مین ہے بعد اسکے عدم کی راہ
لی پہر جیپال راجہ ہوا آخر ملک فنا کا راستہ لیا بعد اسکے انند دیو جسنے
تالاب پہکر کا باندہہ باندہا راجہ ہوا پہر غرق بحر نیستی ہوا۔ بعد اسکے سمیس دیو فرمانروائی
کرتا رہا آخر ملک بقا کو کوچ کیا اسکی شادی ساتہہ روکا بائی دختر انگ پال تنور
راجہ دہلی سے ہوئی تہی چونکہ انگ پال راجہ قنوج کے حملون سے محض بامداد
سومیس دیو محفوظ رہا اور اپنے راج پر قایم۔ بجلدوے اس احسان کے راجہ تنور
نے اپنی لڑکی کی شادی اوس سے کردی اور اوس سے پرتھی راج پیدا ہوا
غالباً آٹہہ یا چودہ برس کی عمر کا تہا جو تخت دہلی پر جانشین ہوا۔ جیچند
قنوج کا راجہ اور پرتہی راج دونون انگ پال کے نواسے تہے۔ بیجے پال والد
راجہ جےچند اور سومیس دیو دونون داماد راجہ انگ پال تنور فرمانروا دہلی کے
تہے اس سبب سے چوہان اور راٹہوڑ مین رقابت پیدا ہوئی اور ان دونون کی عداوت

سنہ ۴۰۰ھ

برباد ی سلطنت ہنود کا باعث ہوئی جب پرتھی راج تخت دہلی پر بیٹھا جے چند نے
صرف اوسکی بزرگی کا ہی انکار نہ کیا بلکہ خود دعوی تخت دہلی کا پیش کیا۔
تاریخ آرایش محفل مین لکھا ہے کہ جب بادشاہ حقیقی کا ارادہ یہہ ہوا کہ راے
پتھورا بیراٹھہ کا والی جو ہمیشہ جیون سنگھ راجہ سے امیدوار رہتا تھا مالک
اتنی بڑی سلطنت کا ہوجاے اور ایک مملکت وسیع اسکے قبضہ مین آئے
راجہ جیون سنگھ نے بسبب درپیش ہونے کسی مہم کے تمام سردارون کو فوج
سمیت کوہستان سوالک کیطرف کہ اسکے جد و آبا کا وہی مسکن تھا بھیج دیا اور
آپ کتنے مصاحبون سے دارالسلطنت مین رہا راے پتھورا اوسے تنہا اور
غافل جانکر ایک لشکر عظیم سے یکایک آن پہونچا راجہ جیون سنگھ نے جو دیکھا کہ
سامان جنگ کا مطلقا نہین اس جماعت قلیل سمیت کوہستان دشوار گذار کیطرف
بہاگا آخر وہین پیمانہ عمر اوسکا لبریز ہوا اور راے پتھورا شادیانے فتح کے
بجواکر تخت سلطنت پر بیٹھا جب پندرہ برس اوسکی سلطنت پر گزرے سن پانسو
ستاسی ہجری مین شہاب الدین غوری مقام غزنین سے بقصد تسخیر ہندوستان
روانہ ہوا اول قلعہ بھٹنڈا کو جو تختگاہ ایک راجہ کا تھا فتح کر کے ملک ضیاء الدین
تولکی کو بائیس ہزار سوار سے قلعہ کی حفاظت کو چھوڑا اور ارادہ غزنین کا کیا۔
اتنے مین جاسوس نے خبر دی کہ راے پتھورا اجمیر کا والی اور کہانڈے راے
حکمران دہلی متفق ہوکر ایک لشکر عظیم ساتھہ لئے ہوئے چلے آتے ہین یہہ خبر سنکر سلطان
شہاب الدین غوری نے اگرچہ قلیل فوج اسوقت اسکے ہمراہ تھی مگر فوج کو ساز و
سامان سے آراستہ کیا الغرض طرفین کی فوج کا مقابلہ ہوا عین کارزار مین
بادشاہ نے دیکھا کہ امراے خلیج جو افسر لشکر کے تھے پسپا ہوئے بادشاہ نے باتفاق
لشکر باقیماندہ کے حملہ کیا اور ایک زلزلہ غنیم کی فوج مین ڈالا سپہ دار دہلی یعنی

۵۸۷ھ

کہانڈے راے نے ہاتھی کو آگے بڑہایا بادشاہ نے بھی گھوڑے کو اوڑاکر
نیزہ کہانڈے راے کے مونہہ پر مار کر زخمی کیا مگر کہانڈے رای نے بھی سلطان کے
بازو پر برچھا مارا قریب تہا کہ بادشاہ خانہ زین سے فرش زمین پر گرجاوے اوسوقت
ایک جوان خلجی جست کرکے بادشاہ کے پیچھے گھوڑے پر جا بیٹھا اور لڑائی مین سے
لے نکلا مگر طرز کلام زین المآثر سے ایسا واضح ہوتا ہے کہ جب شہاب الدین زخمی
ہوا اور صدمۂ زخم سے غشی اوس پر طاری ہوئی گھوڑے سے گرا مگر بسبب نہ پہچاننے
کے کوئی شخص متوجہ اوسکا نہ ہوا اس عرصہ مین رات ہوگئی قریب پہر رات گزرے
ایک جماعت غلامان ترک کی بہ تلاش سلطان نکلے میدان جنگ مین درمیان
مقتولونکے ڈہونڈہنے لگے سلطان نے اپنے غلامونکی آواز پہچانی اور اونکو
اپنے حال سے مطلع کیا غلامان شاہی نے اوپر سلامتی جان بادشاہ کے خدا کا
شکر ادا کیا اور نوبت بہ نوبت کندہے پر بٹہا کے تمام رات راہ طے کی علی الصباح بیس
کوس کے فاصلہ پر لشکر ملا القصہ راے پتہورا نے آکر قلعہ بھٹنڈا کا محاصرہ
کیا ملک ضیاء الدین تولکی ایک سال اور تیرہ ماہ تک محصور رہا آخر صلح کرکے قلعہ
راے مذکور کے حوالہ کیا سلطان شہاب الدین غوری نے امراے لشکر کو جنکے سبب سے
شکست ہوئی تہی طرح طرح کی تکلیفین دین اور اس شکست کے رنج سے راحت و
آرام بادشاہ کو حرام ہو گیا درپے انتقام لینے کا ہوا آخر سن پانسو اٹھاسی ہجری
مین ایک لاکہہ اور سات ہزار ترک تاجیک اور افغان کی جمعیت سے جانب ہندوستان
روانہ ہوا جب پشاور مین پہونچا ایک شخص نے پیران غور سے عرض کی کہ فدویان
جان نثار کو عجب طرحکا خلجان ہو رہا ہے یعنی مافی الضمیر حضور سے آگاہی نہین ہوئی
کہ آیا کیا قصد آپکا ہے اوسوقت بادشاہ نے حقیقت جنگ سابقہ بیان کی اور
کہا کہ جس روز سے بسبب کم ہمتی امراے خلج فوج شاہی نے شکست اوٹہائی ہے جب سے

ابتک مینے صورت اونکی نہین دیکھی جب تک مخالف سے انتقام نہ لونگا عیش و آرام حرام جانتا ہون پیر غوری نے عرض کیا کہ عزم شاہ کا عین مصلحت ہی لیکن امید وار ہون کہ اول امرائے معتوب کا قصور معاف فرمایا جاوے اور اجازت حضوری کی دیجاوے بادشاہ کو یہہ صلاح پسند آئی امیرون نے باریابی کی اجازت پائی ہر ایک کو خلعت دیا اور قوام الملک رکن الدین حمزہ کو بطور ایلچی رائے پتھورا کے پاس بہیجا اور نامہ مین یہہ پیام لکھا کہ اسلام اور اطاعت قبول کر سفیر مذکور بعد طے مراحل رائے پتھورا کے پاس پہونچا اور نامہ شاہی حوالہ کیا رائے پتھورا مضمون نامہ کا سُنکر آگ ہوگیا باتفاق کہانڈے راؤ اور ڈیڑہ سو ٹہاکر و سردار و راجہ و راجپوت کے تین لاکھہ سوار جرار سے مع تین ہزار جنگی ہاتہونکے کوچ کرتا ہوا تہانیسر کے پاس تلاوڑی کے میدان مین فوج لیکر پہونچا چہین ہو جانکو طیار ہوئے اور تین ہزار سات سو شجاع اونکی حفاظت کے لئے مامور ہوئے ادہر سلطان نے بہی اپنی فوج کے سردارونکو حکم درستی میمنہ و میسرہ قلب و جناح و ساقہ و کمینگاہ کا دیا وقت سحر دونون لشکرونکا مقابلہ ہوا کبہی تو ترکان تہور شعار جرات کرکے ہندوستانیون پر غالب آتے تہے اور کبہی فوج راجہ پتہورا کے نامور دلاوری اور دلیری کرکے ترکون پر زور دیتے تہے الغرض سحر سے تا بہ نماز عصر معرکہ جنگ مین دلاوران فوج رائے پتہورا خوب ٹوٹ ٹوٹ کر لڑے آخرالامر بادشاہ نے نَصۡرٌ مِّنَ اللّٰہِ وَ فَتۡحٌ قَرِیۡبٌ کی زرہ پہن خود تَوَکَّلۡتُ عَلَی اللّٰہِ سر پر رکہا اور بارہ ہزار سوار منتخب سے فوج حریف پر جا پڑا ایک طرف سے خرمیل سپہ سالار نے فوج رائے پتہورا پر حملہ کیا فوج ہندوستانی تاب حملون ترک کی نہ لاسکی عار فرار کو اپنے اوپر گوارا کرکے بہاگ نکلی کہانڈے رای مع راجگان ہمراہی کشتہ ہوا راجہ پتہورا بہی بہاگا مگر چونکہ قضا اسکی دامنگیر تہی یہہ بہی پکڑا گیا اور بخواری تمام ایسا بڑا راجہ

جو اوسوقت کل ہندوستان کے راجاؤن مین غالب تہا قتل ہوا۔ لیکن اکبر نامے کے تیسرے دفتر مین اور بعض اور ہندی نسخون کے بیچ یون تحریر ہے کہ راجہ بکرماجیت کے چارسو اوننتیس سن مین راجہ انکپال تنور نے بادشاہ ہوکر اندرپرست کے قریب شہر دہلی بسایا اور اوسکی اولاد سے بیس شخصون نے چارسو اونیس برس ایک مہینے ستائیس روز نقارہ سلطنت کا بجایا آخرالامر اوسکے سبب پرتہی راج نام بیسوین پشت مین مسندنشین ہوکے لڑا اور کام آیا غرض بکرماجیت کے آٹہہ سو اڑتالیس سن مین سلطنت تنور کی قوم سے نکلکر چوہانون کے قبضہ مین گئی راجہ بلدیو چوہان اور اوسکی اولاد سے سات شخصون نے تین سو بچاسی برس سات مہینے بادشاہت کی جب بلدیو کے ساتوین پوتے کو کہ جسکا نام پتہورا تہا نوبت حکومت کی پہونچی سلطان شہاب الدین غوری نے سات مرتبہ ہندوستان پر یورش کی اور لڑا لیکن ہر مرتبہ شکست کہا کر پہر گیا باوجود اسکے مملکت ہند کے لینے کی تدبیر مین اکثر اوقات رہتا تہا پر کچہہ بن نہ پڑتی تہی اسی اثنا مین راؤ جی چند راٹہور قنوج کا راجہ اکثر راجاون پر غالب ہوا اپنا براسکے جگ راجسو کے بجالانیکا اُن نے قصد کیا غرض راجہ مذکور نے سامان وسرانجام کو اسکے ارشاد فرمایا ساتہہ اسکے یہہ بہی ارادہ ہوا کہ اس مجلس مین اپنی بیٹی کو کسی بڑے راجہ کے ساتہہ بیاہے اسلیے راؤ جی چند نے ہر ملک کے راجہ بلوائے پتہورا نے بہی بموجب اوسکی طلب کے ارادہ قنوج جانیکا کیا ناگہان اوسکے متوسلون مین سے کسیکے مونہہ سے یہہ بات نکلی کہ مہاراج کے ہوتے ہوئے اس جگ کا قصد راؤ جی چند کرے تعجب ہے اور آپکا شریک ہونا اوس جگ مین زیادہ تر عجب یہہ سنکر راجہ آگ ہوگیا اور بارادۂ جنگ چڑہ دوڑا راجہ جی چند بہی اس خبر کو سنتے ہی پیچ وتاب کہانے لگا الا جو ساعت معینہ جگ کے قریب تہی وقفہ کیا اور ایک مورت سونیکی ہمشکل پتہورا بنوا کر دربانونکی طرح دروازہ پر بٹہادی راے پتہورا جب اس مضمون سے

واقف ہوا زیادہ تر شعلہ غضب کا اوسکے دل مین بھڑکا اور عرصہ قلیل مین وہان پہونچکر اپنی تصویر اوٹھا لڑتا بھڑتا اپنے ملک کیطرف پہرا جب راجہ جی چند نے جگ سے فراغت پائی رائے پتھورا سے لڑنے کی ٹھرائی ہندی تواریخون مین لکھا ہی کہ کثرت فوج کے سبب قنوج کے راجہ خطاب دل پنگل تہا سورج پرکاش مین تفصیل اس فوج کی اسقدر درج ہے یعنی اسی ہزار سوار زرہ پوش - تیس ہزار سوار پاکھر والے تین لاکھہ پیدل اور تیر انداز سفر مینا وغیرہ دو لاکھہ سوار اسکے ایک بر سیاہ ہاتھیو نکا جنپر دو دو پہلوان زرہ پوش گرز بدوش سوار ہوکر روانہ ہوتے تہے - اور تاریخ گلدستہ قنوج وغیرہ مین دس لاکھہ فوج لکھی ہے القصہ جی چند کی بیٹی نے جسقدر کہ راجہ جگ مین موجود تہے اونمین سے کسی کو پسند نہ کیا مگر پتھورا کی غائبانہ عاشق زار ہوئی اسواسطے راؤ جے چند نے اپنی لڑکی کو محل سے نکلوادیا الگ مکان مین رہنے لگی رائے پتھورا نے جب یہہ حال سنا کمال خوشحال ہوا اور چاند اباد فردش کو کمال مہربانی سے راجہ جی چند کے پاس بہیجا اور آپ چیدہ چیدہ دلاور ساتھہ لیکر نوکرونکے مانند اوسکے ہمراہ ہوا جب قنوج پہونچے یہہ مشورہ قرار پایا کہ چاند تو راجہ جی چند کے پاس جاوے اور پتھورا مع دلاوران ہمراہی ساتھہ ساتھہ اوس حویلی تک کہ جسمین دختر راجہ بائی سنجوگتا ہی آپکو پہونچاوے الغرض یہہ حیلہ کر رائے پتھورا نے راجہ کی لڑکی کو فریب سے لیا اور دہلی کیطرف کوچ کیا اور اون سو سامنت کو واسطے مقابلہ اور مقاتلہ فوج جی چند کے کسیقدر ایک کو پیچھے ایک کے کھڑا کیا سبکے اول رائے گہلوت تنہا مقابل فوج جی چند کے ہوا بہت سے آدمی اوس نے مارے آخر خود بہی دریائے نیستی مین غرق ہوا بعد اسکے نرسنگہ دیو و چاندو - و سولنکہی و بندیرو و ستاردول و پالہن دیو کچھواہہ مع دو بہائیان کے باری باری سے جوانمردیان کرکے نقد زندگی کو مردانگی کے سپرد کرتے رہے اس جنگ مین سات ہزار آدمی طرفین کے مارے گئے پر رائے مذکور نے اوس نازنین کو نچہوڑا

اور لڑائی سے موبہہ نہ موڑا جب رای پتھورا اوس پری پیکر کو لئے ہوئے گھاٹی
کے پاس جو اجمیر سے قریب دو میل کے فاصلہ پر سمت شرق ہے پہونچا پازیب نازنین
سے گھونگرو ٹوٹ کر گر پڑے راے پتھورا گھونگرو اوٹھانیکو گھوڑے سے اوترا ہر چند
مہارانی منع کرنے لگی نہ مانا اور جواب دیا کہ شجاعت سے بعید ہے جو بخیال پیچھے آنے غنیم
کے گھونگرو چھوڑ کر چلا جاؤن یہہ حرکت مردون کے لئے عیب ہے ہنوز گھونگرو لیکر
گھوڑے پر سوار نہ ہوا تھا کہ راؤ جی چند کی سپاہ جو پیچھا کئے چلی آتی تھی بہت قریب پہونچ
گئی جی چند نے دیکھا کہ غنیم پیادہ ہے اور لشکر کے آدمی محاصرہ کی فکر مین ہین اور
سنجوکنا رانی قریب پتھورا کے کھڑی ہوئی ہے بخوف آبرو کہ مبادا لڑکی کو نامحرم دیکھین
یا آسیب پہونچاوین گھیر لینے سے مانع ہوا اور آپ تیر و کمان لیکر پتھورا کے مقابل
آیا ادہر یہہ بہی مستعد جنگ تو کھڑا ہی تھا چاہا کہ دوڑ کر تلوار کا وار جی چند پر کرے
مہارانی چونکہ ذی شعور تھی سوچی کہ طرفین سے ایک دوسرے کا ضایع ہونا جان شیرین
کو تلخ کر دیگا دوڑ کر باپ کے قدمونپہ گر پڑی اور ہاتہہ باندہکر عرض کی کہ جو کچھہ قصور ہے
اس ننگ خاندان کا اسکے مارے جانے سے بہی اب رفع ندامت غیر ممکن ہے علاوہ
اسکے یہہ بہی صاحب ملک و مال اور حسب و نسب مین بہی ہم سے کمتر نہین کسی نہ کسی
سے تو آپ میرا بیاہ تقریب جگ مین کرتے ہی اب امیدوار ہون کہ ہم دونون کا
قصور معاف فرمایا جاوے اسی طرح کی باتین ملایم کین آخر باپ تو تھا ہی محبت
پدری نے ہوش مارا دونون کا عفو قصور کیا اور وہین اونکا عقد کر کے آپ
لشکر سمیت قنوج کو لوٹ گیا جب سے یہہ گھاٹی بنام گھوگرا گھاٹی مشہور ہوئی۔ اور کتب
ہندی مین لکھا ہے کہ پتھورا دہلی واپس گیا اور راہ مین محصور ہو گیا مگر راؤ جی چند نے
اوسکو بچا کر عقد کر دیا اور آپ قنوج کو واپس آیا۔ یہی روایت صحیح ہے اسلئے کہ
اوسوقت وہ راجہ دہلی کا تہا اور اجمیر دور تہا اور اجمیر مین اوسکا بہائی راجہ تہا

اور قریب مرتبہ اونکا مقابلہ اور بیاہ کالی ندی پر ہوا ہے۔ اسلیئے گوگر گھاٹی کا گھونگرو کے نام سے
وجہ تسمیہ غلط ہی قصہ مختصر راےپتھورا نے اوس نازنین کو دولتسرا مین جا اوتارا اور اسکے دام محبت
مین ایسا گرفتار ہوا کہ ملکی مالی کار و بار سے دست بردار ہوا جب ایک برس اسیطرح
گذرا سلطان شہاب الدین غوری کو بہی یہہ خبر پہونچی پہلے تو اوسنے راوجی چند
کے ساتھہ دوستی کی بنا ڈالی اور بیر بکرماجیت کے بارہ سو تینتیس سن مین ہجری
بہی اوسوقت پانسو اٹھاسی اور سن عیسوی گیارہ سو چہتر تہے سلطان مذکور آٹھوین
مرتبہ ایک لشکر عظیم جمع کر ملک گیری کے ارادہ سے دہلی کیطرف متوجہہ ہوا بلکہ بہت سی
محال لے لیئے اوسوقت کسی کو اتنی جرأت نہوئی کہ راجہ سے اس امر کی اطلاع کرے
آخرار کان دولت نے مشورت کرکے چاند بہاٹ کو حرم سرائے مین بہیجا کہ اوس ستی بیگم
سے یہہ حقیقت کہی تا وہ راجہ تک پہونچاوے چنانچہ راجہ مطلع ہوا لیکن کئی مرتبہ جو
سلطان پر فتحیاب ہو چکا تہا اوسکو کچھہ چیز نہ سمجھا اور بسبب غرور و نخوت و عیش و عشرت
کے خاطر مین نہ لایا مگر وہ نازنین اس عیش و عشرت کو چہوڑکر جوگن ہو گئی اور
اپنے خاوند کو قسم دلا کر کہنے لگی کہ نیکنامی اور شہرت حاصل کرنیکے لیئے جان دینا اور
اس باب مین ذرا پہلو تہی نکرنا مین بہی تمہارے ساتھہ بہشت مین جاونگی اگرچہ
اوس عورت مردانہ سیرت کی بہادرانہ گفتگو کا حال کہ بہت طویل ہے جیساکہ چاہیئے
معرض بیان مین نہین آسکتا ہے لیکن اوسکے کبیتز کا بیان جو نظم مین لکہا ہوا ہے
یہہ ہے وہ خبر حملہ کو بطور خواب بیان کرتا ہے یعنی پرتہی راج اوسکو اسطرح سمجہوتا
سے کہنے لگا آجکی رات جب مین سویا ہوا تہا ایک عورت نے کہ مثل پری خوبصورت
تہی میرا بازو پکڑ لیا تب اوس نے تمپر حملہ کیا۔ جب تم اوس سے لڑائی مین مصروف
تہے ایک بڑا قوی ہیکل ہاتہی جوش غضب مین بہرا ہوا مجھپر گرا اسمین آنکہہ میری کہل
گئی اور نیند اوچٹ گئی دل میرا دہڑکنے لگا اور ہونٹ کانپنے لگے اور بدشواری

سمت ۱۲۳۳
سنہ ۵۸۸ھ سنہ ۱۱۷۵ع

الفاظ ہر ہر میری زبان سے نکلے اور سوچنے لگا کہ خدا جانے کیا ہونیوالا ہے
سنجوگتا نے جواب دیا کہ خدا تمہین فتح نصیب کرے اور نیکنامی حاصل ہو۔ او
آفتاب قوم چوہان کس نے تمہاری برابر شان وشوکت حاصل کی ہے موت سے
تو انسان ہی نہین بلکہ دیوتا بھی نہین بچتے ہین موت تو اونکو بھی ضرور آتی
ہے سب پرانی پوشاک کو بدلا چاہتے ہین۔ نیک نامی سے مرنا حیات جاودانی حاصل
کرنا ہے اپنا کچھہ خیال نکرو بلکہ دلکو بطرف حیات ابدی مایل کرو۔ راجہ نے کبیشر
کو طلب کیا اور اوس نے آنکر اوس خواب کی تعبیر بیان کی۔ گرو نے ایک منتر لکھکر
راے پتھورا کی پگڑی مین رکھا ایک ہزار پیتل کے برتن دودھ سے لبالب چاند
سورج دیوتا کے نام پر چڑہائے گئے اور بہت سی خیرات ہوئی۔ دس سانڈ زمین
دیوتا کے نام پر قربان کئے گئے جب یہہ ہوچکا پرتھی راج نے غسل کیا اور تلسی کی
ڈالی اپنے خود مین رکھی اور سالگ رام گلے مین لٹکایا اور زرہ بکتر پہن کر زرد
پوشاک پہنی اور مور سر پر باندھا مہارانی نے نگاہ حسرت آمیز سے راجہ کو دیکھا اور
اپنے ہاتھہ سے زرہ کے بند باندھے اور اپنے بالونکے چھلے راجہ کے ہاتھون مین
پہنائے اور کہا کہ دنیا مین یہہ آخری ملاقات ہے اب ہم تم بہشت آفتاب مین ملاقات
کرینگے الغرض راجہ پتھورا فوج لیکر نکلا اور راجہ جے چند نے بھی اوسکا ساتھہ ندیا
بلکہ سلطان کا شریک ہوا بلکہ لکھا ہے کہ سلطان کو اشتعالک اور وعدہ کمک دیکر
اسی نے بلایا تھا یہہ بد انجام آپس کی پھوٹ اور نفاق کا ہے القصہ شعلہ جدال و
قتال بھڑکا راجہ پتھورا کا دل بجھہ گیا آخر سلطان کے رفیقون نے اوسکو پکڑ لیا
اور سلطان اسکو قید کرکے غزنین لے گیا جب چاند ابادفروش نے حقیقت حال
سے اطلاع پائی غزنین کی راہ لی آخر وہ سلطان کی ملازمت حاصل کرکے مورد
الطاف کا ہوا بعد اسکے پتھورا کی بھی خدمت مین پہونچا اور زندان مین اوسکی

دسازی کرنے لگا ایک دن بشورت پتھورا کے تیر لگانے کی تعریف بادشاہ کے روبرو یہانتک کی کہ وہ بمرتبہ مشتاق ہوا اور اوسکو بلوا بھیجا بلکہ اوسی وقت اجازت تیراندازی کی بھی دی راے مذکور نے تیر و کمان اوٹھا لیا اور ایک تیر اوس نشانہ ناوک تقدیر کے ایسا مارا کہ کام اوسکا تمام ہوا اوسی وقت بادشاہی نوکرون نے بھی راجہ کو چاند ابھاٹ سمیت مار لیا مگر یہہ بھی معمولی غلط بیانی ہے اور محض بے اصل ہے اسلیے کہ فارسی تواریخون مین پتھورا کا مارا جانا جیسا کہ پہلے بیان ہوا تلاوڑی کے میدان جنگ مین لکھا ہے اور سلطان شہاب الدین کا قتل ہونا بعد مدت چودہ سال کے فدائی نام گکھڑ قوم کے ہاتھہ سے دریاے اٹک پر چنانچہ لب التواریخ سے منقول ہے کہ سلطان شہاب الدین ابو المظفر بن سام بن حسین بعد فوت ہونے اپنے بھائی کے بادشاہ ہوا مدت چار سال تک اس نے شمع عدالت سے جہان کو منور کیا آخر اثناء راہ مین ہندوستان سے لوٹتے وقت تاریخ تیسری شعبان کو بروز شنبہ کہ سن ہجری چھہ سو دو تھے درمیان نازک کے فدائی گکھڑ کے ہاتھہ چراغ حیات اوسکا باد صرصر اجل سے بجھہ گیا تاریخ وفات سلطان کی یہہ ہے۔ سنہ ۶۰۲ ھ

شہادت ملک بحر و بر شہاب الدین		کز ابتداے جہان مثل او نیامد یک
سیوم زغرہ شعبان بسال ششصد و دو		فتادہ در رہ غزنین بمنزل دمیک

اور مفتاح التواریخ مین بھی کہ اوسکا مؤلف ایک صاحب انگریز ہے مرقوم ہے کہ منزل دمیک مین جو ایک گاؤن توابع غزنین سے کنارہ نیلاب دریا مشہور اٹک پر قریب پشاور کے واقع ہے فدائیان گکھڑ کے ہاتھہ سے قتل ہوا تاریخ شہادت الفاظ صاحب السریر سے نکلتی ہے حاصل یہہ کہ روایت چاند محض بے اصل ہے چنانچہ قول راقم واسطے تردید کلام ابو الفضل مولف اکبرنامہ و دیگر نسخہ جات ہندی اور تائید مضمون تواریخ اول الذکر و لب التواریخ کے ایک عمدہ سند

مستند سے یہہ ہے کہ سلطان شہاب الدین غوری نے بعد شکست دینے راے
پتہورا کے بتخانہ راجہ اندرسین واقع اجمیر کو جسکا ذکر باب دوم کی دوسری فصل مین
مفصل مرقوم ہے مسمار کرکے خانۂ خدا بنایا اور مدت ایک سال تک بتولیت
ابو بکر بن احمد کار تعمیر جاری رہا اور دس ہزار ہندوؤن کو اوسی سن مین بمقام
اجمیر کہ اولاد اونکی اب تک بلقب دلیسوالی اجمیر مین مشہور ہے مسلمان کیا اور ماہ و سال
اوس مسجد کی محراب پر کندہ کرایا کہ جو اب تک موجود ہے تعجب ہے کہ ابو الفضل سا علامہ
باوصف ہمہ دانی کے ایسی روایت غلط کو اپنی تصنیف مین بلا تحقیق نقل کرے
الانسان مرکب من الخطاء والنسیان الغرض راجہ جد ہشٹر سے لیکر راے پتہورا
تک ایک سو بیس راجاؤن نے چار ہزار چار سو آٹہ برس سلطنت کی پہر ہر ایک نے
منزل عدم کی راہ لی ایام سلطنت راجہ پتہورا کے اونچاس برس ہوتے ہین غرض
راجہ پتہورا کے مارے جانے کے بعد ہندوستان کی حکومت ہنود سے گئی اور سلاطین
اسلام کے ہاتہہ جا پڑی بعد از فتح ہند سلطان شہاب الدین غوری نے قطب الدین
ایبک اپنے ترک غلام کو نائب سلطنت ہند کیا اور آپ براہ سوالک اکثر محال کوہستان
غارت کرتا ہوا غزنین پہونچا ادہر ملک قطب الدین سرانجام ملک گیری مین سرگرم ہوا
تہوڑے دنون مین قلعہ جات کول میرٹھ و گوالیار و بدایون اور دوسرے
قلعہ فتح کرتا ہوا جانب گجرات گیا اوس ملک کو تاخت و تاراج کرکے فتح و نصرت سے دہلی
مین آیا جب خبر مقتول ہونے سلطان شہاب الدین کی سنی تاریخ گیارہوین ربیع الاول
سن چہہ سو تین ہجری کو شاہ غزنین سے فرمانروائی ہند کی اجازت پاکر سکہ و خطبہ ۶۰۳ھ
اپنے نام سے رواج دیکر سریر آرا سلطنت کا ہوا مسلمان بادشاہون مین سب سے پہلے
یہی بادشاہ دہلی مین تخت نشین ہوا حضرت سید السادات سید حسن مشہدی المشہور بہ
خنگ سوار سلک اولیاء اللہ سے انتظام رکہتے تہے اور عم بزرگ دار حضرت

امیر سید حسین کے ہوتے ہین اسی بادشاہ کیطرف سے قلعہ دار اجمیر شریف تھے
چنانچہ مفصل آپکا ذکر خیر و برکت باب سوم کی دوسری فصل مین بیان ہوگا۔
فصل اول جغرافیہ اجمیر شریف کے بیان مین۔ واضح ہو کہ اجمیر کو اقلیم دوم
سے گنتے ہین طول اس صوبہ کا آنبیر معروف بہ جیپور سے بیکانیر و جیسلمیر تک
ایک سو اڑسٹھ کوس عرض نہایت سرکار اجمیر سے بانسواڑہ تک ڈیڑہ سو کوس
پورب طرف اسکے اکبرآباد پچھم طرف دیپال پور تابع ملتان اوتر طرف قصبات
دہلی دکھن طرف گجرات اور سرکارین اسکی اجمیر چیتوڑ رنتھمبور جودہپور ناگور
سروہی بیکانیر سات متعلق اون سے ایک سو تیئیس ۱۲۳ محال آمدنی پچپن کروڑ
تین لاکھ ساٹھ ہزار دام اور یہہ اصلاح مین متعدد یونکے پچیسوان حصہ پیسہ کا
ہے تواریخ کشاف عالم سے مستنبط ہے کہ عہد شاہی مین آمدنی صوبہ اجمیر کی ڈیڑہ
کروڑ تھی مگر اب سرکار دولتمدار انگریزی کے عہد مین اسی میل طول اور پچاس
میل عرض اور دو ہزار ستادن میل مربع علاقہ صرف ضلع اجمیر شریف کا ہے بندوبست
حال مین جو اس ضلع کی پیمایش باہتمام جناب مسٹر جے ڈی لاٹوس صاحب بہادر
مہتمم بندوبست دام اقبالہ کی ہوئی اوسمین طول ضلع اجمیر کا ابتدا رکھیڑہ جسکا
متعلقہ دوبرہ تحصیل ٹاڈگڈہ سے شمال تک تا موضع ببایچہ تحصیل اجمیر ایک سو آٹھہ
میل اور فاصلہ عرض کا بڑے سے بڑا ابتدا ندی بناس سے جو علاقہ ساور مین
ہے تا علاقہ کھرہ ملحقہ پیسانگن چھتر میل انگریزی قرار پایا سرحد شرقی قصبہ کشنگڈہ
اور ریاست دار السرور جیپور۔ جنوبی سرحد میواڑ۔ غربی و شمالی میرواڑہ و علاقہ
جودہپور مارواڑ حصہ پورب اور گوشہ شمال و مغرب مین بہت مقام پر زمین
صوبہ مذکور کی ریتیلی ہے پانی دور تک جو کھدے تو نکلے بونے جوتنے کا مدار
بارش پر ہے اسی سبب زراعت ربیعی کم ہوتی ہے اور فصل خریف مین باجرہ۔

بجوار سوٹہہ بکثرت کہین آٹھوان کسی جا چھٹا اور ساتوان اور بعض جگہہ پانچوان
حصہ غلہ کا جاگیردار کو دیتے ہین مالگذاری کا رواج کم ہے

فصل دوسری

زمانہ شاہان اسلام مین یہہ شہر دار الحکومت اس صوبہ کا تہا آب و ہوا شہر
اجمیر کی گرم و خشک جاڑے مین جاڑا قریب اعتدال اور گرمی مین گرمی بکمال
اکثر مقامات مین جنوب کیطرف کوہسار اور بیشتر زمین دشوار گذار ہین یاد رہے
اوسوقت اوسکا دار الحکومت چیتوڑ تہا اجمیر مین چوہان تہے اور جب شاہ نے
یورش کی تو چیتوڑ فتح کرلیا جسکی بابت پدماوت کا قصہ مشہور ہے پہر شاہان حنفیہ
نے اونکو مطیع کیا ہے۔ لشکر شاہی ایکبار وہان جا نہین سکتا تہا علاوہ اس کے
کوسون پانی نہین ملتا لیکن اب تو اونہین مقامات پر سرکار فیض آثار انگریزی
کی توجہ سے اکثر بند تالاب کے بنگئے ہین اسلئے بہ نسبت سابق زراعت بہی کثرت
سے ہونے لگی ہے اور باشندے بہی وہان کے جو محض بہایم سیرت وحشی تہے بوجہ
ملازمی پلاٹن اور نیز جا بجا جاری ہونے مدرسونکے اصلاح پانے لگے چنانچہ اس
علاقہ مین راقم چندے عرصہ تک سرکار ابد قرار انگریزی کیطرف سے عہدہ نایب تحصیلداری
پر ممتاز رہا ہے اگرچہ اس صوبہ مین گرمی بشدت ہوتی ہے لیکن قریب شہر کے
جو تالاب اور باغات کی کثرت ہے گرمی مین بہی ایک لطف پایا جاتا ہے اگرچہ سحر
بنارس کی مشہور ہے مگر یہان کے سحر بہی سحر بنارس سے بمرتبہ بہتر ہے بیشتر پانی
شہر کے کوؤنکا شور ہے مگر جو چشمے اور باولیان اندر باہر شہر کے ہین سب کے
سب شیرین لیکن پانی جیسا چاہیے ویسا ہاضم نہین تاہم بعض بعض کنوئین اور
باولیونکا غنیمت ہے آب و ہوا بہی عموماً اچھی ہے مگر بہ نسبت شہر کے قلعہ تاراگڈہ
کی آب و ہوا بہتر ہے اسیوجہ سے صاحبان عالی شان نے قلعہ مذکور پر بنگلے
واسطے سکونت کے تعمیر کرائے ہین اور بنتے جاتے ہین جنکے باعث رونق قلعہ کی

مرہٹون کی عملداری رہی سن اٹھارہ سو اٹھاسی کے آغاز مین مرہٹون نے
یہہ ضلع حوالہ سرکار دولتمدار انگریزی کردیا - ابتداء عملداری انگریزی مین ایک
تحصیل اجمیر کی مقرر ہوئی اور کل دیہات خالصہ وجاگیر واستمرار متعلق ایک
تحصیل کے رہے جب باہتمام کرنیل ڈکسن صاحب بہادر مرحوم تعمیر تالابون کی
شروع ہوئی اور ایک تحصیلدار سے انصرام کل کام کا غیر ممکن تصور ہوا رام سر
اور راجگڈہ دو تحصیل اور مقرر ہوئین اسوقت سے تین پرگنہ اجمیر رام سر راجگڈہ
مقرر ہوئے - اس ضلع مین دیہات خالصہ کی دو قسم ہین - اول وہ دیہات
خالصہ جنکا حاصل سرکاری قابل کمی بیشی کے ہے دوام علاقہ استمرار جسکا حاصل
برائے دوام مقرر ہے اور کم و بیش ہونیکے لائق نہین ہے علاقہ استمرار سابق
سے پرگنات ذیل پر منقسم ہے پرگنہ بہنایہ پرگنہ مسعود آباد پرگنہ بیساکھن پرگنہ
ساور پرگنہ کیکڑی کہروہ یہہ پرگنہ بندی عہد جلال الدین محمد اکبر بادشاہ مین
ہوئی تہی - دیہات جاگیر کا کوئی جدا پرگنہ نہین ہے کل دیہات جاگیر ابتداء
عملداری انگریزی سے تعلق تحصیل اجمیر رہے ہین - پرگنہ اجمیر کے تحت دو جنوبی
پرگنہ پشکر اور گنگوانہ اور پرگنہ رام سر کے ماتحت پرگنہ سرنیگر مشہور ہے وجہ
تسمیہ ان کی یہہ ہے کہ ان مقامات پر تہانجات پولس مقرر تہے لہذا جو دیہات
متعلق ان تہانون کے تہے وہ حلقہ تہانہ کا بنام تہاد پرگنہ معروف ہوا -
مردم شماری جو ۱۸۷۲ء مین ہوئی اوسکے نتیجہ سے واضح ہوتا ہے کہ کل ضلع
اجمیر مین جسکے اندر مگرہ میرواڑہ بہی شامل ہے تین لاکہہ تیس ہزار بتیس نفر شمار
مین آئے - قصبہ ہذا مین پیداوار گلاب و نیشکر و ترکاریات ہر قسم و جو و گندم
و موٹہہ و مونگ کی زیادہ ہوتی ہے میوہ جات مین انار انگور سفید انگور سیاہ
امرود انبہ انجیر آلوچا آڑو چکیا اور گول بہی بجورہ بیر پیوندی

تربوز خربوزہ جامن چکوترہ سیب شہتوت شریفہ فالسہ کھرنی کیلا
کرنا کھجور گنا سفید اور سیاہ گوندی ناشپاتی کمرکھ نارنگی ترکاریون مین
آلو اروی کدو بھنڈی بتھوا بن کریلہ گوبھی پیاز پالک توری
چقندر ریوکا چولائی لوبھیا بھنڈار تالو سانگری سیم سویا سلاد
شکرقند شلغم کرم کلا کولا کریلہ ککوڑا کچنار ککڑی کھیرہ گاجر گانٹھ
گوبی گوار کی پھلی مولی میتھی ہاتھی چک پھولون مین گلاب کیوڑا موتیا
رابیل مدہ مالتی جوہی لالہ نافرمان سورج مکھی گیندا گل عباس
داودی گل مہندی مدن بان مولسری چنبیلی کیتلی شبو ریحان
بیلا موگرا گل دوپہریا چاندنی عشق پیچا سنبل نرگس سیوتی اور
اقسام کے نئے نئے خوشرنگ پھول ولایتی اور پہاڑی ہوتے ہین ادویات
بھی یہان کے پہاڑ اور سواد مین اکثر ہوتی ہے چنانچہ افتیمون بہون پھلی
برم ڈنڈی لسکھپیرا تمان گوکھرو بابونہ شیطرج راج ہنس شاہترہ
ہرن سنگھی ترہ تیزک کاکڑاسنگھی نیلوفر بیدانجیر گل خیرو خرفہ کاسنی
گورکھہ منڈی سرسون سرپھوکہ مقل تخم ریحان فرید بوٹی سنگھاڑا اولی
دودی جوہاکنی تخم کتان موصلی سفید موصلی سمل بجروتنی رتن جوت
سانکا اولی پودینہ صحرائی لجونتی اونڈا پھولی بجاری قند گھونگچی
املتاس کی پھلی کندش سماق سپستان بادیان گلو سعد کوفی -
خبازی زیرہ سفید اجواین سلاجیت نرگنڈی کالی نگد وغیرہ
اجمیر کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ زمانہ گزشتہ مین اجیپال نامی ایک راجہ
ہوا ہے اوس نے پہاڑ پر شہرپناہ بنوا کر پہاڑ و نین شہر آباد کیا جو کہ زبان
ہندی سنسکرت مین پہاڑ کو میر کہتے ہین اور بانی کا نام اجیپال تھا اسلیے

اسکا نام اجمیر رکہا گیا اور یہہ شہر سمت دوسو دو راجہ جد بشر مین آباد ہوا زمانہ سابق مین اسکو جہمیر اور جید رگ اور آدمیر اور اجیا نگر اور جلو پور بہی کہتے تہے اجیپال کی وجہ تسمیہ ہندی کتابون مین یہہ لکہی ہے کہ یہہ بکری چرانیوالا تہا بسبب اسکے کہ وہ ایک مرتاض کو جو پشکر کے پہاڑ وغیرہ رہتا تہا ہر روز دودہ لیجا کر پلایا کرتا تہا اوسکی دعا سے یہہ اس ضلع کا راجہ ہو گیا اور اجگند پہاڑ پر شہر پناہ بنوائی یہہ نام پدم پوران مین تحریر ہے اور اوس پہاڑ پر بکریون کے کہرون کے نشان ہین اور وہان کے مہادیو کا نام اجگند ہے اور اوسکے قریب ہی ایک مورت جو پتہر کی تراشی ہوئی ہے اوسکو اجیپال کہتے ہین پہلے یہہ شہر اجیپال کی نال مین آباد ہوا پہر نور چشمہ مین بعد اسکے سن پانسو اکسٹہہ ہجری یعنے روز تشریف آوری خواجہ بزرگ قدس اللہ سرہ العزیز سے اسکی آبادی جانب شرق بڑہتی گئی اور گوشہ جنوب و غرب کی کم ہوتی گئی مگر زمانہ جلال الدین اکبر سے تو یوماً فیوماً آبادی افزون ہوتی گئی اور وجہ اوسکی یہہ تہی کہ اکبر بادشاہ حسن عقیدت سے بسبب پیدا ہونے جہانگیر کے فتحپور سے سن نو سو ستر ہجری مین تاریخ چودہوین شعبان روز یکشنبہ کو پاپیادہ روانہ ہوا چنانچہ باب دوم کی پہلی فصل مین بہ تشریح ذکر اوسکا تحریر ہوگا۔ کوس کوس کے فاصلہ پر اکبر آباد سے اجمیر شریف تک ایک ایک کنوان اور مینار ایسے ہی چاہ اور مینارہ آگرہ سے لاہور تک بنائے گئے جنمین سے اکثر اب بہی باقی ہین بنوائے ابتک بعض بعض جگہہ موجود و قائم ہین پہلے اس شہر کے گرد فصیل نہتی جب جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کے شاہزادہ مراد پیدا ہوا سلطان مذکور نے شہر پناہ اجمیر کے بنوانے کا حکم دیا چنانچہ تین سال کے عرصہ مین عمارات قلعہ و دولتخانہ شاہی اور مسجد اکبری واقع درگاہ

سنہ ۵۶۱ھ

شریف محوطہ کے اندر لطیف اور نفیس چونہ اور گچ کی باہتمام اسمعیل قلیخان بنکر طیار ہوئے دور اسکا چار ہزار پینتالیس گز جب بادشاہ نے دولتخانہ اور قصر عالیشان کنارہ تال آنا ساگر کہ وہان اب شاہجہانی محل موجود ہے بنوایا پھر تو ہر ایک امیر صاحب منزلت نے سوائے انکے اور بھی بعضے بعضے بادشاہی ارکان نے موافق اپنے قدر و حوصلہ کے عمارتین ستھری دلچسپ اور باغ سرائین بنائین اس سبب سے شہر دلچسپ اور خوب آباد ہو گیا اور اب تو سرکار دولتمدار انگریزی کے عہد مین آبادی اسقدر ہے کہ اگر بلندی سے اس شہر کو دیکھا جاوے تو سوائے حویلیون کے جیہہ بہر زمین خالی اور سایبان کا ہی نظر نہ آوے لطف یہہ کہ دیکھنے والے کو یہہ ثابت ہو کہ اس شہر کی کل تعمیرات سوائے دولتخانہ اکبر بادشاہ کے آج بنکر طیار ہوئی ہین علی ہذا القیاس بیرون شہر بھی گنج اور بازار و دیگر تعمیرات کہ جنکا بیان باب دویم مین مرقوم ہوگا روزافزون بارونق اور آباد ہوتے جاتے ہین چنانچہ ایک معمورہ نہایت معقول نظر آتا ہے اور ریل اور مدرسہ میو کالج کے سبب سے اور بھی رونق کی امید ہے چیتوڑ مشہور قلعہ ہے اسی صوبہ کے متعلقات سے اور کوکندہ کہ تابع اوسکا ہے وہان جست کی کہان ہے اور جین پور مین تانبے کی لیکن یہہ مقام علاقہ مانڈل سے تعلق رکھتا ہے سابق رانا کے تصرف مین تہا اکبر بادشاہ نے ایک مدت لڑکر سن نوسو چوہتر ہجری مین اسے لیا قصہ اوسکا مشہور و معروف ہے زمانہ سابق مین یہان کے رئیسون کو راول کہتے تہے اب ایک مدت سے رانا کہتے ہین جب سے کہ اون نے رانا منڈ ور پہ فتح پائی یہہ خطاب پہلے منڈور کے راجہ کا تہا قوم انکی گہلوت ہے اسوجہ سے کہ انکے دادا نے اپنی بود و باش موضع سیسودیہ مین کی تہی اور سیسودیہ کہلاتے ہین سوائے اسکے ایک برہمن جو انکا غمخوار تہا اس جہت سے اپنے تئین برہمن

سنہ ۹۷۴ھ

بھی ٹھراتے ہین اور انکے خاندان کا یہہ دستور ہے کہ رانا جب مسند حکومت
پر بیٹھے قشقہ آدمی کے لہو سے اپنے ماتھے پر کھینچے اور یہہ بات جو مشہور ہے کہ
اودیپور کے رانا نے اپنی بیٹی کسی بادشاہ کو خاندان تیموریہ سے نہین دی
غلط ہے کیونکہ عالمگیر بادشاہ کے اودیپوری محل ہونے سے ثابت ہوتا ہے
کہ رانا کی بیٹی شاہجہان یا عالمگیر نے ضرور لی ہے اور تواریخ ٹاڈ راجستان
مین بھی یہہ عبارت تحریر ہے کہ دراصل وہ عورت خاندان سیسودیہ یعنی
رانا اودیپور سے تھی اور اغلب ہے کہ وہ رئیس شاہپورہ کی جو ایک شاخ
خاندان میواڑ سے ہے دختر تھی جس وجہ سے بادشاہ نے بسبب قرابت خویشگی
کے ایک شہر آباد کرکے شہر پناہ پختہ بنوائی اور اوسکا نام شاہپورہ رکھا۔
آیندہ العلم عند اللہ اور نیز وقت غالب آنے شاہ دہلی کے جب رانا جنگلوں مین
روپوش ہوا اوسوقت پیام خاص اپنی دختر کا بادشاہ سے دیا تھا دیکھو
ٹاڈ راجستان و تزک جہانگیری یا شاہجہان نامہ قصبہ سانبھر اجمیر سے
ستائیس فرسخ سمت شرق یہہ قصبہ ہے نمک وہان کا نہایت مشہور ہے اور
بیشتر کھانے مین بھی وہی آتا ہے شہر کے نزدیک چار کوس لنبا کوس بھر چوڑا
ایک چشمہ ہے پانی اوسکا نہایت کھاری لیکن تاثیر اوسکی یہہ ہے جہان زمین
کو کھود کر پانی سے اوسے بھر دیا اور زمین نے جذب کیا تمام قطعہ اوسکا نمک
آلود ہو جاتا ہے جہان کھود کر اوسکو کنارے پر ڈالدیا اور پانی چھڑکا نمک صاف
اوسمین سے نکل آتا ہے ہر سال کئی لاکھہ روپیہ کا نمک پیدا ہوتا ہے حضرت
خواجہ حسام الدین سوختہ بن خواجہ فخر الدین بن خواجہ معین الدین حسن
سنجری رضی اللہ عنہم اوسی جگہہ آسودہ ہین آپکا مزار شریف سرراہ اجمیر شریف
واقع ہے اخبار الاخیار اور مونس الارواح اور مداین المعین مین درج

ہے کہ خواجہ فخر الدین نے انکا نام ہمنام اپنے برادر خورد کے جو صحبت ابدالون
مین ملکر غایب ہو گئے تہے رکہا تہا قصبہ ناگور یہہ ضلع اب تحت مارواڑ کے
ہے وجہ اسکی بنیاد کی یہہ ہے کہ راجہ پتہورا کو اس بات کی خواہش ہوئی کہ چراگاہ
جہان کی آب و ہوا نہایت خوب اور مرغوب موافق مزاج مواشی کے ہو تجویز
کیجاوے چنانچہ اطراف و جوانب کو آدمی عاقل اور ہوشیار واسطے انصرام
اس کام کے روانہ کیے ایک شخص کا گزر اوس جنگل مین جہان اب شہر مذکور
آباد ہے ہوا کیا دیکہتا ہے کہ مادہ گاو نے تنومند بچھڑا جنا ہے اور شیر نر سے
مقابلہ کر رہی ہے ہر چند کہ شیر متواتر حملہ کرتا ہے مگر مادہ گاو قوی الجثہ اپنی
چستی اور چالاکی سے اوسکا قابو چلنے دیتی نہین شخص مذکور جو یہہ تماشا ر
عجیب و غریب دور کہڑا دیکہہ رہا تہا بمعیت مردان ہمراہی کے شیر کو للکارا آخر کار
شیر نے رم کی اس نے در مراد ہاتہہ آنیکے باعث اجمیر کی راہ لی وہان پہونچکر تمام کیفیت
گاے اور شیر کے مقابلہ کی اپنی آنکہون سے جو دیکہی تہی مفصل کہہ سنائی القصہ راے
پتہورا نے اوس سرزمین کو پسند کرکے کہ محض ایک جنگل تہا شہر کی بنیاد ڈالی اور
ایک قلعہ نہایت مستحکم بنا کر نام اوسکا ناگر رکہا رفتہ رفتہ کثرت استعمال سے معروف
بہ ناگور ہو گیا بیل یہان کا اور جگہہ کے بیلون سے بمرتبہ بہتر صورت شکل اسکی
نہایت خوب ڈیل ڈول بغایت خوش اسلوب قد و قامت مین بہی بلند قوی جثہ
اور تنومند ہوتا ہے الغرض قصبہ مذکور ابتدا مین چندان آباد نہ تہا مگر عہد
سلطنت مغلیہ مین حسین قلیخان کو اکبر بادشاہ نے جاگیر مین عنایت کیا اوس نے
ایک مکان حاکم نشین اور تالاب لطیف اور مسجد عالیشان وہان بنا کر
رونق اوسکی دو چند کر دی پہر دن بہ دن آبادی بڑہتی گئی ابو الفضل اور
فیضی یہان کے ہی رہنے والے تہے حسین قلیخان کی مسجد بنا کردہ کے ناصیہ منبر پر

یہ کتبہ کندہ ہے

در زمان ولی و والی عہد	شاہ اکبر شہ بحق موصول
خان مقبول حق حسین قلی	کہ نباشد چو او بحسن قبول
مسجدے ہمچو کعبہ کرد بنا	کہ بود قبلۂ فروع وصول
منزل جملہ پاک دینان است	ہمہ پاکان در و کنند نزول
جست تاریخ او وصالی گفت	بیت کل تقی حدیث رسول

سنہ ۹۷۲ ہجری مین یہ مسجد تعمیر ہوئی۔ بعد اسکے طاہر خان نے ایک مسجد رفیع الشان وسط شہر مین قریب قلعہ سن ایک ہزار چھپن مین بنا کر دارین مین نیکنامی لی اور نیز اس نے آبادی کو اور ترقی دی یہ کتبہ طاہر خان کی مسجد کے اوپر کندہ ہے

بعہد حضرت شاہجہان باد	شہ صاحب قران با دین و باداد
بطاہر خان دران وقتیکہ ناگور	ز الطاف و نوازش در وطن داد
بتوفیق حق آن خان جوان بخت	برین تعمیر مسجد یافت ارشاد
بدل گفتم پئے سال بنایش	بگو بنیاد طاہر خان قوی باد

پھر سن ایک ہزار چھہتر مین اورنگ زیب کیطرف سے راجا رائے سنگھ ولد راؤ امر سنگھ کی جاگیر مین مقرر ہوا چنانچہ اس نے کتنے مکانات پر فضا بنائی اور ایک دروازہ عقب مسجد حسین قلیخان کنارہ حوض گدہانی پر سنہ ۱۰۷۶ ہجری مین باہتمام ڈونگرسی کوتوال کے بنا گیا چنانچہ یہ کتبہ دروازہ پر کندہ ہے وہو ہذا

بنا شد این دروازہ اسلام در عہد ابو المظفر محی الدین محمد شاہ اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ غازی در عمل اقبال و اجلال پناہ شہامت و تہور دستگاہ راجہ رائے سنگھ ولد راؤ امر سنگھ در اہتمام حکومت پناہ ڈونگرسی کوتوال راجپوت گہلوت تاریخ ۲۹ شہر محرم المکرم سنہ ۱۰۷۶ ہجری درگاہ خلاصہ عارفین

شیخ حمید الدین صوفی ناگوری قدس سرہ کی بستی کے اندر سمت شمال ہے اگرچہ
اس مختصر مین آپ کے کمالات ظاہری و باطنی نہین سما سکتے مگر تبرکاً ذکر خیر
آپکا واسطے آگاہی کے بیان کیا جاتا ہے واضح ہو کہ لقب آپکا حضرت
سلطان التارکین ہے اور کنیت ابو احمد خلفاے خواجہ بزرگ معین الحق والدین
مین صاحب فضل و کمالات ہین سلسلہ آپکا حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ
تک کہ عشرہ بشرہ رضی اللہ عنہم اجمعین سے ہین پہونچتا ہے سن شریف آپ کا
کچھہ کم سو برس کا تہا نقل ہے کہ ایک روز حضرت خواجہ معین الدین چشتی حالت
ذوق شوق مین زبان درفشان سے مخاطب بہ اصحاب ہو کر فرمانے لگے کہ
جس چیز کی جسکو خواہش ہو طلب کرے در اجابت وا ہے ایک نے دنیا چاہی
دوسرے نے عقبیٰ آپ نے طرف شیخ موصوف کے دیکھکر فرمایا کہ اے حمید الدین
تم چاہتے ہو کہ دنیا اور عقبیٰ مین معزز و مکرم رہو آپ نے جواب دیا کہ بندہ
کا چاہنا وہی بہتر جو رضائے مولے ہو حضرت خواجہ بزرگ نے اوسوقت یہہ
ارشاد کیا۔ التارک الدنیا والفارغ عن العقبیٰ سلطان التارکین حمید الدین
صوفی۔ اوس دن سے لقب آپکا سلطان التارکین ہوا اونتیسوین ربیع الآخر
سن چھہ سو تہتر ہجری مین وفات پائی اوس روز بڑا میلہ ہوتا ہے زن و مرد
بکثرت دور دور سے بہی آتے ہین اور نذرین چڑہاتے ہین آپکی اولاد سے
اکثر لوگ وہان آباد ہین محوطہ درگاہ شریف کا غیاث الدین تغلق نے بنوایا
بعد اسکے خواجہ حسین ناگوری نے دروازہ عالیشان زر دپتہر کا جسکی صنعت
کاری دیکھہ انسان عالم حیرت مین آئے بلکہ نقش دیوار بنجائے بنا گیا یہہ کتبہ
جانب چپ سمت داخل دروازہ خانقاہ کے کندہ ہے عن سلیمان علیہ السلام
اعظم المصائب فوت الوقت بلا فائدۃ حررہ العبد میر بزرگ بن

میر محمد معصوم النامی تخلصاً البکری مسکناً ترمذی اصلاً والحسینی نسباً وکان لماذالک فی سنۃ سمانیہ والف اور دوسرے پتھر پر یہ کندہ ہی

نظم

نامی بکشای چشم بصیرت دریاب	بنیاد زمانہ ہمچو نقشیست برآب
باتو گویم حقیقت دنیا چیست	بیداری یکزمان وباقی ہمہ خواب

جانب راست داخل دروازہ پر یہ اشعار کندہ ہین ۵

دو جہان در نظر دیدہ وران مختصر است	ہر کہ بربست از و چشم طمع دیدہ ور است
تا تو بد عہد رہ مہر و وفا بربستی	نامی دلشدہ را دیدہ بہ دیوار و در است

بعداز فتح دکن اعلی حضرت بندہ را بجانب عراق رخصت فرمودند العبد محمد معصوم سنہ ۱۰۱۲ درحین مراجعت از ایران در ملازمت نواب میر محمد معصوم نامی در ینجا رسیدہ واین چند بیت از خمسہ ایشان کہ در ینولا باتمام رسانیدہ بودند تحریر نمودہ در سنہ ۱۰۱۳ از (معدن الافکار) بحر ز گرداب تست کاسہ گر ٭ تا نمی از جود تو یابد گہر ٭ از (حسن ناز) قریب لعل آن سرچشمۂ نوش ٭ شدہ سرگرم چون در بناگوش ٭ از (اکبر نامہ) بگلچینی آن گلستان شدم ٭ سراپا صبا وار دامان شدم ٭ از (صورت) حسن است درم خریدہ او ٭ خوبی گل آفریدہ او ٭ از (خمسہ مخیرہ) ہست بر نامت ابتدائے ہمہ ٭ بتو آغاز و انتہائے ہمہ ٭ اگرچہ اندر شہر کے اور باہر اوسکے اطراف مین بہت سے مردان خدا آسودہ ہین انہین مین سے پیر ظہیر اور حمید الدین کا سہ لیس ہین شمالی دروازہ کے باہر قریب محلہ آہنگران ملتانیکی لوگ اکثر انہین بزرگوارونکے مزار تبلاتے ہین اور بعض اونکو مزارات سہروردیہ الغیب عند اللہ چنانچہ اون مزارات کے ستو نو پر یہ کتبہ کندہ ہے

گویند بود فاتحہ را فاتحہ	زان فاتحہ بخش نکہت رائحہ

بر روح گزشتگان نو ست اخلاصی		محتاج دعائیم بخوان فاتحہ
حجرہ پیر بزرگ ۸۱۴ھ اور دوسرے ستون پر بالین مزارات موصوفہ کے یہہ ابیات نامی کندہ ہین ؎		
توخفتہ براہ وکاروان تیز		منشین وچو گرد باد برخیز
نامی چہ نشستہ درین راہ		سے نہ قدمے درازہ وکوتاہ

نصیر آباد اجمیر سے ۱۵ میل کے تفاوت سے گوشہ جنوب اور مشرق مین چھاونی نصیر آباد کنکریلی زمین پر آباد ہے وجہ تسمیہ اسکی یہہ ہے کہ جنرل لونی اختر لونی ریذیڈنٹ کو شاہ دہلی نے خطاب نصیر الدولہ کا دیا تہا جنرل نے بیس نومبر ۱۸۱۸ع کو چھاونی کی بنیاد ڈالی اسلیئے نام اوسکا نصیر آباد رکہا فی الواقع ایسے اسلوب کے ساتھہ بسائی ہے کہ دیدنی کے لایق ہے بارگون کی تعمیر کا طور ہی نیا نقشہ ہر ایک مکان کا جدید البنین برابر برابر سڑکین ستہری ہموار سراسر آب وہوا وہانکی نہایت خوب بدیر وجوان کو مرغوب درختان سایہ دار دورویہ سڑکون پر لگے ہوئے۔ سڑکون کے قریب بنگلون کے محوطون مین قسم قسم کے پہول گلشنون مین کہلے ہوئے دیکہکر خدا کی قدرت یاد آتی ہے خصوصاً برسات کے موسم مین تو عجب لطف وہانپر نظر آتا ہے یعنے جہانتک یک نظر جاوے تختۂ زمردین نظر آوے۔ سبزۂ نوخیز کا عالم ہی علحدہ کوٹھیون بنگلون اور لب سڑک ہرے ہرے گنجان درختون کا طور ہی جدا عرصہ چار سال تک راقم آثم بتقریب روزگار سرکار دولتمدار یہان رہا اس کیفیت اور بہار کو خوب دیکہا ہے **فضل فقیری** اخبار الاخیار سے منقول ہے کہ خواجہ حسین ناگوری جو شیخ حمید الدین کی اولاد مین برسون انہون نے حضرت خواجہ بزرگ خواجہ معین الدین چشتی کے مزار شریف کی جو اوسوقت تک خام تہا مجاورت کی او عبادت مولا مین مشغول رہے جس زمانہ

مین کہ شہر اجمیر خراب ہو گیا تھا اور اوسکے گرد جنگل مین شیر رہتے تھے حضرت
خواجہ غریب نواز کی قبر شریف پر عمارت نہ تھی تب خواجہ حسین ناگوری نے اول
بنیاد عمارت روضہ شریف کی رکھی اور اوسکی بصورت اسطرح لکھی ہے کہ
سلطان غیاث الدین خلجی بادشاہ منڈو خواجہ حسین ناگوری کو بہت اشتیاق
سے بلوایا کرتا تھا اور خواجہ موصوف قبول نہین کرتے تھے تب سلطان سے
لوگون نے کہا کہ اگر یہہ خبر خواجہ حسین ناگوری کو پہونچی کہ موئے مبارک حضرت
سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم سلطان کے پاس ہین تو بے اختیار چلے آوینگے
سلطان نے یہہ خبر خواجہ حسین کو پہونچوائی اور وہ سنتے ہی بے توقف روانہ
ہوکر بادشاہ کے پاس پہونچے چونکہ جاذبہ شوق درست تھا فوراً موئے
مبارک خواجہ حسین کے ہاتھہ پر آگیا القصہ سلطان نے بعد اپنی عرض مدعا کے
بہت سے تحفہ ہاے عالی پیش کئے خواجہ ممدوح نے قبول نہ کئے لیکن اونکے
فرزند کے دلمین اوس ہدیہ کے لینے کی خواہش ہوئی تب خواجہ موصوف نے
یہہ اجازت دی کہ جو اس مال کو لینا چاہتے ہو تو چاہئے کہ روضہ خواجہ بزرگ
اجمیری اور روضہ اپنے جد شیخ حمید الدین ناگوری کا اس مال سے تعمیر کرو
چنانچہ اوس مال سے یہہ عمارت جو قبر شریف حضرت خواجہ بزرگوار پر موجود
ہے بنائی گئی اوس گنبد رشک ارم کی غربی دیوار مین سنگ مرمر کی جالی پر
یہہ تاریخ بخط نستعلیق تحریر ہے ؎

از پئے تاریخ نقش گنبد خواجہ معین		گفت ہاتف گو معظم قبہ عرش برین

اس تاریخ سے سن نو سو انتالیس ہجری نکلتے ہین۔ لیکن غالباً یہہ تاریخ نقاشی
گنبد کی ہے کیونکہ سلطان غیاث الدین خلجی سن آٹھہ سو اٹھتر ہجری مین
فوت ہوا اور یہہ بھی پایا جاتا ہے کہ سلطان محمود بن سلطان ناصر الدین بن

غیاث الدین کے عہد مین یہہ نقاشی گنبد شریف کے اندر ہوئی ہو اور
دروازہ روضہ حضرت خواجہ غریب نواز کا ایک اور بادشاہ منڈو نے عمارت
روضہ کے پیچھے بنوایا اور اسی روپیہ مین سے بنا ہے وہ بلند دروازہ روضہ
شیخ حمید الدین ناگوری کا جو ناگور مین ہے جسکا بیان ناگور کے حال مین
لکھا گیا الغرض نوسو انتالیس ہجری مین یہہ گنبد مع مزار مبارک سنگین کے
بالا رقبر خام بنایا گیا باہر سے دیکھو تو گنبد پر سونے کا کلس کلان اور اسکے
کنگورونپر سنہری کلسیان چمکتی ہوئین نظر پڑتی ہین اندر روضہ کے سنہری
اور لاجوردی کام کیا ہوا ہے اور سقف منقش مین کاشانی مخمل کی زرین چھت
گیری کے نیچے قمقمے سونے کے زنجیر طلائی مین آویزان ہین اور چارون گوشونپر
چار قمقمے طلائی سونے کی زنجیرون مین لٹکے ہوئے ہین کہتے ہین کہ زمانہ شاہی
مین اِن قمقمون کا تخمینہ ہوا تہا ہر ایک قمقمہ پانچ پانچ ہزار روپیہ کا ہے علاوہ
انکے چاندی کے قمقمے چارون طرف متصل متصل آویزان ہین اور سنہری گھونگھٹون
مین آئینہ دیوار کے اندر نصب ہین اور یہہ اشعار آب زر سے روضہ کے
اندر لکھے ہوئے ہین ؎

خواجۂ خواجگان معین الدین	اشرف اولیا ر روی زمین
در جمال و کمال آن چہ سخن	این مبین بود بحصن حصین
مطلعے در صفات او گفتم	در عبارت بود چو در ثمین
اے درت قبلہ گاہ اہل یقین	بر درت مہر و ماہ سودہ جبین
خادمانِ درت ہمہ رضوان	در صفا روضہ ات چو خلد برین
ذرۂ خاک او عبیر سرشت	قطرۂ آب او چو ماء معین
جانشین معین خواجہ حسین	بہر نقاشی بگفت چنین

نقشہ نویس

قبۂ خواجۂ معین الدین	کہ شود رنگ تازہ کہنہ زنو

اسکے آگے کے دو شعر ایسے فرسودہ ہوگئے ہین کہ پڑہے نہین جاتے مگر یہہ ثابت
ہوتا ہے کہ روضہ شریف کے اندر نقاشی از سر نو حضرت خواجہ حسین اجمیری نے
کرائی جسکو تخمیناً ڈہائی سو برس گزرے - مزار شریف پر سیپ کے کام کا چھپر کھٹ
صندلی بنا ہوا ہے بنانے والے نے عجب باریک سیپ کا کام کیا ہے کہ نقش
ارژنگ کو مات کر دیا ہے اوسکی صفائی پر محبوبان صندلی رنگ کی رنگت قربان
اور اوسکی ہر ایک بیل سلسل پر سنبل تر نثار بدل وجان چھپر کھٹ کی چھت مین
کبھی سبز مخمل رومی کی چھت گیری اور کبھی زردوزی جسپر مغرق کام زرین کیا ہوا
لگی رہتی ہے اور اوسکے کنارونپر چارون طرف سونے کے تمغے جگمگاتے ہین
چھپر کھٹ کے اندر سنگ مرمر نفیس کا مزار نہایت آبدار اوسپر سنگ طلائی وابری
وفیروزہ ویشب وا عجوبہ ولہسنیہ وغیرہ کی پچیکاری ہے جسمین بیل بوٹے پہول
پتے منبّت کے ایسے نادر اور تحفہ بنے ہوئے ہین کہ بیان سے باہر تعویذ مزار
پُرانوار پر سنگ مرمر مین یاقوت رمّانی جسکو عوام الناس لعل بدخشانی کہتے ہین
جڑا ہوا ہے آپ کا مزار پُر انوار ہمیشہ زربفت کمخاب پر زر تمامی اور مشجر کے
قبر پوشون سے ڈہکا رہتا ہے اوپر اونکے پہولونکی چادر ہمیشہ آراستہ کیجاتی
ہے چھپر کھٹ کے بیچ مین چاندی کا کٹہرا لگا ہوا ہے مشہور ہے کہ اسکی ساخت مین
ایک لاکہہ روپیہ خرچ ہوا ہے شاید اسمین کچھ مبالغہ ہو کیونکہ قول عوام کا ایسے
مقام پر اکثر ساتھہ مبالغہ کے ہوتا ہے مگر پیشتر اس کٹہرہ کی جگہہ سونے کا کٹہرا
لگا ہوا تھا چنانچہ تزک جہانگیری سے منقول ہے یعنے جہانگیر بادشاہ لکھتا ہے
کہ سن ایکہزار بچیس ہجری مین بسبب بر آنے بعضے مطالب کے مینے نذر کی تہی
کہ مجہر طلائی جالیدار اوپر مرقد منورہ حضرت خواجہ بزرگوار کی ترتیب دین -

نقشہ روضہ منورہ حضرت خواجہ معین الدین
چشتی رحمۃ اللہ علیہ
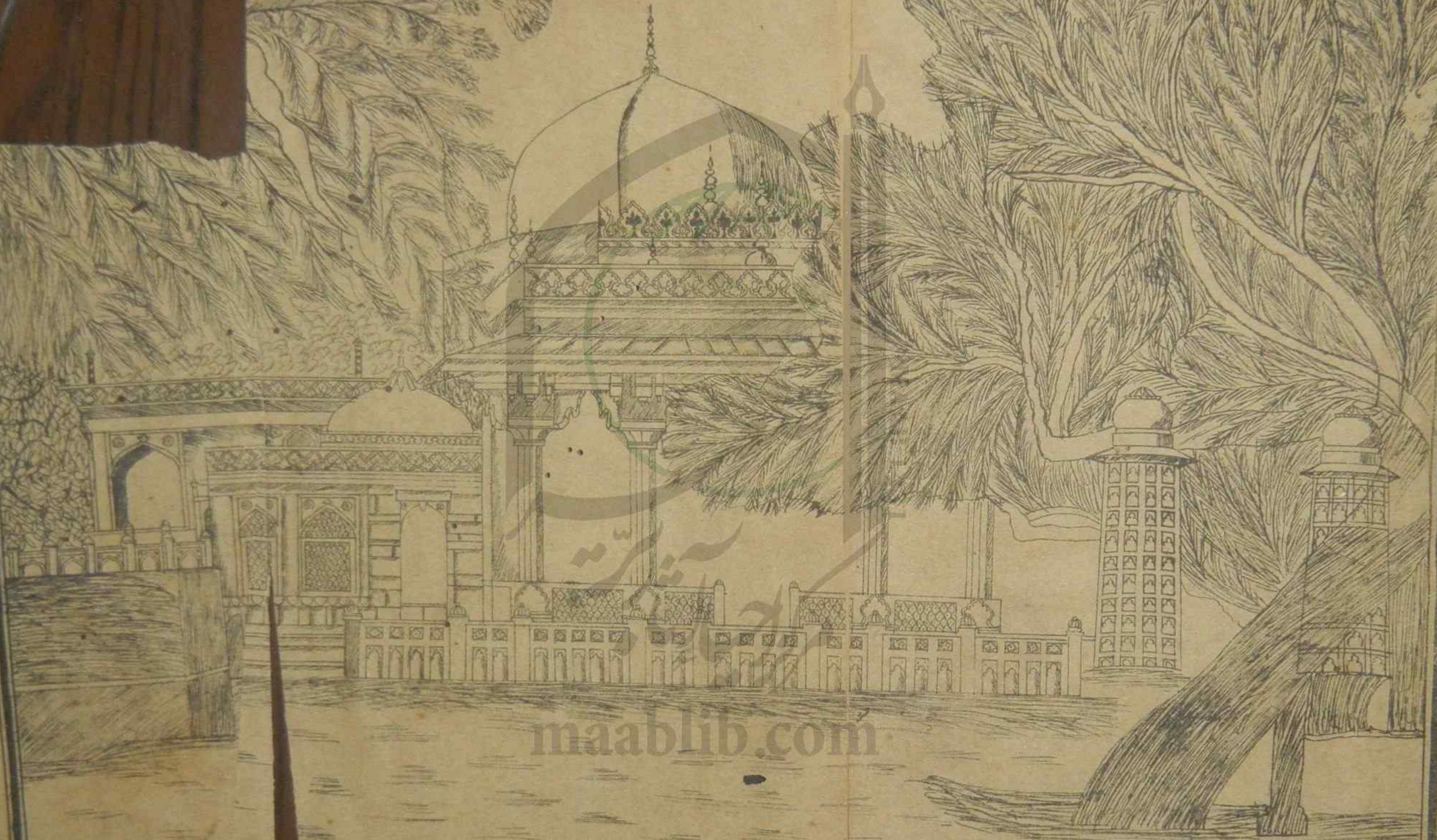
مطبوعہ مطبع مفید عام آگرہ

فخر الدین
نقشہ نویس

ستائیسوین رجب المرجب کو طیار ہوا مینے حکم دیا کہ لیجا کر نصب کرین ایک لاکھہ
دس ہزار روپیہ اوسکی لاگت مین صرف ہوئے اوسکی کٹہرہ کے تہوڑے فاصلہ سے
ایک دوسرا چاندی کا کٹہرا ہے جسکی ترمیم راجہ جے سنگھ سوائی والی و بانی جیپور
کے حکم سے شیخ محمد حیات اور حاجی منظور علیخان متولی آستانہ کے اہتمام سے
ہوئی وزن اوسکا بیالیس ہزار نوسو اکسٹھہ تولہ تین ماشہ ہے یہہ دونون
کٹہرے نواب علیۃ العالیہ جہان آرا بیگم بنت شاہجہان نے کہ اونکو خواجگان
چشت اہل بہشت سے بہت اعتقاد تہا بنوائے ہین بلکہ انہون نے تمام شاگرد پیشہ
اپنا آستانہ شریف کی خدمتگزاری کے لئے نذر کردیا کہ اون لوگون کی اولاد
ابتک بدستور اپنے کار خدمت پر مقرر ہے الغرض ان کٹہرونکی بنا کو کچھہ اوپر
سوا دوسو برس آجتک ہوئے گنبد شریف کے اندر سنگ مرمر کا فرش نہایت صفا
ہر ایک پتہر مربع ترشا ہوا گرد اوسکے سنگ موسیٰ پٹریان جڑی ہوئین نہایت
خوشنما معلوم ہوتی ہین گنبد کے شرقی دروازہ سے ملحق یہین ویسار دو حجری
بنے ہوئے ہین جانب جنوب جو حجرہ ہے اوسکے دروازہ کا تیغا کیا ہوا ہے لوگون
کا قول ہے کہ اسکے اندر سونے کی شلاخین اور برتن سونے چاندی کے رکہی
ہوئے ہین غالباً وہ شلاخین طلائی اوسی مجہر کی معلوم ہوتی ہین جسکو جہانگیر
بادشاہ نے سن ایک ہزار چبیس ہجری مین مرقد مقدسہ پر نصب کرایا تہا آیندہ
العلم عند اللہ

مزار شریف حضرت فخر الدین

کہتے ہین کہ ان دونون حجرون مین حضرت فخر الدین مرید حضرت خواجہ عثمان
ہارونی رحمۃ اللہ علیہ اور اونکی بیوی کے مزار ہین جسوقت بیگمی دالان نواب مہد

علیا جہان آرا بیگم بنت شاہجہان نے بنا کیا تو اونکے تعویذ قرار زمین دوز کر دیے گئے چنانچہ اوس دالان کے گوشہ شمال و مشرق مین گنبد حضرت خواجہ بزرگوار کے شرقی آپکا مزار ہے اور گوشہ جنوب و مشرق مین شرقی روضہ منورہ کے آپکی زوجہ مرحومہ کی قبر ہے ہر سال چھبیسوین رجب کو بڑے دہوم سے آپکا عرس ہوتا ہے حضرت فخر الدین کے دو بیٹے صلبی تھے بڑے حضرت مسعود دوسرے چھوٹے بہلول تیسرے منجھے حضرت اسمٰعیل ان حضرات کے مزارات بیگمی دالان کے روبرو ہین - جہان اب فرش ہموار کے صرف سنگ ابری کے تعویذ بنا دیے گئے ہین انھین کی اولاد مین یہانکے خدام ہین جنکی تعداد کسی وقت مین گیارہ سو تک بتاتے ہین مگر اب بھی چھ سات سو کے قریب موجود ہین یہی صاحب زوارونکو زیارت کراتے ہین ہر ایک شخص ادنی و اعلے موافق اپنی حیثیت و مقدور کے انکو دیتا ہے عہد سلاطین مسلمین خصوص اکبر بادشاہ و نور الدین جہانگیر و فرخ سیر نے ان لوگون کو دیہات جاگیر مین بطور مدد معاش دیئے ہین اب بھی وہ دیہات جاگیر جنکی آمدنی سالانہ تخمیناً چھ ہزار کے قریب ہے جناب ملکہ معظمہ قیصرہ ہند کے عہد بعدالت مہد مین قایم و برقرار ہے - دروازہ کے سمت شمال جو حجرہ ہے اوسکے اندر قبر پوش قرآن مجید نقرہ عود سوز وغیرہ سامان طلائی و نقرئی رکھا رہتا ہے شرقی دروازہ نہایت خوش قطع بنا ہوا ہے اور فرش بھی اوسکا بغایت پرتکلف ہے اس دروازہ کے سمت داخل روضہ جو کیواڑ و نکی جوڑی ہے کہتے ہین کہ بعد فتح چیتوڑ کے اکبر بادشاہ نے قلعہ چیتوڑ سے لاکر چڑھائی ہے چنانچہ یہ شعر اوسپر کندہ ہے

بجق اشہد ان لا الٰہ الا اللہ		رکھے ہمیشہ تیری تیغ کار کفر تباہ

اس دروازہ کے آگے جو دوسرا دروازہ ہے اوسکی دیوار کے دونون طرف یہہ دو بیت بخط نستعلیق لکھی ہوئی ہین - و ہو ہذا

بیا کہ کعبۂ اہل دلست خواجہ معین	کہ طوف مرقد او میکنند شاہ و گدا
زراہ صدق در آ در مقام خواجہ معین	کہ ہست روضۂ پاکش چو جنت الماوا

جانب خارج دروازہ روضہ کے سن بارہ سو چالیس ہجری مین نواب فیض اللہ خان بنگش سابق رئیس فرخ آباد نے اٹھ دہات کے کیواڑ کمانی دار چڑہوائے اور اوپر یہہ تاریخ کندہ کرادی دہوندا۔

خان فیض اللہ بنگش کہ نگاہش عالیست	ساخت دروازۂ درگاہ معین جاوید
چونکہ درگاہ معین است چو خورشید بلند	سال تاریخ شدہ باب طلوع خورشید

اسی دروازہ کے پہلو مین سمت شمال عقیق یمنی زر رنگ دیوار مین نصب ہے اتنا بڑا اور خوشرنگ عقیق کم دیکھنے مین آیا روضہ شریف کی غربی اور جنوبی محرابون مین سنگ مرمر کی جالیون پر زرین پردے پڑے ہوئے کہ جنکی دید سے عقل حیرت کو اپنے ساتھہ لاتی ہے۔ موسم گرما مین زرین پردون کی جگہہ خس کے پردے لگائے جاتے ہین اگر اس روضہ کو روضۂ رضوان کہیے تو زیبا ہے اور نور کا بقعہ سمجھیے تو روا ہے سبحان اللہ کیا لطافت اور نفاست اس مقام فیض انجام مین پائی جاتی ہے۔ کیسا ہی دل گرفتہ کیون نہو ادہر روضہ شریف مین آیا اودہر غنچۂ خاطر افسردہ کو شگفتہ پایا دنکو ضیا بار و نور شب کو روشنی شمع کافور کا وفور اگرچہ ہر دم کیفیت اور بہار کا عالم رہتا ہے مگر دم سحر بیان سے باہر لطف نظر آتا ہے ادہر تو مرغان نواسنج کا درختون پر گرد و پیش روضہ کے بذکر حق شور۔ اودہر نقار خانہ پر نوبت کی ٹکور۔ نسیم سحر کا ناز و انداز سے خرامان چلنا شمعون کا جھلملا جھلملا کر جلنا قوالونکا بہیرون لگانا۔ صوفیان صاف دل کو وجد و حال آنا۔ ذاکران شب زندہ دار کا حجرون مین نعرۂ اللہ ہو لگانا ایک جانب خانۂ خدا مین واسطے ادائے دوگانہ اوس یگانہ کے نمازیونکی کثرت

ظہور نور کا وقت ہوا کا چلنا۔ پہولون کا کہلنا۔ غرض جو لطف اوسوقت حاصل ہوتا ہے اوسکا لکہنا عشر عشیر ہی محال ہے اس کیفیت کو جس نے بنظر حقیقت دیکہا ہے اوس نے لطف اوٹھایا ہے ؎

مجحر حضرت بی بی حافظ جمال

یہہ مجحر روضہ شریف کی دیوار سے ملحق سمت جنوب بہت تحفہ بنا ہوا ہے اسکی جسقدر تعریف کیجاوے بجا ہے اور جتنی توصیف کیجیے روا ہے کیونکہ اسمین حضرت خواجہ غریب نواز کی صاحبزادی آسودہ ہین آپکے اوصاف حمیدہ حیطہ تحریر مین کب آسکتے اور اس مختصر مین کہان سما سکتے ہین مگر کچہہ مجمل حال آپکی پیدایش کا باب دوم کی فصل اول مین تبرکاً معرض تحریر مین آیا ہے اگرچہ اسکی بنا کا حال کسی تواریخ مین نظر نہ آیا اور نہ کوئی کتبہ مجحر پر کندہ ہے جسکے ذریعہ سے حال معلوم ہوتا مگر قیاساً یون معلوم ہوتا ہے کہ روضہ شریف حضرت خواجہ بزرگ کے ساتہہ یہہ مجحر تعمیر ہوا ہے جسکی بنا کو ساڑہے تین سو سال کے قریب عرصہ گزرا آپکے مزار شریف پر سنگ مرمر کے تعویذ مین سنگ ابری و طلائی و سنگ لسنیہ فیروزہ وغیرہ پچیکاری مین جڑا ہوا ہے کمخاب تمامی شجر کے قبر پوش کے اوپر پہولونکی چادر پڑی رہتی ہے یہہ مجحر چونہ اور سنگ سے بنایا گیا ہے سر سے پیر تک وہ نفاست اور صفائی ہے کہ صل علی دیوارون مین وہ تحفہ چونے کا صندلا ہے کہ آئینہ کیطرح منہہ دکہلائی دیتا ہے مجحر کا دروازہ کمانیدار نہایت شاندار ہے اسکے سامنے جو چہوٹی قبرین ہین وہ آپکے صاحبزادونکی ہین جو صغر سنی مین فوت ہوئے تہے شوہر آپکے حضرت شیخ رضی الدین تہے جنکا مزار ناگور سے قریب ایک کوس کے کنارہ حوض منڈہولا کے ہے ؎

مجحور النسا بیگم بنت شاہجہان

روضہ شریف کے غربی یہہ مجحور النسا بیگم بنت شاہجہان کا ہے جسکو یہان کے
خادم حمینی بیگم کے نام سے مشہور کرتے ہین۔ تزک جہانگیری اور شاہجہان نامہ
مین لکھا ہوا ہے کہ بروز چہارشنبہ اونتیسوین ماہ جمادی الاول سن ہجری
ایک ہزار پچیس مین حور النسا بیگم بنت شاہجہان نے وفات پائی پاے انداز حضرت
خواجہ بزرگوار مین روضہ شریف کی دیوار سے ملحق دفن کی گئین نورالدین محمد
جہانگیر بادشاہ اس لڑکی کو بہت عزیز رکہتا تہا بہرحال ایک مختصر سا مقبرہ سنگ
مرمر کا بنا ہوا ہے کواڑ اسکے سنگ مرمر کے تھے کہتے ہین کہ تعویذ قبر پر عقیق یمنی
کے تختی بہت عمدہ بیش قیمت لگی ہوئی ہے عوام پیسے اور کوڑیان اندر اوسکے
پھینکتے تھے بخیال ٹوٹ جانے لوح کے دروازہ مقبرہ کا تیغا کر دیا ہے جالیان
بہی بند کرادی ہین اسلیئے اوسکی اصلی لطافت مین تفاوت ہو گیا ہے ؎

احاطۂ نور

روضہ عالی کے غربی جنوبی سے قدرے حصہ شمالی تک یہہ محوطہ سنگ مرمر کا
نہایت نادر بشکل بارہ دری ہے جسکے ہر در مین صفائی اور نزاکت خوشنمائی
خوبی بھری ہے ساخت اسکی مثل عالم طلسمات جسکے روبرو نگارخانہ چینی مات
ہر در مین سنگ مرمر کی جالی وضع کی نرالی دروازہ و نیز کلس سونیکے لگے ہوئے
نقاشی سے محرابون پر گلکاری۔ بخزان کہلے ہوئے شب ماہ مین سنگ مرمر کی
سفیدی اور صفائی نور علی نور دکھائی دیتی ہے اور دنکو دہوپ مین عجب
آب و تاب نظر آتی ہے فرش سنگ مرمر کا احاطہ کے اندر ایسا نفیس

اور مصفا ہے کہ پاے نظر تک اوسکی صفائی پر پھسلا جاتا ہے احاطہ مذکور کے

دو دروازے مین ایک جنوب رو اور دوسرا غرب رو دروازہ جنوبی

بنام باانداز دروازہ اور غرب رو بنام بلی دروازہ کے مشہور ہے اور عام

مین بہشتی مشہور ہے ۔

بیگمی دالان

گنبد شریف کے شرقی دروازہ سے ملحق یہہ دالان رفیع الشان جہان آرا بیگم بنت

شاہجہان بادشاہ نے سن ایکہزار تریپن ہجری مین تعمیر کرایا ہمت ستون کھڑے

کنگورے سنگ مرمر کے اور فرش دالان سنگ افشان ابری اور طلائی کا

اسقدر پر تکلف اور شفاف ہے کہ بیان سے باہر ہر ایک در دالان کا اندر سے

مصفا باہر سے منور ستون نور کے سانچے مین ڈہلے ہوئے دیوارون مین نقش

ونگار سے گلہاے بہجت ان کہلے ہوئے ہر در مثل دلہاے اہل عرفان کشادہ

قصر قیصر اور محل فغفور سے خوبی مین زیادہ دن کا مجاور جاروب کش آفتاب

درخشان شب کا پاسبان ماہ تابان بچشم انجم نگران چہت مین تمامی کی چہت گیری

لگی ہوئی جسکے چار ونطرف قریب قریب قمقمے چاندی کے لٹکے ہوئے عمدہ عمدہ

خوشنما کتبے جواہر رقم اور مرصع رقم کے ہاتھون کے لکھے ہوئے وسط کی محرابیہ

سنگ مرمر مین جواہر گران بہا کی پچیکاری ہے یا قلم صنعت کی گلکاری ہے

عوام الناس اوسکو نورجہان بیگم کے گلے کی دہگدہگی کہتے ہین اسکے اندر

ہیرے اور یاقوت جڑے ہوئے ہین اگرچہ اتنی بڑی دہگدہگی شاہزادی موصوفہ

کے گلے کی ہونا قیاس مین نہین آتی مگر بہرحال ابتک موجود ہے ہوا بہی اس مقام

دلکشا کی عنبر بیز مشک خیز ہے کیونکہ روضہ شریف کے پہلون مین بسی ہوئی نسیم

وصبا اس جگہہ آتی ہے گلشن فردوس کا لطف یاد دلاتی ہے چوڑان چکلان

اور نجان اسکی نہایت مناسب کنگورہ و نیز خوبصورت خوبصورت سنہری کلس اور
کلسیان آگے سرخ سائبان دالان کے روبرو دور تک سنگ مرمر کا فرش
کیا ہوا گرد اوسکے اوسی وضع کا سنگین کٹہرا لگا ہوا صبح شام قوالان خوش
الحان اس جگہہ گاتے ہین عارفون کو وجد و حال آتے ہین ہر پنجشنبہ اور
شروع چاند کی چھٹی تاریخ اس صحن سنگ مرمر مین محفل سماع ہوا کرتی ہے مشایخین
پر تمکین آتے ہین قوال گاتے ہین علاوہ انکے اکثر شہر کی خلقت حاضر ہوکر محفل
کی کیفیت دیکھتی ہے چھ گھڑی رات تک یہہ جلسہ قائم رہتا ہے وقت برخاست
محفل کے قوال ملکر کڑا کا جو عبارت راگ سے ہے اور اوسمین تشریف آوری
حضور خواجہ بندہ نواز و استیصال کفر کا مضمون ہے گاتے ہین گویا زمانہ
ماضی کو حال کر دکھاتے ہین بعد اختتام راگ مذکور کے روضہ شریف کے دروازے
معمور ہوجاتے ہین - بانی تعمیر ہذا نواب علیۃ العالیہ جہان آرا بیگم کو حضرت خواجہ
بزرگوار سے نہایت اعتقاد تہا اور بڑی قابل تحسین کتاب مونس الارواح کہ
جسمین بیشتر ذکر خیر و برکت حضرت خواجہ رضی اللہ عنہ کا مندرج ہے انہین کی
تصنیف سے ہے چنانچہ کتاب موصوف کے آخر جو عبارت خاص مصنفہ ممدوحہ
نے اپنے ہاتھہ سے لکھی ہے یہہ ہے - بعد از حمد خداے احد صمد جل جلالہ و پس از
درود رسول او محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میگوید فقیرہ حقیرہ جہان آرا
کہ چون از یاوری بخت و فیروزی طالع از دار الخلافہ اکبر آباد در خدمت والد
بزرگوار خود متوجہ خطہ پاک حضرت اجمیر بینظیر شدم از تاریخ ہیژدہم ماہ
شعبان المعظم سن یکہزار پنجاہ وسہ ہجری تا تاریخ ہفتم ماہ رمضان المبارک
کہ داخل عمارت کنار تال آناساگر گشتم - موفق شدم کبراین معنی کہ ہر روز
وہر منزل دو رکعت نماز نافلہ ادا میکردم و یکبار سورہ یسین با فاتحہ از روے

کمال اخلاص و عقیدہ تمندی خواندہ ثواب آنرا بروح پر فتوح مطہر منور حضرت
پیر دستگیر خواجہ معین الحق والدین رضی اللہ عنہ نیاز مینمودم چند روز کہ
در عمارت مذکورہ توقف واقع شد از نہایت ادب شبہا بر پلنگ نخوابیدم
و بطرف روضہ متبرکہ حضرت پیر دستگیر پا دراز نساختم بلکہ پشت بہ آنجانب
نکردم و روزہا در زیر درختان میگزرانیدم و بہ برکت آنحضرت و اثر فیض
این سرزمین جنت آئین جمعیت و ذوقہا روے میداد و یک شب مولود چراغان
خوبی کردم در زینت و خدمت روضہ آنچہ از دست آمدہ و خواہد آمد تقصیر
نکردہ ام و نخواہم کرد الحمد للہ والمنۃ و صد ہزاران ہزار شکر کہ روز پنجشنبہ
چہاردہم رمضان المبارک سعادت زیارت مرقد منور معطر حضرت پیر دستگیر
رضی اللہ تعالےٰ عنہ حاصل شد یک پہر روز ماندہ بر روضہ مقدسہ رفتم و داخل
گنبد شریف شدہ ہفت مرتبہ گرد قبر پر نور پیر خود گشتم و بزرگان خود چار رو
کردم و خاک خوشبوے آنجا را توتیاے چشم خود ساختم در آن وقت عجب
حالتے و ذوقے باین فانیہ رو داد کہ بتحریر راست نمی آید از نہایت شوق
سراسیمہ شدہ بودم نمیدانستم کہ چہ گویم و چکنم القصۃ عطر چودہ اول بر قبر
معطر معنبر آنحضرت بدست خود مالیدم و چادر گل کہ بر سر خود برداشتہ آوردہ
بودم بر بالاے قبر مبارک انداختم و در مسجدے سنگ مرمر کہ بصرف دو لکھہ و چہل
ہزار روپیہ پدر بزرگوار حق شناس این فقیرہ راست کردہ اند رفتہ نماز ادا
کردہ و باز در گنبد مبارک نشستہ سورہ یٰسین و فاتحہ بروح پر فتوح خواندم
و تا وقت نماز مغرب در آنجا بودم و شمعے بہ ارواح آنحضرت روشن کردہ روزہ
را بآب جھالرہ افطار کردم عجب شامے دیدم آنجا کہ بہتر از صبح بود اگرچہ اخلاص
و محبت و ہمت فانیہ تقاضاے این نمیکرد باین قسم جائے متبرک پر فیض گوشہ

عافیت رفتہ باز بخانہ بیاید اما چہ چارہ - رشتۂ در گردنم افگندہ دوست میبرد ہر جا کہ خاطر خواہ اوست ۞ اگر اختیار میداشتم ہمیشہ در روضہ آنحضرت کہ عجب گوشہ عافیت است ومن عاشق گوشہ عافیت ہستم بسر میبردم وبسعادت طواف نیز مشرف میشدم ناچار بچشم گریان ودل بریان بصد ہزار افسوس ازان درگاہ رخصت شدہ بخانہ آمدم وتمام شب طرفہ بیقراری درمن بود صباح آن روز جمعہ والد بزرگوارم کوچ کردہ متوجہ اکبرآباد شدند ۞

کرناٹکی دالان

یہہ دالان سنگ مرمر کا روضہ شریف کے مقابل سمت جنوب نواب والاجاہ رئیس کرناٹک نے جسکا خطاب شاہ عالم بادشاہ دہلی کا دیا ہوا امیر الہند تھا سن بارہ سو سات ہجری مین قادر یار خان اور جعفر خان اور علی محمد خان کے اہتمام سے تعمیر کرایا ساخت اسکی نہایت خوشنما اور خوب خوش وضع اُنکی مبصر ونکو مرغوب سنگ مرمر کی صفائی کے آگے گوہر عرق شرم سے غرق آب عمارت تحفہ ولاجواب اکثر اوقات صبح شام اس دالان مین بیٹھکر سطربان خوش نوا دیر یرخان سہ سیما حضور مین مجرا کیا کرتے ہین گل مراد سے دامن امید بھرتے ہین اس دالان کی بنا کو اٹھتر برس گزرے یہہ کتبہ اوسکی تاریخ کا محراب پر کندہ ہے ؎

سنہ ۱۲۰۷ھ

در حضور خواجۂ ہر دو جہان	آن معین الدین شہ شاہنشہان
چون امیر الہند کان عدل وداد	بحر جود و آسمان اعتقاد
یعنے آن نواب والا مرتبت	نام والاجاہ عالی منزلت
کامران ملک کرناٹک بود	بندۂ خاص خدا بیشک بود

از خلوص نیت وصدق عفیف	بر نهاده کرسی جاے لطیف
تا بیاسایند مردم اندرین	موجب برکات باشد بالیقین
گفت چون تعمیر والاجاہی است	ہم بنایش موقف للّٰہی است
سال تعمیرش ز دل کردم طلب	وجد در خود کرد دل واکرد لب
سال تاریخش بجو در این دعا	باد دایم قائم این فرخ بنا
از جلوس شاہ پنج و سی طلب	شد مرتب در مہ پاک رجب

باہتمام آن فدویان والاجاہی محمد جعفر خان وقادر یار خان وعلی محمد خان حصول سعادت نمودم - قریب اس دالان کے سمت شرق جو پانی کی سبیل ہے اوسکو بہی نواب مذکور کی تعمیرات سے مشہور کرتے ہین اسی دالان کے مقابل پایان روضہ شریف دروازہ جنوبی کے پہلوسے ملحق دو محوطے سنگ مرمر کے ہین اور اسکے اندر کہتے ہین کہ حضرت معین الدین خورد اور شیخ بایزید اور حضرت قیام الدین بابربال اور شیخ بدہ مخاطب بہ سید الملک نبیرہ گان حضرت خواجہ بزرگ آسودہ ہین ؛

مقبرہ شاہ قلیخان

یہہ مقبرہ محمد تقی بخشی نے جسکا خطاب شاہ قلیخان اور منصب تین ہزار پانصدی سے عہد اکبر مین ممتاز تہا اپنی حیات مین تعمیر کرایا تہا مگر اسمین اوسکو دفن ہونا نصیب نہ ہوا منتخب التواریخ مین درج ہے کہ سن ہجری ایک ہزار آٹھہ مین شاہ قلیخان نے آگرہ مین وفات پائی عہد اکبر بادشاہ مین یہہ شخص اجمیر کا صوبہ دار تہا شہر سے ایک کوس کے فاصلہ پر سمت شرق لب سڑک ایک باغ ابتک شاہ قلیخان کا یادگار ہے جسکو یہانکے لوگ میر شاہ علی کہتے ہین الغرض اس مقبرہ

کو بنے ہوئے کچھ کم تین سو سال گزرے فرش ستون اور دیوار سنگ مرمر کی ہین گنبد لداؤ کا ہے قبرونکے تعویذ سنگ ابری وطلائی سے بنائے گئے ہین مقبرہ کے صحن مین بھی دور تک سنگ مرمر کا فرش اوراسی قسم کے پتھر کا کٹہرا لگا ہوا ہے

صندل خانہ

اصل مین یہ مسجد سن ہجری آٹھہ سو اونسٹھہ مین سلطان محمود خلجی نے بنائی اگرچہ یہانکے لوگ اسکو نورالدین جہانگیر بادشاہ کی مسجد کہتے ہین مگر کسی تواریخ سے ثابت نہین اور سلطان محمود خلجی کا بنوانا کتب تواریخ سے ثابت ہے چنانچہ تاریخ فرشتہ مین مندرج ہے کہ سن آٹھہ سو اونسٹھہ ہجری مین اتفاقاً اون لوگون کی عرضداشت جو کہ طرف ہاڑوتی کے متعین تھے اس مضمون سے آئی کہ آفتاب اسلام کا ممالک ہندوستان مین افق اجمیر سے طلوع ہوا اور خواجہ بزرگوار بھی اوسی بقعہ شریف مین آسودہ ہین لیکن چونکہ تصرف ہندؤنکا ہے اسلام اور مسلمانی کا نشان باقی نہین رہا یہ عرض سنتے ہی اوسی دن سلطان محمود خلجی نے اجمیر کو کوچ کیا اور متواتر کوچ کرتا ہوا اجمیر مین پہونچا اور روح پر فتوح حضرت خواجہ بزرگوار سے مدد چاہی مورچال قایم ہوئے اور گجادہر سردار اہل قلعہ نے جو رانا کمبھا کیطرف سے قلعدار تھا مع فوج راجپوتون کے قلعہ نشین ہوکر جنگ کی پانچوین روز گجادہر قلعدار سردار قوم راجپوت نامی دلاور اور راجپوت کی فوج لیکر قلعہ سے باہر نکلکر مقابل فوج شاہی ہوا مگر بہادران لشکر اسلام جو کارنامہ رستم واسفندیار کو بے قدر جانتے تھے اونکے حملہ ہاے متواتر سے ہر کوچہ وبازار مین فوج راجپوت کے کشتونکے پشتے نظر آتے تھے آخر گجادہر لڑائی مین مارا گیا اور جماعت لشکر

شاہی کی تعقب لشکر مغلوب اور مفرور کا کرتی ہوئی مظفر و منصور قلعہ پر چڑہ گئی
اور قلعہ پر قبضہ کر لیا تب سلطان شکر الٰہی اس فتح کا بجالایا اور طواف مزار
حضرت خواجہ بزرگ وار کا کرکے خادمان و مستحقین درگاہ شریف کو مالامال
اور نہال کر دیا اور یہہ مسجد بنائی خواجہ نعمت اللہ کو سیف خان کا خطاب دیکر
اجمیر کا حاکم کیا اور تواریخ شرمن صاحب سے ایسا دریافت ہوتا ہے کہ ۸۵۲ھ
مین سلطان محمود نے اپنے بیٹے کو حاکم اجمیر کا مقرر کیا تھا الغرض یہہ مسجد عالی
روضہ شریف کی شمالی دیوار سے ملحق ہے دیوارین اسکی خشتی اور سقف سنگین
فرش سنگ مرمر کا اندر باہر مسجد کے ہے اب اس مقام فیض انجام مین صندل
گھسا جاتا ہے اسی وجہ سے بنام صندل خانہ کے مشہور ہے سبحان اللہ اس جاے
پاک کی ہوا کیسی خوشبودار ہوتی ہے کہ اگر ایک لحظہ انسان وہان ٹھیرے دماغ
معطر ہو جاوے اور یہہ وہ مقام متبرک ہے جہان حضور خواجہ غریب نواز عبادت
مولیٰ مین مشغول رہتے بلکہ اب تک نشان حجرہ شریف پہلوے مسجد مین عیان مین ہے

چلہ حضرت شیخ فرید الدین رح

عقب مسجد سلطان محمود خلجی کے یہہ مقام زبدۃ السالکین حضرت شیخ فریدالدین شکرگنج
کے چلہ کشی کا ہے جنکی درگاہ شہر پٹن مین ہے مشہور ہے کہ آپکی نگاہ کی تاثیر سے
خاک کے تودے کے تودے شکر ہو گئے تھے اس سبب سے لقب آپکا شکر گنج ہوا
اور بعض کا یہہ بھی قول ہے کہ ایک سوداگر واسطے تجارت کے شکر بھر کر لئے جاتا تھا
حضرت شیخ نے تھوڑی سی شکر اوس سے طلب کی اوس نے جواب دیا کہ یا حضرت
ان بورون مین نمک ہے شکر نہین ہے حضرت شیخ نے فرمایا کہ نمک ہوگا سوداگر نے
جب مقام مقصود پر پہونچکر شکر کے بورے کھولے تو سب مین نمک پایا اپنے اوس

کہنے پر بہت پشیمان ہوا اور شیخ کے حضور مین پھر حاضر ہوا آپ نے ارشاد فرمایا کہ غم نکر اگر تشکر تھی تو پھر شکر ہوجاویگی یہہ سنکر جب واپس آیا تو کل بورون مین شکر پائی چنانچہ خانخانان محمد بیرم خان نے اس قصہ کو نظم کیا ہے جسکا ایک شعر یہ ہے

کان نمک جہان شکر شیخ بحر و بر	آن کز شکر نمک کند و از نمک شکر

الغرض دور تک چلے مین بطور تہ خانہ کے درجے بنے ہوئے ہین بعض بعض واقفکارون کا یہہ بیان ہے کہ حضرت خواجہ کا مزار خام جو زیر گنبد ہے اوسکا بھی راستہ تہا مگر اب مدت دراز سے راستہ بند کر دیا گیا ہے اس چلہ کا دروازہ ہمیشہ مقفل رہتا ہے سال مین ایک بار پانچوین تاریخ ماہ محرم کو کھولا جاتا ہے مگر جو کوئی وارد و صادر سے دیکھنے کا شایق ہوتا ہے اپنے فائدہ کے لئے خادم لوگ قفل کھولکر دکھلا بھی دیتے ہین چلہ کے متصل یعنے سلطان محمود خلجی کی شمالی دیوار سے ملحق حضرت شیخ بایزید خورد جنکا اسم مبارک رفیع الدین اور بایزید خورد بہ نسبت اپنے جد حقیقی تاج الدین بایزید بزرگ کے کہتے تھے آسودہ ہین قریب آپکی قبر کے آپکی والدہ اور آپکی بی بی کے مزار ہین اونپر چنبیلی کے درخت چھائے ہوئے ہین سبز سبز پتون مین سفید سفید پھول کثرت سے کھلے ہوئے طرفہ بہار دکھلاتے ہین گویا جنتی قبر پوش رضوان نے لاکر چڑہایا ہے یا صانع عالم نے اپنی صنعت کاملہ سے ایک پھولونکا گنبد بنا دیا ہے ظہور رحمت حق عیان ہے کہ بزرگون کے مزارون پر پھولونکا سائبان ہے بعض ان مزارون کو حضرت خواجہ معین الدین چشتی کے ازواج مطہرات کے بیان کرتے ہین ؛

جامع مسجد شاہجہانی

یہہ مسجد اعلے روضہ شریف کے غربی بنی ہوئی ہے وجہ بنوانے مسجد کی یہہ تھی کہ

قبل از جلوس بعد فتح ملک رانا اودیپور کے شاہجہان کو اتفاق اجمیر مین آنے کا ہوا
زیارت خواجہ بزرگ سے مستفید ہو کر دلمین عہد کیا کہ ایک مسجد وسیع و رفیع اس
مقام پر تعمیر کیجیے الغرض جسوقت کہ سلطان مذکور بلدۂ لاہور مین سریر سلطنت
پر بیٹھا اس مسجد کی تعمیر کا حکم دیا صاحب مرآت الاسرار عبد الرحمان چشتی لکھتے
ہین کہ مدت چودہ برس مین یہہ مسجد تعمیر کی گیٔ ہے۔ شاید کسی باعث سے بنیاد
مسجد کی شروع ہونیکے بعد کار تعمیر ملتوی رہا ہو تو کیا عجب ہے ورنہ چودہ سال
بہت ہوتے ہین الغرض سال دہم جلوس مین دو لاکھ چالیس ہزار روپیے
صرف کرکے شاہجہان نے اس مسجد کو بنوایا طول اسکا ستانوے گز شرعی
اور عرض مسجد ۲۷ گز اور صحن مسجد ستانوے گز شرعی ہے۔ اور گز شرعی آدم
متساوی الخلقت کے چوبیس انگشت ہوتا ہے مسجد موصوف کے صحن مین پانچ
دروازے ہین ایک جنوب رویہ اور دوسرا دروازہ شمال رو باقی تین دروازے
شرقرو کسی شاعر نے یہہ تاریخ تعمیر مسجد کی کہی ہے ؎ قبلۂ اہل زمان شد مسجد شاہجہان
اور بیدل خان طالب کلیم نے تاریخ اتمام تعمیر مسجد مین ایک قصیدہ بڑی دہوم
دہام کا لکھا ہے یہہ چند اشعار اوسکے لکھے جاتے ہین۔ و ہو ہذا۔ ؎

داد یمن حرمت اجمیر را فیض قدم	سر نوشت ساکنانش نیست جز حفظ امان
زین محل فیض ہر حاجت کہ میخواہی بخواہ	میتوان صد دستہ گل بست از یک گلستان
مسجدی کان کعبہ ثانیست تاریخش بود	کعبۂ حاجات دنیا مسجد شاہجہان

اگرچہ ہو بہو مسجد کی تعریف لکھنے مجھ جیسے ناچیز کی لاعلمی پر دال اور قوت ناطقہ
سے ادا ہونا اک امر محال ہے مگر تبرکاً و تیمناً اپنی سعادت جانکر نوک قلم سے کار
مانی و بہزاد لیتا ہون اور تیشۂ فرہاد فکر سے شیرین بنیاد خندہ نہاد کا نقشہ
تراشتا ہون واضح ہو کہ یہہ مسجد اعلےٰ افضل المساجد ہندوستان ہے اگرچہ

اور مسجد ونکی تعمیر مین زرخطیر خرچ ہوا ہے مگر یہہ بھی لطافت نفاست ملاحت صباحت
مین ایک ہے عجب پرفضا اور دلکشا تعمیر وسعت رفعت مین بے نظیر فرش ومحراب
در و دیوار چھت منڈیر مینار سنگ مرمر کے اسقدر مصفا کہ تباشیر ظہور صبح وکافور
نور سحر اونکی تیزی صفا کے آگے ٹھنڈا اونکی آب وتاب چمک دمک اگر سیماب
دیکھے پارہ پارہ ہوجائے ہیرا دیکھے تو زہر کھاکر مرجاوے سقف پر گنبد زرنگار
ستارمحرابون پر عجیب وغریب بہار جنکے دم خم کے روبرو خم ابروے معشوقان
رنگین ادا بے آبرو قوس فلک آسمان پر اسی کسبب سے پوشیدہ ہے کہ اونکے
روبرو ایک زال کہن سال پشت خمیدہ ہے ستون ایسے کہ شمع کافوری اونکے
مقابلہ مین بے نور اور سرو چمن اونکی سہی قدی کا شہرہ سنکر جھکتا چور فرش
پر وہ آب وتاب کہ گوہر دریاے خجالت مین غرق آب فرش ہے تا بہ عرش لاجواب
کرسی پر کرسی فداز ینونکا قرینہ بھی نیا ہر ایک زینہ لطافت بھر ہے یا دریاے
صباحت کی لہر پر لہر ہے سنگ تراشان آذری پیشہ نے تیشۂ جادو تراش
سے عجیب وغریب سنگ مرمر کو تراشا ہے گویا روضۂ رضوان کا نمونہ زمین پر
بنادیا ہے جدہر نظر جاوے جسپید گی سے وہین رہجاوے نور کا عالم نظر مین
سماوے انتہاے فرش پر کٹہرے کے قریب مولسری کے درخت سبز بخت آیسمین ٹے
ہوئے کثرت سے پہول اونپن کہلے ہوئے جنکی لپٹ دماغ جان کو مہکاتی ہے ست
خوشبو ایسی کہ مشک اذفر کے دہوئین اوڑاتی ہے سنگ مرمر کی پٹریون پر سنگ
موسی کی پچیکاری مین حرفون کی وہ شان کہ آنکھون کی سیاہی سفیدی
اونپر قربان وسط کی محراب مین کلمہ طیبہ بقلم جلی آب زر سے لکھا ہوا ہے ـ
اسی کلمہ اور محراب سے ماہ رجب سن بارہ سو اکیانوے ہجری مین وقت زیارت
تبرکات نبوی صلعم آمد دہلی کے منجانب اللہ آب خنک روز روشن مین دیکھا

جاری رہا اور عام خلقت نے اوسکو تبرکاً لیا۔ باہر کی محرابون پر نودنہ نام بار تعالےٰ اور یہ کتبہ کندہ ہے ؎

شنیدم زخاصان فرخندہ فال
کہ پیش جلوس ابد اتصال

شہنشاہ دین پرور دین پناہ
فلک قدر شاہجہان بادشاہ

پناہ امم صاحب تخت و تاج
کہ دارو شریعت بعہدش رواج

پس از فتح رانا بعدعز و جاہ
بدولت در اجمیر زد بارگاہ

بطوف مزار حقایق شعار
معین جہان خواجہ روزگار

حقایق پناہ و معارف مآب
کہ دادش فلک قطب عالم خطاب

در آن روضہ پاک مسجد نبود
دلش را تمناے مسجد فزود

خداوند را با خدا شد قرار
کہ ماند از و مسجدے یادگار

بسے بر نیامد ز دور فلک
کہ آن قبلہ گاہ ملوک و ملک

چو بنشست بر تخت شاہنشہی
ز لطف الٰہی بفر ماندہی

کمر بست چست و قدم برکشاد
نہ از راہ و رسم از رہ اعتقاد

بتوفیق حق گشت کارش تمام
بنا کرد این مسجد و شد تمام

زہے مسجد بادشاہ جہان
کہ دارد ز بیت المقدس نشان

خوشا قدر این خانہ کز احترام
بود ثانی اثنین بیت الحرام

مقدس حریمی چو قدس خلیل
بوصفش زبان وقف ذکر جمیل

شمارند با کعبہ اش توامان
کہ دیدست مسجد باین فروشان

کند دستہ مژگان خود آفتاب
کہ جاروب کش یابد اینجا خطاب

نمایان در و کعبہ وقت نماز
ز محراب در بر حرم کردہ باز

بفرشش گذاری چو روے امید
شود نامہ چون سنگ مرمر سفید

طلبگار حاجات دل بستہ اش — بہار مناجات گلدستہ اش
چو شاہ جہان در محل نماز — بمحرابش آورد روے نیاز
ز توفیق محراب کرد از دو سو — بیک قبلہ پشت و بیک قبلہ رو
جہان را دو چشمند مردم نشین — یکے خانۂ کعبہ و دیگر این
نشستہ بمسجد شہنشاہ دین — بود کعبہ پیوستہ مسجد نشین
اجابت زند بر عبادت نیاز — خوش آنکس کہ آنجا گزارد نماز
توان کرد در منبرش جان سپند — کزان نام شاہجہان شد بلند
بتکلیف مردم براے نماز — درش چون در توبہ پیوستہ باز
بود خطبۂ شاہ تا در خورش — ز بال ملایک سزد منبرش
لب حوضش از آب زمزم بشست — زمحراب با کعبہ در بر درست
زلالش ز ہر موجہ بیدریغ — بقطع تعلق کشیدست تیغ
ز سنگش چنان کارپرداز رنگ — کہ گوئی نباشد ز یک پارہ سنگ
بفر سودہ سایۂ کردگار — چو کرد این بنا را قضا استوار
نوشتند تاریخش اہل یقین — بنائے شہنشاہ روے زمین ۔ سنہ ۱۰۴۷ھ

مسجد کے پہلو مین جانب جنوب ایک جھیل گہری جو جہالرہ کے نام سے معروف ہے شاہجہان بادشاہ نے بنوائی ہے تاکہ بمنزل حوض مسجد کے ہو پہلے اسطرف ہو کر نالہ گنڈہ ہیٹہلی موسم بارش مین بہتا تہا آگے جا کر یہی نالہ زمانہ گزشتہ مین بنام ابوندی مشہور تہا جب اکبر بادشاہ نے فصیل شہر کی جسکا ذکر اوسکے موقع پر بیان ہوا ہے بنوائی تو اس نالہ کو بازار پیٹہر درگاہ کی جانب کاٹ دیا اور بند اوسکا بندہوایا اور شاہ قلیخان نے جو اکبر کے امیرون مین سے صوبہ دار اجمیر تہا دوسری جانب بند کے موتہیے

نقشہ درگ

اپنا مقبرہ بقید حیات تعمیر کرایا جس سبب سے عمدہ تدبیر آسایش خلق خدا
کی ہوگئی ہزارہا آدمی اسکا پانی پیتے ہین عمق بہی اسقدر ہے کہ تہ سے پانی
ابلتا ہے اکثر لوگون نے دیکہا ہے کہ خشک سالی مین جسوقت صرف ایک مقام
پر تہوڑا سا پانی تہا اور اوسوقت لوگ کٹوروں سے بہرتے تہے تب بہی تمام
شہر کے آدمی اسی طرح پانی لیجاتے تہے اور دیگین کلان درگاہ شریف
کی اوسمین پک گئین الغرض جب کسی سال بارش بکثرت ہوتی ہے اوس
وقت یہہ حوض لبریز ہوجاتا ہے نہریان چلتی ہین ایک بدررو آستانہ
مین سے ہوتی ہوئی عین بازار مین جانکلی ہے اور دوسری درگاہ مین
سے گزرتی ہوئی سمت شرق چلی گئی ہے اون دنون عجب بہار اسجگہہ ہوتی
ہے پانی کا روش ستانہ سے روان ہونا لڑکون کا حوض مین تیرتے پہرنا
عوام کا حضرت خواجہ خضر کے نام کی ناوین چہوڑنا اور کشتیون پر چراغون
کی روشنی سے آگ پانی کا یکجا معلوم ہونا عجب کیفیت دکہاتا ہے اس
جہالرہ کے جنوبی طرف سے نقشہ درگاہ شریف کہینچا گیا ہے جو شمالی جہالرہ
کے واقع ہے اسمین وہ تعمیرات نظر آتی ہین جو درگاہ شریف کے درجہ اول
مین اور اوس سے ملحق ہین ٭

چار یار

جامع مسجد کے غربی یہہ مقام چار یار کے نام سے مشہور ہے اس احاطہ کے
اندر مزارات صلحا کثرت سے ہین مگر چار مقبرے چار دیواری کے اندر اون
بزرگوارون کے جو حضور خواجہ بزرگ کے ہمراہ آئے تہے بنے ہوئے ہین
علاوہ انکے بڑے بڑے مردان خدا کا مسکن ہے گویا یہہ ٹکڑا بہی عندلیبان

گلشن قدس کا نشیمن ہے حضرت مولانا شمس الدین صاحبؒ کے مزار کے گرد چبوترہ سنگ مرمر کا نہایت پاکیزہ اور خوشنما بنا ہوا ہے عجب دلچسپ مقام ہے کہ آدمی اوس جگہہ پر کبھی اوداس نہو ہرچند کوئی اوسکے پاس نہو ؛

اولیا مسجد

یہہ مسجد قلندری سنگ مرمر کی بنی ہوئی ہے دور تک گرد اسکے سنگ مرمر کا فرش مصفا بنا ہوا ہے مسجد کے شرقی اور شمالی دالانہاے دلکش اور حجرہ ہاے فرحت بخش بنے ہوئے ہین اولیا مسجد اسکا اسواسطے نام مقرر ہوا کہ حضرت خواجہ غریب نواز اسی مقام متبرک پر نماز پڑہا کرتے تہے بعضون کا یہہ قول ہے کہ اس مقام پر راے پتہورا کا شترخانہ تہا مگر کتاب مونس الارواح مین لکہا ہے کہ یہان شادی جن کا بتخانہ تہا پس بتخانہ سے شترخانہ کا کیا علاقہ چنانچہ اس بتخانہ کا بیان چوتہے باب کی تیسری فصل مین رقم ہوا ہے ؛

سید نظام کا مزار

اولیا مسجد کے متصل نظام سقے کی قبر نہایت خوش قطع بنی ہوئی ہے سنگ مرمر کے چبوترہ کے گرد جالیدار کٹہرا ہے اور وسط چبوترہ کے تعویذ مزار پر منبت مین گل بوٹے بیل پتے کندہ ہین اونمین عمدہ قسم کے پتہرون کی پچیکاری کی ہوئی تہی مگر لوگ سب اکہاڑ کر لیگئے زمانہ سلطنت شاہان مغلیہ مین اس مزار پر زرین شامیانہ نقرئی استادون پر کہنچا رہتا تہا جب عالمگیر بادشاہ اجمیر شریف مین آیا اور درگاہ معلی مین حاضر ہوا بسبب عدم تعرف کے مرقد مطہر حضرت خواجہ بزرگوار کا سید نظام کی قبر پر دہوکا ہوا اتنے مین لوگون

عرض کی کہ حضور میان نظام سقے کی یہی قبر ہے اوسوقت بادشاہ موصوف نے
کہا کہ چراغ پیش آفتاب پرتو ندارد اور وہ سب آرایش جو قبر پر تھی لٹوا دی
یہہ وہ نظام ہے کہ جسوقت نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ نے مع فوج کے
گھوڑے کو قنوج کے پاس گنگا مین ڈالا تھا اور اوسوقت بسبب برسات کے
دریاے مذکور نہایت جوش وخروش پر تھا بادشاہ کی سواری کا گھوڑا ڈوب
گیا اور ہمایون غوطے کھانے لگا اوسوقت نظام نے جو مشک پر سوار تھا بادشاہ
کو ڈوبتے دیکھکر ہاتھہ پکڑ لیا اور دریا کے پار بآسانی اوتار دیا ہمایون نے
نام دریافت کیا جواب دیا کہ بندہ کو نظام کہتے ہین ہمایون نے تفاعل نیک
جانا اور کہا کہ انشاء اللہ تعالےٰ ہمارا کام نظام پکڑیگا اور یہی اوس سے فرمایا
کہ جو کچھہ خواہش ہو بیان کر جواب دیا کہ جسوقت حضور آگرہ مین پہونچین آدہے
روز تخت سلطنت پر جلوس کرنیکی آرزو رکھتا ہون بادشاہ نے منظور کیا
آگرہ پہونچکر شاہنشاہ تاج بخش نے میان نظام کو سلطان نیمروز بنا دیا ارکین
سلطنت بموجب حکم ہمایون کے مطیع فرمان ہوئے جو حکم دیا فوراً اسکی تعمیل
ہوئی اسکے عہد سلطنت کی یہہ بات آجتک مشہور اور معروف ہے کہ مشک کاٹ کاٹ
چام کے دام چلائے تھے بعد مرنیکے یہان دفن ہوا کیون نہو بہشتی بندہ تھا
جسقدر تعمیرات کا بیان یہانتک راقم نے لکھا ہے یہہ کل تعمیرین روضہ منورہ کے
پورب پچھم اوتر دکھن ہین سب کی سب دلچسپ اور قابل دید ہیں اگرچہ اس صحن مین
کثرت سے امراو صلحا کے مزارات بنے ہوئے ہین مگر منجملہ اونکے کھڑکی کے پاس
روضہ شریف کے شرقی شیخ میر جو امراے نامی وگرامی رفیقان داراشکوہ سے
تھے اور سن ایک ہزار اونہتر ہجری مین بمقابلہ فوج عالمگیر قلعہ تارا گڑہ پر قتل
ہوئے تھے دفن ہین متصل انکی قبر کے شاہ نواز خان عالمگیری جو بڑا بہادر اور

نامی دلاور تھا اور اسی محاربہ مین دارا شکوہ کی فوج کے ہاتھہ سے قتل ہوا تھا مدفون ہے ان دونون نعشون کو نہایت اعزاز و احترام سے عالمگیر نے دفن کرایا ان قبرون پر کندہ کاری کا کام بہت باریک کیا ہوا ہے قریب انکے ملوخان کے باپ کی قبر تھی مگر جب اوسکے بیٹے ملو اقبال خان نے جو سلطان محمود خلجی کیطرف سے پہلے تو اجمیر کا حاکم تھا اور بعد فوت سلطان کے خود بادشاہ ہوگیا اور علماء اجمیر پر ظلم کرنے لگا یہانتک کہ قاضی ادریس دہلوی کو پہلے تو بے جرم قید کردیا اور چند سے قید خانہ مین رکھکر قتل کروا ڈالا جب یہہ خبر سلطان غیاث الدین کو پہونچی شیر خان چندیری وال اور محمد خان ناگوری کو حکم دیا اور باتفاق ہردیگر کے دونون نے ملو اقبال خان کو اجمیر مین شکست دی اور اسکے باپ ملوخان کی قبر کو کھدوا کر ہڈیان اوسکی باہر پھکوا دی گئین ابتک اوسکا تعویذ کندہ کیا ہوا معلوم ہوتا ہے چھتری دروازہ کے قریب میرزایان مندسور کے مزار ہین جو مادہو جی سیندھیہ اور دولت راؤ سیندھیہ کیطرف سے اجمیر کے حاکم رہے ہین چنانچہ میرزا عادل بیگ صاحب جو ایک نامی امیر تھے اٹھارویں شوال سن گیارہ سو بیاسی ہجری مین فوت ہوئی یہہ تاریخ اونکی وفات کی لوح مزار پر کندہ ہے ؏

تسع عشرین ز شوال در آن دم بودہ	واصل رحمت حق گشت بفضل آسودہ
ہاتف غیب ز تاریخ چنان فرمودہ	میرزا عادل بادل بخلد آسودہ

انکے مزار کے پہلو مین مزار اوس صحن مین جو روضہ شریف کے شرقی حصہ مین ہے سوائے اور قسم کے درختون کے برنے کا درخت بڑا پرانا ہے اسیواسطے ایک ستون سنگ جو کسی تبخانہ کا معلوم ہوتا ہے اور غالباً اسی تبخانہ کا ہو جسکو توڑ کر یہہ درگاہ اوپر اوسکے بنائی گئی ہے درخت کے پہلو مین لگا دیا گیا ہے

عوام لوگ اسکے تھانولے مین دودہ ڈالتے ہین اور یہہ نقلی مشہور ہے کہ اجیپال
جوگی جوراے پتھورا کا گرو تہا اوس نے زور سحر سے مار خونخوار کو حضرت
خواجہ بزرگ وار پر پھینکا تہا آپنے اوسکو مار کر یہان گڑوا دیا تہا بعد چند روز
کے جس مقام پر کہ سانپ کو گاڑ دیا تہا یہہ درخت پیدا ہوا تاثیر اسکی یہہ ہے
کہ جس کسیکو سانپ کاٹ کہاوے اوسکے پتون کو پیس کر پلادینا فوراً اثر
سم کو زائل کر دیتا ہے یہہ روایت کتاب مونس الارواح مین بہی لکہی ہوئی
ہے پنجشنبہ کو شہر کے آدمی اکثر یہان جمع ہوتے ہین کسبیان بہی شہر کی جاتی
ہین الآسرکار انگریزی کی سلطنت سے پہلے ازدحام خلایق کا بکثرت ہوتا تہا
اب بہی تہوڑا بہت مجمع ہو رہتا ہے مرہٹہ کی عملداری مین طوایفونکو حکم تہا کہ
جمعرات کے دن درگاہ کے مجرے کو ناغہ نکرین پہر کیا تاب طاقت تہی کہ گہر مین
بیٹھہ رہین اب جسکا جی چاہا گئی اور جسکا جی نہ چاہا نہ گئی مگر سو پچاس خادم
ہر وقت جمع رہتے ہین انہین کو گوہکا جوکی پہرا رہتا ہے اور کل سامان درگاہ
انہین کی تحویل مین وارد وصادر کو بہی لوگ زیارت کراتے ہین روپے پیسے
کوڑیان اشرفیان زیارت کرنیوالون سے پاتے ہین اکثر آزاد منش فقرا
صلحا اس لحاظ سے کہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی قدس سرہ یہان آسودہ
ہین اپنا وطن چہوڑ دنیا ودون سے ہاتہہ اوٹہا حق سے لو لگا یہین رہنا
اختیار کرتے ہین علاوہ انکے مولوی حفاظ بہی واسطے تعلیم وتلقین طلبا کے
مقرر ہین تنخواہ اونکی سرکار درگاہ سے ملتی ہے چنانچہ بائیس گانون اصحاب
درگاہ کے لیئے زمانہ سلاطین مسلمین سے نذر ہین آمدنی سالانہ ان دیہات
کی تخمیناً چالیس ہزار روپیہ ہین ؛

درجہ دوم درگاہ شریف

یہہ دوسرا درجہ روضہ شریف کے سمت شمال واقع ہے جسقدر وسعت درجہ
اول کی ہے اتنا ہی یہہ درجہ بھی فراخ ہے مگر بہ نسبت درجہ اول کے تعمیرات
اسمین کمتر ہین بہرحال جسقدر موجود ہین اونکا ذکر ہم سمت شمال سے کرتے ہین بد

بلند دروازہ

افضل العمارت اس درجے کی بلند دروازہ ہے جسکو سلطان محمود خلجی نے اپنی
نیک نیتی و بلند ہمتی سے بنایا وجہ بادشاہ مذکور کے آنیکی راقم لکھہ چکا ہے یہہ
دروازہ شاندار سنگ سرخ سے بنایا گیا ہے اسکی بنا کو کچھہ اوپر سوا چار سو
برس گزرے فرش سے چھتریون تک پچھتر فٹ بلندی رکھتا ہے ایسا دروازہ
متین اور سنگین اس صوبہ مین سواے تعمیرات اجمیر شریف کے جنکا حال عنقریب
بیان ہوگا دوسرا نہین ہے اسکے نیچے کھڑے ہوکر اگر کوئی آدمی بلندی پر
نظر کرے تو اوسکو اپنی پگڑی اور ٹوپی تھام کر دیکھنا پڑے اور اگر دروازہ
پر چڑھ جاوے تو نیچے کے آدمی چھوٹے چھوٹے نظر آوین فرش سنگ مرمر کا
اندر باہر دروازے کے نہایت ستھرا سنگ موسئی کی پٹریان اور خانہ بندی
سے طرز نو پیدا زینے دونون طرف قرینے سے مصفا محرابکے اندر تمقہ طلائی
اور برجیون پر سنہری کلس خوشنما معلوم ہوتے ہین اگرچہ عوام اس دروازہ
کو اکبر شاہ کا تعمیر کرایا ہوا کہتے ہین اور کاخ دلکشا اسکی تاریخ بتاتے ہین محض
غلط چنانچہ جس دروازہ کی تاریخ کاخ دلکشا ہے وہ اور ہے ذکر اوسکا باب
سوم کی تیسری فصل مین مفصل لکہا گیا ہے قصہ مختصر یہہ دروازہ دس چھتریونکا
بھی کہلاتا ہے تین تین چھتریان تو شمالی درجہ بدرجہ دروازہ سے ملحق اور دو دروازہ کی اوپر اور
دو چھتریان جنوبی پہلو مین مگر شمالی چھتریان اس دروازہ سے پہلے کی تعمیر معلوم

نقشه بلند دروازه واقع درگاه شریف

فخر الدین — مطبوعہ مطبع مفید عام آگرہ — نقشہ نویس

ہوتی ہین کسلیئے کہ یہہ عمارت قدیم ہنیوںکے مندرسے نہایت مشابہ ہے ہرایک منزل کے ستونون پر ہمین مذہب کی مورتین مسخ کی ہوئین موجود ہین غالباً یہہ درجا قدیم بتخانہ کا ہے بلکہ اوسکے صحن جنوبی مین چارون طرف قطار در قطار مکانات قدیم کے آثار موجود ہین اور فرش کے نیچے بھی تہ خانہ کے طور پر ایک درجہ بنا ہوا ہے عہد شاہان اسلام مین دروازہ قدیم جو بطور چہتے کے تہا توڑ واکر یہہ بلند دروازہ محراب دار بنایا گیا اگرچہ زر تعمیر کتب تواریخ مین نظر نہ آیا مگر غالباً قریب ایک لاکہہ روپیہ کے اسکی لاگت مین صرف ہوا ہو *

دیگ کلان

بلند دروازہ کے متصل سمت غرب دیگ کلان اتنی بڑی ہے کہ شاید نظیر اوسکی اور کسی مقام پر ہو وجہ اسکی بناکی یہہ ہے کہ جلال الدین محمد اکبر شاہ نے جب سن ہجری نوسو چوہتر مین چیتوڑ گڈہ کو فتح کیا قبل از تسخیر قلعہ کے یہہ عہد کیا تہا کہ بعد فتحیاب ہونیکے پیادہ پا اجمیر شریف کو واسطے زیارت حضرت خواجہ بزرگ قدس سرہ کے کہ اجمیر مین نور گستر ہین جاؤنگا اور دیگ کلان بنواکر آستانہ عالی مین چڑہاؤنگا چنانچہ بعد فتحیابی کے قلعہ چیتوڑ گڈہ سے واسطے ایفار نذر کے نہایت عقیدت سے لشکر ظفر پیکر تک پیادہ پا آیا شنبہ کے دن تاریخ اونتیسوین شعبان سن مذکور کو فوج کا کوچ ہوا بادشاہ نے پیادہ روی اختیار کی اور حکم دیا کہ لشکر کے لوگ سوار آوین اسیطرح منزل بمنزل شدت حرارت ہوا اور طپش ریگ بیابان مین قدم شوق سے راہ قطع کرتا تاریخ ہفتم رمضان المبارک روز یکشنبہ کو اجمیر مین داخل ہو کر بدستور معہود متوجہ زیارت ہوا اور شاہنشاہ عالی ظرف نے دیگ روئین واسطے نیاز حضرت خواجہ معین الدین

چشتی کے طیار کروائی میر علاء الدولہ نے جنکا کافی تخلص تہا یہہ تاریخ بنا ے دیگ کی کہی وہو ہذا ۵

شاہ دین پرور و جمشید سریر	خسرو عہد محمد اکبر
ساخت بے شبہہ پی فتح چیتوڑ	دیگ روئین تن اژدر پیکر
بہر تاریخ وے از عالم غیب	دیگ چیتوڑ کشا شد یکسر
	۹۷۶ھ

دیگ خورد

بلند دروازہ کے متصل جانب شرق جو دوسری دیگ ہے سن ہجری اکہزار بائیس مین نور الدین محمد جہانگیر نے بنوائی اس بادشاہ نے توزک جہانگیری کے آٹہوین جشن مین لکہا ہے کہ دیگ کلان اکبر آباد سے طیار کرا کر روضہ متبرکہ حضرت خواجہ بزرگ مین نیاز مندی نے لا کر چڑہائی اور اوسمین طعام واسطے فقرا اور ساکینون کے پکوایا گیا پانچ ہزار آدمی اوسکے کہانے سے شکم سیر ہوئے بعد فراغ طعام زر نقد وغیرہ دیکر رخصت کیا تاریخ بنا ر دیگ کی یہہ ہے ع ابد بنیاباد دیام نعمت دیگ جہانگیری ۵ اس مصرعہ سے سن ایکہزار بائیس ہجری نکلتے ہین چونکہ بسبب گزرنے زمانہ دراز کے اکثر جا بر دیگ ہاے مذکور مین سوراخ ہوگئے تہے اللہ تعالےٰ نے ملا ہرا ری مدار المہام ریاست گوالیار کو یہہ توفیق بخشی اوس نے سن ہجری بارہ سو چہیاسٹہ مین واسطے فیض عام اور بقاے نام کے سیٹہ اکہے چند ممتہ کے اہتمام سے از سر نو دونون دیگون کو بنوا دیا چنانچہ محیط دیگ کلان کا انگریزی گز سے جو اندنون مین رائج ہے ساڑہے تیرہ گز ہیٹا بہی اسی انداز سے قیاس کرنا چاہئے یہہ تاریخ طبعزاد جواہر علی ہیرزادہ کی دیگونکے گلو پر کندہ ہے ۵

صرف زر طلا مداری کردد تعمیر دیگ	باو نامش در جہان روشن مثل آفتاب
بخت در رہتہ اگے چندش نمودہ اہتمام	گفت ہاتف سال تاریخش جہانش فیضیاب

اکثر اوقات دولتمند لوگ انکو ایام عرس شریف مین پکواتے ہین زر کثیر بخت طعام مین صرف ہوتا ہے بڑی دیگ مین سو من برنج اور چھوٹی مین اسّی من پکتے ہین اسی اندازہ کے موافق گھی شکر میوہ مصالحہ زعفران وغیرہ قیاس کرلینا چاہیئے ان دیگون کا کہانا گرما گرم دیگ کے اندر سے نکالا اور لوٹا جاتا ہی لٹتے وقت عجب لطف نظر آتا ہے چھوٹا بڑا جوان بڈہا انکے لٹنے کی کیفیت دیکھکر محظوظ ہوتا ہے حتی کہ صاحبان عالیشان بھی اس کیفیت کو بشوق تمام دیکھتے ہین اور حظ وافر اوٹھاتے ہین ✽

مجلس خانہ

درجہ دوم مین یہہ دالان رفیع شرق رویہ پنج در کا میر حفیظ علی صاحب مرحوم متولی آستانہ کے اہتمام سے سن ہجری بارہ سو ستر مین تعمیر ہوا پیشتر جیسا کہ اوتر و دکہن دالان مذکور کے صحن مین دالان ہین یہان بہی اوسی قطع کا دالان کرسی دار بنا ہوا تہا مگر چونکہ وسعت و رفعت اوسمین اسقدر نہ تہی اسلیئے اوسکو منہدم کراکر یہہ دالان بنایا گیا تخمیناً چھہ ہزار روپیہ سوا مصالحہ دالان قدیم کے اسکی تعمیر مین سرکار درگاہ کا صرف ہوا ہے الغرض تین طرف یہہ دالان ہین اور اونکے صحن کے شرقی راہ آمد و رفت روضہ کی ہے عرس شریف مین اسجگہہ مجلس ہوا کرتی ہے اسی وجہ سے بنام مجلس خانہ معروف ہے اسکے آگے ایک دروازہ خوش قطع شمال و جنوب رو بنا ہوا ہے دروازہ کے شرقی پہلو مین ایک مختصر سا دالان پٹی پوش ہے جسکے روبرو حوض مربع بنا ہوا ہے اگرچہ یہہ حوض

اب مدت سے خشک اور بے آب ہے مگر زمانہ سابق مین پانی سے بھرا رہتا تھا
فوارہ چلتا تھا اس حوض کے پہلو مین ایک اور دروازہ ہے جسکو سبیلی دروازہ
کہتے ہین المختصر ان دونون دروازون کے جانب داخل روضہ شریف تو
سنگ مرمر کا فرش ہے اور اسطرف یعنی درجہ دوم مین سرخ پتھر کا مگر شرقی
حصہ مین چبوترا سنگ مرمر کا ہے شاہ نصیر الدین کہ اپنے وقت مین صاحب کشف
وکرامات وخلاصہ اہل ریاضت تھے اسی مقام مین مدفون ہین متصل انکے مولانا
کافی رحمۃ اللہ علیہ کا مزار ہے اکثر لوگ آپکی کرامات کے قائل ہین اس چبوترہ
کے نیچے تبخانہ تھا عہد سلاطین اسلام مین اتنا تغیر وتبدل ہوا کہ بتونکو توڑ ڈالا
گیا اور باقی عمارت بدستور قائم رہنے دی اس چبوترہ کے شرقی شمالی حصہ مین
دالان بنے ہوئے تھے اونمین مجاورون نے دیوارین کھینچکر حجرے بنا لیے ہین
اس صحن مین ہشت پہلو چھتری بشکل گنبد کے بنی ہوئی ہے اوسکے اندر بلا ازدہات
کا فتیل سوز کہ جسکو صحن چراغ کہتے ہین قد آدم اونچا نصب ہے مشہور ہے کہ
یہ صحن چراغ اکبر بادشاہ نے قلعہ چیتوڑ گڑھ سے لاکر چڑہایا ہے اور بعض آدمی
کہتے ہین کہ یہ صحن چراغ اسی قدیم تبخانے کا ہے جو شاہان غوری کے عہد مین
مسمار کیا گیا صرف یہ چھتری مع صحن چراغ واسطے نمود شوکت اسلام کے باقی
رہنے دی اور اوس تبخانے کو توڑ کر یہ درجا اوسجگہہ بنایا گیا واللہ اعلم بالصواب

لنگر خانہ

اسمین کوئی تعمیر ایسی نہین ہے جسکی خوش وضعی کا ذکر کیا جاوے صرف شمال
رو ایک دالان وسیع بنا ہوا ہے اور صحن مین ایک چھتری ہے دالان مذکور
کے در مین آہنی کڑہاؤ ہے جسمین روزمرہ غلہ جو کا لنگر پکا کر غربا ؤنکو تقسیم ہوتا ہے

اگرچہ کہنے کو جو کا لنگر ہے مگر حضور خواجہ غریب نواز کے تصرف ہے اسکا ذایقہ ایسا ہوتا ہے کہ اکثر دولتمند بھی اوسکو ذوق شوق سے پیتے ہین اور متوکل گوشہ نشینون کے لئے تو حکم من وسلوا رکھتا ہے چنانچہ سائین شاہ سردار صاحب نے ایک قصیدہ لنگر کی تعریف مین بہت خوب فرمایا تھا دو شعر اوسکے جو ایک شخص کو یاد رہگئے تھے لکھے جاتے ہین ؎

لنگر خواجہ غریب نواز	عاشقون کے لئے ہے شیر جنان
پی لیا جب تو پھر نہین معلوم	کہ سخی ہے کدھر بخیل کہان

درجہ سوم

بلند دروازہ کے شمالی چھوٹا سا چوک ہے اوسی کے شرقی سمت دروازہ اور حجرے بنے ہوئے ہین اور چبوترہ پر حضرت مولانا شمس الدین معروف بہ سید احمد آسودہ ہین خرق عادات کا انکے ایک زمانہ گواہی دیتا ہے اور ایک عالم نور کا آپکے مزار پر پایا جاتا ہے ؛

اکبری مسجد

یہہ مسجد سن ہجری نو سو اٹھتر مین جلال الدین محمد اکبر بادشاہ نے تعمیر کرائی ہے اگرچہ تمام مسجد مین بیشتر سنگ سرخ لگا ہوا ہے لیکن محرابون پر سنگ مرمر کی پچیکاری مین لاجوردی کام نہایت خوشنما ہے طول اسکا ایک سو چالیس فٹ اور اسیقدر عرض مع صحن اور دروازہ کے ہے بیچ کی محراب چھپن فٹ بلند ہے اور اسکے بازوؤن پر سنگ مرمر کے منارا وسط درجے کے بنے ہین اس مسجد کے صحن مین حوض خشتی ہشت پہلو بنا ہوا ہے مسجد کے پیچھے جو کنوان تھا اوسکا پانی حوض مسجد مین آتا تھا اب وہ کنوان بھی اٹ گیا اور حوض بھی بگڑ گیا بلکہ مسجد بھی

غیر آباد ہے جب کبھی مسجد آباد ہو گی اور حوض پانی سے لبالب رہتا ہو گا فوارہ
چلتا ہو گا تو کیا کچھ زینت ہو گی جیسی یہہ مسجد سنگین اور محکم ہے ویسا ہی زینے کے
اوپر دروازہ رنگین اور مستحکم خوش وضعی اوسکی قابل تعریف اور پچیکاری لائق
توصیف ہے مسجد کے قریب سمت جنوب ایک قدیم دالان بنا ہوا ہے جو خانقاہ
کے نام سے مشہور ہے رجب کی پانچوین تاریخ قریب دوپہر دنکے یہان محفل عرس
منعقد ہوتی ہے صاحب سجادہ نشین آستانہ خواجہ غریب نواز بانی محفل ہین
معززین شہر اور جمیع مشایخین کو جو عرس مین حاضر ہوتے ہین بلوا کر کھانا کھلاتے
ہین قوالی راگ سنواتے ہین ؀

مقبرہ خواجہ حسین

یہہ مقبرہ شاہجہان کی مسجد کے غربی سنگ مرمر کا سن ایک ہزار سینتالیس ہجری
مین تعمیر ہوا ہے اسکے اندر حضرت خواجہ حسین اجمیری آسودہ ہین اس مقبرہ کا
نقشہ بعینہٖ خواجہ صاحب کے روضہ کے مطابق ہے مگر جیسا طلائی اور لاجوردی
کام علاوہ اور جلوس کے اوسمین ہے اسمین نہین صرف مزار کے گرد سیپ
کے کام کا چھپر کھٹ بہت نادر بنا ہوا ہے شاہجہان بادشاہ کے عہد سلطنت
مین سید دلاور کے اہتمام سے یہہ مقبرہ طیار ہوا ہے اگرچہ اسکے بنوانے والیکا
حال کتب تواریخ مین میری نظر سے نہین گزرا لیکن جامع مسجد شاہجہانی اور
نقارخانہ اور یہہ مقبرہ ایک وقت مین تعمیر ہوا ہے غالبًا شاہجہان یا جہان آرا
بیگم بنت شاہجہان نے اس مقبرہ کو بنوایا ہو واللہ اعلم بالصواب اس مقبرہ کے
دروازہ کی محراب پر یہہ کتبہ کندہ ہے ؎

شد از توجہ ہادی و مرشدی و معین	شہنشہ دوسرا خواجہ معین الدین

بلفظ مغز شد سال خاتمیت این		بنای مقبرہ باصفای خواجہ حسین

سولہ کھنبہ

یہ مقبرہ سن ہجری ایک ہزار ستر مین شیخ علاو الدین نے تمام و کمال سنگ مرمر سے بنوایا ہے سولہ ستون بلند وسط مقبرہ مین قرینے سے لگے ہوئے ہین اسی وجہ سے بنام سولہ کھنبہ کے مشہور ہے ستونون کے گرد سنگ مرمر کا بت تحفہ جالیدار کٹہرا لگا ہوا تہا اب کہین ہے اور کسی جگہہ کا اوکھڑ گیا برج اوسکا لداؤ کا اور منقش ہے در دیوار محراب مرغول تناسب سے خالی نہین فرش مین قسم قسم کے پتھرون کی پچیکاری کی ہوئی ہے اور قبرون کے تعویذ بھی اقسام اقسام سنگ کے خوشنما ہین شرقی محراب پر یہہ کتبہ کندہ ہے ؛

بنائے مقبرہ بنہاد شیخ علاوالدین	کہ با دعاقبت او بخیر ارزانی
جوار مرقد آن شاہباز عرش نشین	کہ زیر شہپر او بیضۂ مسلمانی
چو فکر در پئے اتمام سال رفتہ خرد	بگفت روضہ مرتب شد باسانی

ایک بالشت کی چھتری

یہہ چھتری متصل سولہ کھنبہ کے دروازہ کے سر دل پر ہے جسکی وسعت ایک بالشت سے زیادہ نہین بنی ہوئی ہے گنبد اسکا لداؤ کا ہے اور ستون سنگی ہین آٹھہ دس آدمی کی اوسکے اندر جائے نشست ہے اصل مین یہہ دروازہ خواجہ حسین کے محوطہ کا تہا اب اوس محوطہ کا تو نشان تک پایا نہین جاتا لیکن یہہ دروازہ ابتک قایم اور موجود ہے ۔

نقارخانہ

یہ تعمیر سن ہجری ایک ہزار سینتالیس مین شاہجہان بادشاہ نے بنوائی ہے
اسکا دروازہ سنگ سرخ کا ہے دروازہ کے اندر باہر فرش پاکیزہ سنگ
مرمر کا مصفا اگرچہ نقارخانہ مین جوڑیان نقارونکی عمدہ عمدہ ہین مگر ایک جوڑی
نہایت کلان ہے مشہور ہے کہ اسکو اکبر شاہ نے چیتوڑ گڈہ سے لاکر چڑہایا تہا
صبح و شام دوپہر سہ پہر آدہی اور پچہلی کو نوبت بجا کرتی ہے دروازہ کی محراب
پر کلمہ طیبہ بخط جلی لکہا ہوا ہے اور یہہ شعر کندہ ہے ؎

بعہد شاہجہان بادشاہ دین پرور	زدودہ ظلمت کفر آفتاب دین یکسر

فصل چوتھی

خاص بازار

یہہ بازار سن ہجری نوسو اٹہتر مین جلال الدین محمد اکبر بادشاہ نے تعمیر کرایا
دورویہ دوکانین پختہ لداؤکی خوش انداز ورنگین فرش بازار سنگین بازار
کے فروع مین یعنے درگاہ کے زینے کے پاس گلفروش حلوائی کبابی بیٹہتے ہین
اور دوکانون مین ہر قسم کے دوکاندار عطر فروش صراف بزاز عطار بساطی
رنگریز کناری فروش تنبولی پنساری غرض سب قسم کے سودے والے بیٹہتے
اور سودا بیچتے ہین کہتے ہین کہ زمانہ اکبر بادشاہ مین جب اکبر یہان آتا تہا
اس بازار مین مینا بازار لگایا جاتا تہا ہر دوکان پر معشوقان طناز کی گرم بازاری
ہوتی تہی بیگمات اور شہزادیان سودا خریدتی تہین اوسوقت اس بازار مین
کیا کیا تکلفات شاہانہ ہوتے ہونگے مگر اندنون بہی اس بازار کی دونی بہار ہے
یعنی اون دوکانون کے چبوترونپر حسب الحکم ارسطو فطرت فلاطون طینت کپتان

ریذیڈنٹ صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر اجمیر کے مالکان دکاکین نے اُبھار آمدے اور پٹاؤ بنوائے ہین جس سے ایک درجہ بھی زیادہ ہو گیا اور بازار کی زینت بھی بڑھگئی اس بازار کے شمالی طرف سے نقشہ درگاہ شریف کھینچا گیا ہے اسکے اندر نصف بازار اور نقار خانہ اور بلند دروازہ اور پہاڑ وغیرہ دکھلایا گیا ہے اس بازار کی دکاکین منڈی غلہ فروشون تک بہرہ کپتان ایڈمنشٹین صاحب بہادر سپرنٹنڈنٹ سابق کی تاکید و اہتمام سے تعمیر ہوئی کہ اور بھی رونق ہو گئی یہہ بازار اکبر بادشاہ کا تعمیر کیا ہوا ہے اور کل دوکانون کے درمین ہو کر ایک راستہ تہا دوکانون پر پردے پڑجاتے تھے اور دوکاندار باہر آجاتے تھے مستورات محل اکبر بادشاہ پا پیادہ دولتخانہ شاہی سے کہ جسے اب دولت باغ کہتے ہین زیارت خواجہ غریب نواز کو اکثر شرف ہوتی تہین ٭

سید محمد کی مسجد

یہہ مسجد خاص بازار کی دوکانون کی چھت پر سید محمد نے عہد سلطنت عالمگیر مین بنائی اگرچہ عمارت مسجد کی شان ظاہری مین چندان مشہور نہین ہے مگر جو کچھ یہہ کتبہ جو اسکی محرابون پر بخط نستعلیق کندہ ہے لکھنا ضرور ہوا ٭

اے خوشا دور شہنشاہ جہا فاق گیر — داد گر شاہی کہ آمد زیب اورنگ تقی

خسرو عادل شہنشہ [illegible] والی کرم — مے تراود از در و دیوار دین مصطفے

ہر کجا شد [illegible] و محراب منبر کو بکو — خطبہ میخواند از واللیل والشمس الضحے

خاصہ آن مسجد کہ نور دیدۂ اہل الیقین — قدوۂ ارباب دین سید محمد مجتبے

جانشین قطب ربانی معین الدین کہ او — ہر زبان ہر وقت محبوب جناب کبریا

رونق افزا گرامی مسند پیران چشت — زینت آرائے نگارین نقش ایوان ہدے

کرد برپا مایۂ عقبی برائے عالمے		بلکہ بہر عاصیان توقیع و فرمان نجی
حاش للہ بے تکلف از ملایک بگزرد		ہر کہ باشد اندرو یک لحظہ با ذکر خدا
بود ناجی درپئے تاریخ سال او خرد		گفت کو بیت المقدس نیک نیا شد بنا

اور طاق مسجد مین یہہ تاریخ کندہ ہے ؏

ساخت چون سید محمد بہر حق		مسجدے زیبا کہ انا نسجدہ
گفت ہاتف سال تاریخ بنا		حسبۃ للہ بیت مسجدہ

شاید یہہ کتبے جو محرابون پر اور طاق مین منصوب ہین اس مسجد کے نہون اور کہین سے لاکے لگا دئے گئے ہون ؛

مسجد میا بائی

یہہ مسجد خاص بازار کے درمیان دکاکین شرقرویہ سے ملحق ہے سر سے پیر تک سنگ سرخ کی تعمیر ہے اسکے پانچ در عالیشان ہین اندر صندلہ شفاف صحن مین فرش سنگین اور صاف جانب شمال صحن مسجد کے کنوان پختہ اور جانب جنوب حجرے بنے ہوئے ہین یہہ مبارک بنیاد سنہ ہجری ایک ہزار ترپن مین بنا ہوئی ہے محراب پر کلمہ طیبہ اور سن تعمیر اور نام میا بائی کا کندہ ہے مگر ٹھیک ٹھیک حال میا بائی کا معلوم نہین ہوتا کہ یہہ کون نیک بخت تھی پہلے مسجد کے اندر فرش سنگین تھا اب صندلہ کر دیا گیا ہے اسکے فرش اندرونی و بیرونی و چاہ پختہ و حجرے کی تعمیر مولوی سراج الدین احمد کے اہتمام سے ہوئی ہے اصلی نہین ہے خدا اسکے مہتمم کو جزائے خیر بخشے اور مستغرق دریائے رحمت کرے ؛

مسجد تلوکدی

خاص بازار کے انتہامین یہہ مسجد تلوکدی بنت میان تانسین نامی کلانوت کی بنا کی ہوئی ہے بے مثال گویّا ملازم شاہنشاہ اکبر تھا قبر اسکی گوالیار مین محاذی مقبرہ حضرت محمد غوث گوالیاری ہے تین محرابین بڑی بڑی بنی ہوئی ہین لیکن آگے مسجد کے جو بازار واقع ہے اسلیے صحن اسکا مختصر گنبد لداؤ کا مستحکم وسط کی محراب پر سنگین لوح مین یہہ عبارت کندہ ہے - اللہ اکبر این مسجد را بائی تلوکدی کلانوت بچی بنت میان تانسین کلانوت راست کردہ است سن ۱۰۶۲ ہجری ﴿

شاہجہانی مسجد

خاص بازار کے شمالی فصیل شہر اور دہلی دروازہ کے متصل یہہ مسجد سنگ سرخ کی خوش قطع بنی ہوئی ہے اگرچہ کوئی کتبہ اس مسجد مین نہین ہے لیکن شاہجہان کے عہد مین جو مسجدین بنی ہین اون سے کمال مشابہ ہے اس مسجد کے تین در ہین پہلو مین حجرے واسطے عبادت اور وظیفہ وظائف کے بنے ہوئے ہین سوا ان مسجدون کے جنکا ذکر رقم ہوا ہے کئی سو مسجدین اس شہر کرامت بحر مین تحفہ تحفہ چونے اور گچ کی بنی ہوئی ہین جنکی تفصیل طویل ہے حالانکہ بعض بعض محلہ مین چار چار پانچ پانچ مسجدین ہین مگر جن مسجدونکا ذکر راقم نے لکھا ہے زمانہ سلاطین سلف کی تعمیر اور یادگار رہین ﴿

لاکھن کوٹھری تصغیر کوٹ یعنی قلعہ خورد

یہہ محلہ خاص بازار کے غربی سمت واقعہ ہے وجہ تسمیہ اسکی یہہ ہے کہ زمانہ سابق مین لاکھا نامی ایک بھیل کا یہان مسکن تھا اور کوٹھری ملک مارواڑ مین

بہومیہ کے مکانکو کہتے ہین کہ جسمین دس بیس گہر زمینداروں اور بہومیون
کے آباد ہون اس محلہ مین چاندی کی کان تہی لیکن جب بہ نسبت صرف کے
چاندی کم نکلنے لگی اسلیئے لاحاصل سمجہہ کر بند کرادی گیئ سرکاری عملداری
کے پہلے یہہ محلہ ویران تہا جبکہ سن اٹھارہ سو سترہ عیسوی کے آخر مین یہہ
شہر قصبہ سرکار دولتمدار انگلشیہ مین آیا بسبب انواع انواع رعایت اور
آسایش کے اکثر سیٹہہ ساہوکار ملک مارواڑ کے جاے امن تصور کرکے بہت
بطور خود اور بعضے حسب الطلب آئے اونکو سرکار نے اجازت آباد ہونے اور
مکانات بنوانے کی دی پہر تو اسکی رونق دن بدن بڑہا کی اکثر لکہہ پتی ساہوکارون
کی حویلیان بڑی بڑی سنگین لاکہن کوٹہری مین ہین ؛

موتی کٹرہ

خاص بازار کے شرقی یہہ حویلی میابائی کی مسجد کے آگے کسی امیر شاہی کی تہی
اور یہہ بہی قیاس چاہتا ہے کہ میابائی کی یہہ حویلی ہو کسلیئے کہ اہل اسلام
اپنے مسکن کے قریب ہی اکثر مسجد تعمیر کراتے ہین الغیب عند اللہ اب اوس
حویلی کا نام ونشان بہی نہین رہا بلکہ سرکار انگریزی کی عملداری سے پیشتر اس
جگہہ میدان ویران تہا الغرض کونڈس صاحب ڈپٹی کمشنر اجمیر نے واسطے
بناے تعمیرات کے لوگون کو اجازت دی شرقی غربی مین عالیشان دروازے
اور اونپر مکانات ساہوکارون نے بنا کیئے اندر چوک وسیع نکل آیا
محیط بڑی بڑی حویلیان بنائی گیئن اونمین شمال اور شرق کی سمت
ساہوکارون کی حویلیان پر تکلف اور خوشنما بنی ہوئی ہین غرب اور
جنوب مین اہل اسلام اور ساہوکارونکی حویلیان اور دکانین ملی جُلی ہنی

ہین وسط چوک کی کنجڑیین اور مالنین ہر قسم کی ترکاریان اور میوے بیچتی ہین ٭
پیشتر اس جگہہ میدان تہا الغرض یہہ کٹرہ آباد کیا ہوا نصیر الدولہ و مختارخان
کرنل سر ڈیوڈ اختر لونی صاحب بہادر کا ہے کہ جنکے نامسے چہاونی نصیر آباد آباد
ہوئی ہے اور صاحب ممدوح کو یہہ خطاب شاہ دہلی نے عطا کیا تہا پہلے اس کٹرہ
کا نام صاحب ممدوح نے نصیر گنج رکہا تہا اب موتی کٹرہ کے نامسے معروف ہے
اور دروازہ اسکا بصرف زرسرکار انگریزی جنرل صاحب ممدوح نے تعمیر کیا
اب سرکار نے یہہ دروازہ سرکاری بدست بالمکل سیٹہہ کے فروخت کردیا کہ اوسکے
ورثا کے قبضہ مین ہے سابق مین یہہ کٹرہ بہت آباد تہا دکاکین بزاز و ظروف
برنجی و مسی و کل ساخت آہن بیکانیر و جیسلمیر کی یہان فروخت ہوتی تہین اب
ویران ہو گیا اور رنگریز و مالنین و کنجڑہ مین آباد ہین کہتے ہین کہ وجہ تسمیہ
موتی کٹرہ کے نامسے معروف ہونیکی یہہ ہے کہ صاحب موصوف کی ایک عورت
موتی بیگم نام خانہ انداز تہی بعض اوسکو کسبی کہتے ہین اور بعض مغلانی چونکہ جنرل
صاحب کو اوس سے تعلق خاطر بدرجہ غایت تہا اوس عورت نے کہا کہ میرے نام
سے یہہ کٹرہ نامزد ہو جب سے عوام مین موتی کٹرہ سے معروف ہے ٭

نواب حاجی محمد خانکی کوٹھی

یہہ کوٹھی خاص بازار کے آخر سمت شرق متعدد مکانات کی بنی ہوئی ہے یہہ
کوٹھی جنرل لونی اختر صاحب کی تہی حاجی محمد خان نے اس کوٹھی کو مبارک محل المسمیٰ
جنرل صاحب سے جو مغلانی صاحب ممدوح کی خانہ انداز اور دہلی مین رہتی
تہی خرید کرکے عمارت عمدہ بنوائی اکثر کمرے اچہی طرز کے سامان شیشہ آلات اور
فرش و فروش اشیاء نفیس سے آراستہ ہین یہہ شخص کابل کی رفاقت کے

سبب سے جناب جنرل جارج لارنس صاحب بہادر کے پاس اس ملک مین وارد ہوکر
چند سال منشی ایجنٹی میواڑ اور بعد اسکے میر منشی رزیڈنٹی راجپوتانہ کا رہا خیر
غیرات مین اکثر اوس شہر مین اوسکا دم غنیمت تہا بعد معزولی ایجنٹی راجپوتانہ کے
دیوان ریاست مارواڑ کا ہوا اور پہر بمقام پہکر اچانک ایک سپاہی نے
اوسکے سینہ پر ایک ضرب شمشیر ایسی ماری کہ فوراً جان بحق تسلیم ہوا تاریخ وفات
کسی شاعر نے یہہ کہی ہے ٭ عاش سعیداً و مات شہیداً مدفن اسکا قاضی کے نالہ
پر متصل قبرستان انگریزی اپنے باغ پیش کوٹھی مین ہے قبر اسکی سنگ مرمر صفا
سے بنائی گئی ہے اب اس کوٹھی مین اوسکا فرزند نواب عبداللہ خان رہتا ہے ابتدا
مین یہہ مکان بونی اختر صاحب نے بنایا تہا پہر نواب مرحوم نے سرکار جیپور سے
لیکر اب از سر نو عمارت جدید سے شاندار تعمیر کیا ٭

پہول محل

موتی کڑہ کے شمالی زمانہ جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کا یہہ محل بنا ہوا ہے اوس وقت
اس مکان کی خدا جانے کیسی کچہہ شان و شوکت ہوگی مگر اب ایک صرف نقشا باقی
رہ گیا ہے ٭

درگاہ برہان الدین قتال

یہہ درگاہ پہول محل کے گوشہ شمال اور مشرق کیطرف واقع ہے محوطہ کے
اندر ایک گنبد چونہ اور گچ کا بنا ہوا ہے اسکے اندر حضرت برہان الدین قتال
اور اونکی بی بی مدفون ہین ان بزرگ کی کرامت اور خرق عادت کے اکثر
لوگ قایل ہین عرس آپکا تاریخ اکیسوین رجب کو ہوتا ہے قریب گنبد کے ایک
کنوان سنگ سرخ کا بنا ہوا ہے مگر خشک اور بے آب ہے جنوب رو دالان

لال پتھر کا ٹوٹا پھوٹا باقی ہے چونکہ آپکی درگاہ عطر سازون کے محلہ کے قریب ہے اسلئے جو عطر ساز نیا عطر نکالتا ہے وہ پہلے آپکے مزار پر عطر کی شیشین نذر چڑھاتا ہے تمام گنبد ہر وقت خوشبو سے مہکا کرتا ہے ✤

کڑک کا چوک

وجہ تسمیہ اسکی یہہ ہے کہ زمانہ گزشتہ مین کڑک شاہ نامی ایک فقیر یہان رہتا تہا اور مکان کے روبرو فقیر مذکور نے ایک چوک بنا رکہا تہا شدہ شدہ یہہ محلہ اوسکے نام سے مشہور ہوا۔ سرکار انگریزی کے عہد معدلت مہد کے قبل اکثر غریب لوگ یہان بستے تہے بلکہ بعض جگہہ تو بالکل ویرانہ تہا جب سرکار دولتمدار کے قبضہ مین شہر آیا ہر فرد بشر نے آرام پایا اہل دولی بے کٹکے اپنی اوقات بسر کرنے لگے اوباش بدمعاش سیاست سرکار سے ڈرنے لگے شہر ویران آباد ہوا رعایا کا دل شاد ہوا اوسوقت سے اس محلہ مین سیٹھہ ساہوکار ونکی بڑی بڑی حویلیان بنا ہونے لگین چنانچہ اس چوک کے اندر لب بازار جنوبی اور شمالی دو حویلیان اسقدر تحفہ اور کلان بنی ہوئی ہین کہ نظیر اونکی اس شہر مین دوسری نہین انکے برآمدون اور دروازون مین کاریگرون نے پتھر کو نہایت صنعت سے کہودا ہے علاوہ انکے اور بہی بہت سی حویلیان اس محلہ مین ہین جنکی تعمیر مین ہزار ہا روپیہ صرف ہوا ہو گا ✤

دولتخانہ اکبر شاہ

یہہ محل جلال الدین محمد اکبر بادشاہ نے سن ہجری نو سو اٹہتر مین بنوایا ہے اجمیر کی شرقی فصیل شہر سے ملا ہوا بجائے خود ایک قلعہ مختصر سا بنا ہوا ہے چار دیواری کے

اندر چار برج یو یب پچھم او تر دکھن نہایت خوش اسلوب ہین اور اون برجون
مین ہر ایک ایوان اپنی طرز کا جدا خوب بنا ہوا ہے غرب۔ و محل کا دروازہ رفیع
اوسکے آگے صحن وسیع ہے کہتے ہین کہ بجائے صحن باغ پر فضا زمانہ شاہی مین
لگا ہوا تہا نہرین جاری تہین اب اوس باغ کا نشان تک بہی نہین ہے مگر زیر
دوز نہر اب تک موجود ہے اوسی نہر کا پانی باولی مین جو اندر محل کے بنی ہوئی
ہے آتا ہے اب صحن شمالی مین واسطے سکونت فوج سرکاری کی بارگین بنی ہوئی
ہین موسم بارش مین بروج اور دروازے کے اوپر سے سمت غرب بستی کی کیفیت
اور شرق کیطرف کوسون تک سبزہ زار کی بہار نظر آتی ہے مرہٹہ کی عملداری
مین یہان صوبہ رہا کرتا تہا اور سرکار انگلشیہ کے عہد مین میگزین اسجگہہ تہا
اس سبب سے خاص و عام میگزین کہنے لگے چنانچہ اب بہی یہہ محل میگزین کے نام
سے مشہور ہے جبکہ سن اٹہارہ سو ستاون عیسوی مین فوج سرکار انگریزی
نے بغاوت اختیار کی تہی اوسکے بعد یہان سے میگزین برخاست ہوا اب دفتر
سرکاری اور تحصیل و عملہ پولیس وہان رہتا ہے اور کچہری مجسٹریٹی ایک ایوان
مین ہوتی ہے ۞

نیا بازار

ابتدا مین اکبری محل کے غربی سمت یہہ بادشاہی مقبرہ کے پاس میدان وسیع
تہا طرح بازار کی اگرچہ مرہٹہ کی عملداری مین پڑگئی تہی الا تکمیل اوسکی ویلڈر
صاحب اور کونڈس صاحب کے عہد مین ہوئی اس بازار مین سب قسم کی دوکانین
ہین ایسا بازار کشادہ اور بارونق سوا بازار خاص کے جو پیش درگاہ شریف
ہے دوسرا نہین اس بازار مین عمدہ عمدہ تعمیرات سیٹھہ ساہوکارونکی ہین اور

بڑی تجارت کی جگہہ ہے لیکن ایک تعمیر دلپذیر زمانہ قدیم کی نئے بازار مین
دو منزلی سنگ سرخ کی بنی ہوئی ہے اس تعمیر کے چارون طرف بڑے بڑے
در رفیع الشان بنے ہوئے بیچ مین لداؤ کا گنبد ہے مگر اوسکو اوپر سے مربع کر دیا
ہے ہرچند کتب تواریخ کو اولٹا پلٹا مگر اصلی حال اسکا کسی تاریخ کی کتاب سے ظاہر
نہوا مردمان دیرینہ سال بعضے تو یہہ کہتے ہین کہ یہہ بارہ دری ہے اکبر کی
بنائی ہوئی اسکے اندر عدالت شاہی ہوتی تھی اور بعضون کا یہہ قول ہے
کہ یہہ مندر جین مذہب والونکا بنایا ہوا ہے مگر راقم نہ تو بارہ دری کہہ سکتا ہے
اور نہ جین مذہب کا مندر کس لئے کہ چارون طرف کا درجا دو منزلا ہے اور
وسط مین گنبد خوش قطع بنا ہوا ہے یہہ وضع بارہ دری کی نہین ہوتی اور مندر
بھی اس طرز کا کہین دیکھنے مین نہین آیا کہ چارون طرف تو در کشادہ ہون
اور بیچ مین گنبد بنا ہوا ہو میری دانست مین یہہ مقبرہ کسی امیر کا اکبر کے عہد سلطنت
مین بنا ہے اگرچہ تعویذ مزار لائق اس عمارت کے گنبد مین نہین ہے مگر احتمال
ہوتا ہے کہ تعویذ بھی ضرور ہوگا لوگ اوکھاڑ لیگئے ہون تو عجب نہین بلکہ ایسا
معاملہ اکثر مقبرون مین نظر سے گزرا ہے کہ عمارت مقبرہ بدستور قایم اور نشان
قبر ندارد چنانچہ اسی شہر کے باہر جو امیر الامرا سید حسین علیخان وزیر فرخ سیر
بادشاہ کا مقبرہ بنا ہوا ہے او طرز اس مقبرہ کی اور اوسکی بہت مشابہ ہے اوسکا
تعویذ قبر بھی نہین رہا ہے چنانچہ حال اوسکا باب دوم کی چوتھی فصل مین مفصل
رقم ہوا ہے بلکہ اس مقبرہ کے اندر اب تک کچی قبر موجود ہے ہار پھول اوسپر پڑے
رہتے ہین شرق رویہ درجہ مین پہلے سایر تھی اور اب میونسپل فنڈ کی کچہری
ہوتی ہے باقی مکان ویران مین ابابیل و چمگادڑین آشیانہ گزین ہین ؎

ڈگی

یہہ چشمہ فیض شہر اجمیر کے جنوبی فصیل سابقہ اور دروازہ شہر پناہ کے روبرو سن ہجری بارہ سو اڑتالیس مین کرنیل ڈکسن صاحب بہادر مرحوم سابق کمشنر اجمیر نے بنوایا ہے چارو نطرف برآمدے خوبصورت برابر برابر بنے ہوئے ہین اور ان برآمدون کے نیچے پچھم طرف مسافرخانہ اور پورب کے سمت برآمدو کے نیچے دو کانین اونکے بیچ مین ڈگی کا دروازہ خوبصورت بنا ہوا ہے اسی طور سے اوترا اور دکھن دروازے کے روبرو پختہ گھاٹ اور زینے بنے ہوئے ہین ہر وقت اس چشمہ پر پانی بھرنے والونکا اژدحام رہتا ہے خصوصاً صبح شام اونکا مجمع کثیر رہتا ہے اکثر شوقین برآمدون مین رہنا اختیار کرتے ہین چشمہ کی سیر پانی بھرنے والونکی کیفیت دیکھتے ہین شرق رو دروازہ کے آگے بازار کی دوکانا کے اوپر دورویہ برآمدے رنگین اور خوش قطع بنے ہوئے ہین ❊

ناتوان شاہ کا تکیہ

یہہ مقام پرفضا درگاہ شریف حضرت خواجہ صاحب کے گوشہ جنوب اور شرق مین فصیل شہر کے اندر دلچسپ اور قابل سیر کے ہے کہتے ہین کہ شاہ صاحب بڑے درویش کامل ہوئے ہین عہد محمد اکبر بادشاہ مین زندہ تہے مگر ایک مدت سے حبس دم کئے ہوئے اسی جگہہ پر پہاڑ کے غار مین بیٹھے تہے جسوقت شہر پناہ تعمیر ہونے لگی اس جگہہ بنیاد کھدنی شروع ہوئی تو کیا دیکھتے ہین کہ غار مین ایک درویش دنیا سے آزاد خدا کی یاد مین مشغول ہے لوگون نے یہہ ماجرا مہتمم تعمیر کو جا سنایا وہ بہی اچنبا جانکر دیکھنے کو آیا دیکھا تو واقعی ایک بزرگ سن رسیدہ عبادت مولا مین مستغرق ہین آخر بمنت و سماجت میر عمارت نے عرض کیا کہ آپ کسی اور مقام کو پسند فرما دین کیلئے کہ بموجب حکم جہان پناہ کے

اس جگہہ شہر پناہ بنائی جاوےگی شاہ صاحب نے جواب دیا کہ فقیر جہان بیٹھہ رہا
وہان بیٹھہ رہا آخر کار مجبور ہو کر ایک گنبد فصیل مین بشکل برج بنادیا اور شاہ
صاحب اوسی غار مین بیٹھے رہے اوس گنبد مین ایک مزار بھی بنا ہوا ہے
اور بیضہ ہاے نہنگ یا اور کسی صحرائی یا دریائی جانور کے چھت مین آویزان
ہین مگر بیضہ مار کا ایک حقہ عجائب روزگار اوس مقام پر ہے جس روز آپ کا
عرس ہوتا ہے تو اوس دن فقیر لوگ اسکو پیتے ہین گنبد کے آگے شرقی سمت چوک
پختہ بنا ہوا ہے اوسکے اندر آپکے مرید اور چیلے مدفون ہین چونکہ یہہ مقام بلندی
پر واقع ہے اس سبب سے تمام شہر بلکہ دور دور تک کی بہار دکھلائی دیتی ہے
علاوہ اسکے اس شہر مین جابجا کثرت سے شہیدونکی درگاہین اور مزارات
بنے ہوئے ہین یہانتک کہ کوئی کوچہ و بازار شہیدون کے مزار سے خالی نہین
اکثر کے عرس کا صرف سرکار درگاہ شریف سے ملا کرتا ہے ؛

فصیل شہر

اکبرنامہ مین فصیل شہر اجمیر شریف کے بننے کا یون ذکر لکھا ہوا ہے کہ شروع سال
پانزدہم جلوس سن نوسو ستتر ہجری کو شہزادہ مراد کے پیدا ہونیکے باعث بار
چہارم بائیسوین تاریخ ربیع الثانی کو عازم اجمیر شاہ بلند اقبال ہوا اور نہایت مسرت
سے شکار کہیلتا ہوا اجمیر مین پہونچا ان ایام سعادت انتظام مین حصار شہر کے
بنانے کے لئے حکم نافذ ہوا ابنایان کاردان اور معماران دانشور نے نقشہ جات
عالی کہینچکر بادشاہ کی نظر سے گزرانے ساعت سعید مین کہ پایداری کو لایق ہووے
اس عمارت کی چونہ اور سنگ سے بنیاد رکہی اور تمام منازل و مساکن خواص
وعوام شہر کا احاطہ کر کے عرصہ قلیل مین بہت کام کر کے مورد تحسین و آفرین ہوئے

اسیطرح بموجب حکم عالی کے جمیع امرو ارکان خلافت نے بقدر اپنے اپنے مقدور کے منازل و مساکن باغ وغیرہ تعمیر کیے کہ مانند نگار خانہ مانی و ہمشکل نگارستان بہزاد کے ہوسکتے تھے دور فصیل چار ہزار ایکسو آلیس گز ہے *

باب دوسرا بذکر تعمیرات بیرون شہر

فصل پہلی

نور چشمہ جہانگیر

مخفی نرہے کہ اگلے زمانہ مین اول اس مقام پر شہر آباد تہا راجہ اجپال کا آباد کیا ہوا بلکہ اجمیر خاص اسی شہر کا نام تہا وسعت اور رونق اسکی حد سے باہر تھی اور بستی اسکی اور بستیون سے بہتر اسی راجہ نے قلعہ تاراگڈہ کی تعمیر کی اسکو جیمیر اور جے دورگ یعنی پہاڑ اور قلعہ جو فتح نہوسکے ایک قول مشہور ہے نام اس مقام مشہورہ کا جو کلید راجپوتانہ کی ہے ایک چوہان کے پیشہ پر رکہا گیا ہے وہ بکریان چراتا تہا اوسکی وجہ سے یہہ نام ہوا کیونکہ شاستر مین آج بکری کو کہتے ہین جو قدیم پیشہ مالی لوگونکا تہا یہی مضمون تواریخ نادر راجستان مین لکہا ہوا ہے - بہر حال اوس جگہہ اب بہی نشان مکانون کے پائے جاتے ہین جب اکبر بادشاہ نے سن ہجری نوسو اٹہتر مین فصیل شہر کی بنوائی وہ شہر قدیم برباد بلکہ گمنام ہوگیا صرف ایک چشمہ اوسوقت کا ابتک موجود ہے اس مقام پر ضرور ہوا کہ تہوڑا حال اکبر بادشاہ کے اجمیر مین آنیکا لکہا جاوے کہ کس وجہ اور تقریب سے یہہ بادشاہ پیادہ پا یہان آیا چنانچہ اقبالنامہ جہانگیری سے یون معلوم ہوتا ہے کہ جلال الدین اکبر کے جہانگیر کے تولد سے

پہلے کئی فرزند ہوئے مگر کوئی ایک سال کوئی دو سال کا ہوکر مر جاتا تھا ہر چند
بادشاہ نے اس باب مین ہر طرح کی چارہ جوئی کی مگر کوئی تدبیر خلاف تقدیر مفید
نہوئی اسلیئے ہر لحظہ اولاد کا الم دل سے ہم تہا ہر وقت لب پر آہ و نالہ پیہم تہا یہہ
ہیا ہتا تہا کہ کوئی ولی باخدا میرے واسطے دعا کرے کہ اولاد زندہ رہے ایک
روز کسی خیر خواہ نے عرض کیا کہ حضرت خواجہ خواجگان خواجہ معین الدین چشتی
سنجری قدس اللہ سرہ العزیز کی جو شہر اجمیر مین درگاہ ہے وہان ایک درویش
صاحب کمال شیخ سلیم چشتی قدس سرہ موجود ہین اگر وہ آپکے واسطے دعا کرین تو
امید قوی ہے کہ نخل مراد بارور ہو بادشاہ کو تو اسی بات کی آرزو تہی فوراً ایک
مقرب کو حضرت ممدوح کی خدمت مین بہیجا اور دل سے عہد کیا کہ اگر حق تعالے
بطفیل حضرت خواجہ بزرگ و بہ برکت دعا شیخ سلیم چشتی کے مجھکو فرزند عطا کرے
تو اجمیر تک پیادہ پا جاؤنگا اور اوس فرزند کو نذر حضور کرونگا الغرض جب
وہ مقرب سلطانی اجمیر مین آیا زیارت روضہ منورہ اور حضرت شیخ سلیم چشتی سے
مشرف ہو کر بادشاہ کی التماس کو کمال عاجزی سے عرض کیا آپ نے درگاہ قاضی الحاجات
مین دعا کی دعا پر تاثیر اوس ہمایون خصال فرشتہ جمال کی پایۂ اجابت کو پہونچکر
درگاہ خدا مین قبول ہوئی آپ نے ارشاد کیا کہ تم جاؤ اور بادشاہ کو یہہ مژدہ
سناؤ کہ جو فرزند اب تولد ہوگا وہ عمر طبعی کو پہونچیگا ہنوز وہ مقرب آگرہ مین
پہونچنے نہین پایا تہا کہ صبیہ راجہ بہاری مل راجہ آمیر یعنی جیپور کی بیٹی کو جونکو صہ
اکبر بادشاہ تہی حمل رہا بعد گزرنے نو مہینے کے تاریخ ساتوین ربیع الاول سن
نو سو ستتر ہجری کو جہانگیر پیدا ہوا نام اوسکا شاہ صاحب کے نام پر شہزادہ سلیم
رکہا گیا سات دن تک بڑا جشن کیا قیدیون کو رہائی دی بارہوین شعبان
روز جمعہ کو دار الخلافت آگرہ سے پیادہ پا روانہ ہوا ہر روز دس بارہ کوس

کی منزل طے کرتا تہا منزل اول موضع منڈا گر مین قیام کیا دوسرے روز فتحپور
تیسری منزل بجونہ چوتہی گردہ پانچوین بسا اور چہٹی ٹودہ ساتوین کلا ولی آٹہوین
کسار ندی نوین ڈنیہ دسوین ہنس محل سے گزر کر پہول محل مین محبطِ رایات
اجلال ہوا گیارہوین بکانیر سے گزر کر نزدیک نیوتہ کے نزول دولت ہوا بارہوین
موضع جہاک نزدیک معزآباد کے تیرہوین ساکہون چودہوین موضع کہیل پندرہوین
بقعہ قدسیہ خواجہ اجمیر مین حاضر ہو کر اوس زمین آسمان رفعت پر جبین اخلاص
رکہی چند روز تک اس مقام کرامت بہر پر عبادت مولی مین مشغول رہا اور تمام
گوشہ نشینون کو بخشش بیپایے سے فایدہ مند کیا جب جہانگیر بعد فوت ہونے
جلال الدین اکبر کے تخت سلطنت پر بیٹہا اور جلوس کے دسوین سال مین بمقام
اجمیر آیا اوس نے سن ہجری ایک ہزار چوبیس مین محل عالی شان متصل چشمہ کے
تعمیر کرایا جہانگیر نے اس محل کا حال اقبالنامہ جہانگیری اور توزک جہانگیری
مین اسطرح لکہا ہے کہ حوالی اجمیر مین ایک درہ واقع ہے نہایت جاے دلکش
اور خوشنما اور اس درہ کے انتہا پر ایک چشمہ ظاہر ہوا ہے پانی اوسکا ایک چوڑے
چہکلے تالاب مین جمع ہوتا ہے بہ نسبت شہر اجمیر کے پانی اسکا سبک اور بہتر ہے
یہ درہ اور چشمہ بنام تال حافظ جمال کے مشہور ہے جو گزر میرا اوسمقام پر ہوا
مینے حکم دیا کہ عمارت قابل اس مقام کے بنائی جاوے جو کہ مقام دلچسپ اور قابل
سیر کے تہا مدت ایک سال مین جاے خوب اور عمارت مرغوب بنکر طیار ہوئی کہ
عالم کے پہرنے والے مثل اوسکے کہین نشان نہین دیتے ایک حوض چالیس گز
طول و عرض مین بنا ہوا ہے چشمہ کا پانی حوض مین آتا ہے فوارہ دس بارہ گز
کا بلند چہوٹتا ہے حوض کے کنارہ پر نشیمن بنے ہوئے ہین اور اسیقدر اوپر
اوسکے کہ تالاب اور چشمہ اوس جگہہ واقع ہے جاے موزون ایوان ہاے دلکش

اور آرامگاہین خاطر پسند کہ بعض اونمین سے تصویر دار اور نقش مین اوستادان
ماہر اور نقاشان چابکدست نے اونکی نقاشی کی ہے مجھکو یہ بات منظور ہوئی کہ
اسکا نام ایسار کہا جاوے جو میرے مبارک نام کے ساتھہ نسبت رکھتا ہو اسلیے
چشمہ نور اسکا نام مینے رکھا جس تاریخ سے یہ محل بنکر طیار ہوا ہے اکثر اوقات
جمعرات اور جمعہ کو یہان رہتا ہون اور یہ بہی شعراے پاے تخت کو حکم دیا کہ
فکر تاریخ بنار محل کی کرین سعیدای گیلانی زرگرباشی نے یہ تاریخ عرض کی ؛
محل شاہ نورالدین جہانگیر ؛ مینے حکم دیا کہ اوپر ایوان عمارت زیرین کے اوس
قطعہ کو اوپر سنگ کے نقش کرکے نصب کرین سبحان اللہ جسوقت یہ محل بنا ہوگا
جہانگیر اور نورجہان بیگم رہتے ہونگے فوارے چھوٹتے ہونگے کیا کچھ بہار ہوگی ؛
نہ وہ قصر ہے نہ ایوان ہین نہ نقاشی نہ تصویرین صرف ایک دروازہ اور دروازہ
کے اوپر پورب پچہم دو دالان سنگ سرخ کے باقی ہین اور وہ محل خدا جانے
کس زمانہ مین دریا برد ہوا الا کچھہ کچھہ نشان دیوارون کے اب بہی پائے جاتے
ہین اور حوض بہی ٹوٹا پہوٹا ابتک موجود ہے

ابیات

ہین مکان صورت شکستہ دلان	در کہلے مثل دیدۂ حیران
تہی جو سقف منقش و رنگین	ہین ابابیل آشیانہ گزین
گیر وا فاختہ کا پیراہن	ہے سر کنگرہ پہ کوکوزن
تہی ہمہ لاجورد جو دیوار	اوس مین رخنہ پڑے ہوئے مین ہزار

دروازہ کی محراب پر سنگ مرمر کی لوح مین یہ اشعار کندہ ہین ؛

بلند اقبال شاہ ہفت کشور	کہ وصف اونمی گنجد بہ تقریر
فروغ خاندان شاہ اکبر	شہنشاہ زمان شاہ جہانگیر
درین سرچشمہ چون آمد زفیضش	روان شد آب وخاکش گشت اکسیر

شہنشہ کردنا ستش چشمہ نور	شدہ آب خضر زو چاشنی گیر
دہم سال از جلوس شاہ غازی	بحکم بادشاہ نیک تدبیر
بلب رون چشمہ نور این عمارت	جہان آرا سے شد از روے تقدیر
خرد تاریخ اتمامش رقم کرد	محل شاہ نور الدین جہانگیر

اس محل کے قریب شاہی وقت کا ایک باغ لگا ہوا ہے اوس زمانہ مین تو یہ باغ بہت خاصا ہو گا مگر اب انبہ اور جامن کے درخت اوس قطعہ مین باقی ہین جامن اس باغ کی بہت تحفہ ہوتی ہے ؛

گنج شہدا

یہ مقام چشمہ نور کے غربی سطح پہاڑ پر واقع ہے اسی جگہ امیر تاتان او زیر ترغان شہید آسودہ ہین علاوہ انکے کثرت سے مردان راہ حق اس جگہ مدفون ہین اگرچہ یہ مقام ہمیشہ زیارت گاہ خلایق ہے لیکن ہر پنجشنبہ اور تاریخ اوسوین رجب کو اکثر زن و مرد زیارت کے لیے آتے ہین نذرین چڑہاتے ہین ان بزرگوارن کے دولت شہادت پانے کا حال ٹھیک ٹھیک نہین معلوم ہوتا بعضے تو کہتے ہین کہ سلطان محمود غزنوی کے لشکر کے سردار تہے اور بعض انکو حضرت امیر سید حسین خنگ سوار کے ہمرہان بتلاتے ہین واللہ اعلم بالصواب چونکہ اس جگہ اکثر مکانات کے نشان اوراپنے معلوم ہوتے ہین اور اونکو لوگ حضرات موصوف سے منسوب کرتے ہین کہ آپنے اس جگہ کو زور کرامت سے لوٹ دیا تہا بلکہ جو ظروف گلی وغیرہ ہر وقت کہودنے کے اس جگہ سے نکلتے ہین معکوس ہوتے ہین ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کسی زمانہ مین قہرالہی سے یہ طبقہ بہی اولٹا گیا ہے۔ الغرض آپکے مزارات کے گرد پختہ چار دیواری اور دالان اور جہالرہ بنا ہوا ہے اور چنبیلی کے درخت

کثرت سے مزارات پر چھایا ہے ہین زمانہ سابق مین یہہ مقام سنبل گڈہ کے نام سے مشہور اور معروف تھا۔

چلہ بی بی حافظ جمال

یہہ مقام حضرت بی بی حافظ جمال کے چلہ کشی کا نور چشمہ کے متصل پہاڑ کے اندر بنا ہوا ہے بارہ مہینے چشمہ کا پانی اسجگہہ پر جاری ہے ادہر اودہر آب رواں کے کنارے امرئیاں ہین تاریخ اونیسوین رجب کو اس جگہہ میلہ بڑی دہوم دہام سے ہوتا ہے صدہا زن و مرد آتے ہین بہتیرے نذر نیاز چڑہاتے ہین فی الواقع یہہ مقام لایق دید اور قابل سیر ہے موسم بارش مین اکثر اوقات شہر کے لوگ یہان برائے سیر آتے ہین حضرت مخدومہ جہان بی بی حافظ جمال اس مقام پر اپنے معبود کی یاد مین رہتین اور چلہ کشی کرتی تہین طرح طرح کی ریاضت اور مجاہدت سے گو بظاہر بنیاد جسمانی کو ڈہاتی تہین لیکن باطن مین عمارت روحانی بناتی تہین یہان ضرور ہوا کہ مختصر حال حضرت بی بی حافظ جمال رحمۃ اللہ علیہا کا بیان کیا جاوے کتاب اخبار الاخیار مین شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے یون لکہا ہے کہ خواجہ معین الدین چشتی نے ایک رات خواب مین حضرت خواجہ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکہا کہ یون ارشاد فرماتے ہین اے معین تنے میری سنت نکاح کسواسطے ترک کی اتفاقاً قلعہ بیٹہل گڈہ کا حاکم ملک خطاب نام بعزم تسخیر ملک ہنود چڑہ دوڑا اور وہان کے راجہ پر فتحیاب ہوا راجہ مذکور کی لڑکی اسیر ہوکر پاس ملک خطاب کے آئے جو کہ ملک خطاب مرید خواجہ صاحب کا تہا اوس نے اس دختر کو نذر کیا آپنے سنت نبی کو ادا کیا یعنی سلک زوجیت سے مشرف فرماکر نام اونکا امت اللہ یعنی بندی اللہ کی رکہا چنانچہ حضرت بی بی حافظ جمال امتہ اللہ کے شکم سے پیدا ہوئین مرید حضرت خواجہ صاحب

کی ہین صاحب کشف و کرامت اور خلاصہ اہل ریاضت تھین اور بعض بزرگون نے
اپنی تصنیفات مین آپکو خواجہ غریب نواز کے خلفاؤ مین لکھا ہے اکثر عوام مین جو یہہ
بات مشہور ہے کہ حافظ جمال راے پتھورا کی بیٹی تھین اوس نے واسطے آزمایش
کے براہ فریب حضرت خواجہ کی خدمت مین بھیجا اور پوجاریون نے اوسکو کہا تھا کہ خواجہ
صاحب جو ہمبستر اس سے ہونگے تو کرامات جاتی رہیگی آپنے اونکو دیکھکر کہا کہ اے بیٹی
حافظ جمال آ اور اوسیوقت اِنکو قرآن مجید حفظ ہو گیا اور فیض حضرت خواجہ صاحب سے
مسلمان ہوئین سرتاسر غلط ہے ؛

سُوت برج

اگرچہ یہان کے لوگ اسکو روٹھی رانی کے محل کہتے ہین اور شاید اسوجہہ سے کہ یہہ
برج نورالدین جہانگیر کے محل سے بہت قریب ہے لیکن دراصل یہہ چرخ پانی قلعہ تارا گڈھ
کے اوپر لیجانیکے واسطے مالدیو راٹھوڑ راجہ جودھپور کا بنوایا ہوا ہے چنانچہ تواریخ
ماڈر راجستان مین مرقوم ہے کہ مالدیو راٹھوڑ سمت پندرہ سو اٹھاسی مطابق سن
پندرہ سو بتیس عیسوی مین گدی نشین ہوا یہہ نہایت زور آور راجہ ہندوستان
کا ہوا جس سال مالدیو راجہ ہوا اوس نے دو بڑے ملک اپنے خاندان قدیم کے
دوبارہ فتح کئے یعنی ناگور اور اجمیر اور اپنے علم اور فن کے ظاہر کرنے کے واسطے
ایک چرخ بنایا جس سے پانی قلعہ کے اندر چشمہ سے جاتا تھا اوسکو سوت برج کہتے ہین۔
القصہ اگرچہ اب اس برج کی راہ پانی تو نہین جاتا مگر دو تین درجے اوسکے ابتک
قایم ہین شاید اوپر کے درجے گرجانے سے پانی کا جانا موقوف ہو گیا ہے مگر میری
دانست مین یہہ برج بنتے بنتے ناتمام رہگیا ہے اگر یہہ برج پورا بنجاتا تو قلعہ مین بہت
افراط پانی کی ہوجاتی — اب بھی بہت سے حوض قلعہ پر ہین مگر کبھی کبھی پانیکی قلت

فصل دوسری

اندر کوٹ

ہندی تاریخون سے یون معلوم ہوتا ہے کہ کچھہ اوپر چار ہزار برس پیشتر یہہ شہر راجہ اندر سین نے بسا کر اندر کوٹ نام رکھا یہہ راجہ بودہ کا مذہب رکھتا تھا سراوگی اور جینی بودہ مذہب کے پیرو ہین صدہا تبخانے پہلے اس شہر مین تھے اور ان تبخانون کے روبرو سنگین باولیان بنی ہوئی تہین جب علاؤالدین غوری ہند پر تسلط ہوا اور سلطان شہاب الدین غوری راے پتھورا کو شکست دیکر اجمیر مین آیا دس ہزار زن و مرد کو قوم ہنود سے مسلمان کیا اس بادشاہ نے اندر کوٹ کے کل تبخانون کو نیست و نابود کر دیا مگر مندرون کی باولیان ابتک موجود ہین اب اس کوٹ مین تمام مسلمان لوگ بستے ہین مسجدین بہی اسمین بکثرت ہین قدیمی مسجدین تو بالکل ویران اور کہنڈر ہو گئی ہین لیکن نو تعمیر مسجدین آباد ہین یہہ کوٹ خاصی خاصی پختہ عمارتون سے ایک مختصر سا معمورہ معلوم ہوتا ہے*

اڑھائی دن کی مسجد جسکو اڑھائی دن کا جھونپڑا بھی کہتے ہین

زمانہ گزشتہ مین راجہ اندر سین نے شہر اندر کوٹ کے اندر یہہ تبخانہ بنایا تھا صدہا مورتین اور اقسام اقسام کے جانورونکی صورتین اوسمین تہین اسی راجہ نے شہر پرسوتم پور مین جو دکھن طرف دریاے شور کے کنارے ہے تبخانہ جگناتھہ کا بنیاد کیا جب سلطان شہاب الدین غوری سن ہجری پانسو بچانوے مین یہان آیا اس تبخانے کو خانہ خدا بنا دیا مگر صرف اسیقدر تبدیل کی کہ بتون کی صورتون کو مسخ کر کے عمارت کو بحال خود چھوڑا اور غربی دیوار کے بیچون بیچ ایک

محراب سنگ مرمر کی بنا کرا اوسپر بخط طغرا آیات قرآنی کندہ کرا کر تاریخ بنا لکھدی
اور اس تغیر سے بتخانہ کو مسجد کرکے نماز جمعہ بادشاہ نے اوسمین ادا کی جب سے
اسکا نام اڑہائی دن کی مسجد مقرر ہوا تاریخ تعمیر اوس محراب پر اسطرح کندہ ہے
بنا فی الحادی والعشرین جمادی الآخر سن خمسۃ وتسعین وخمسمایۃ - اور دیوار
غربی مین یہہ عبارت مرقوم تھی - فی تولیت ابو بکر بن احمد جمال الفضلۃ بتاریخ
ذالحجہ ستہ وتسعین وخمسمایۃ - مگر یہہ عبارت ایسی دقت سے پڑہی گئی کہ جسکا بیان
کرنا ہی خالی از تکلیف نہین الغرض اس سے اسقدر ثابت ہوتا ہے کہ یہہ تغیر جو
بتخانے کو ہوا اور محراب اسلامی قایم ہوئی ابو بکر بن احمد اوسکے متولی تھے الکتیسوین
تاریخ جمادی الآخر سن ہجری پانسو پچانوے مین یہہ بتخانہ خانہ خدا ہوا اور ذالحجہ
سن ہجری پانسو چہیانوے تک کار تعمیر جاری رہا اگرچہ سلطان موصوف کے وقت
مین صرف اسیقدر بتخانے کا تغیر ہوا تہا کہ دیوار غربی مین محراب بنوا کر بتونکی
صورتین مسخ کردین تہین مگر شاہ شمس الدین التمش نے تو اس رہے سہے بتخانہ
کی عمارت کو بیخ و بنیاد سے اوکہڑوا ڈالا اور نئے سر سے سن چہہ سو چودہ ہجری
مین سنگ سرخ سے مسجد اس مضبوطی اور خوش اسلوبی کے ساتھہ بنوائی کہ
اکثر جہاندیدہ اوسکو دیکہکر بمقام حیرت مین آتے ہین بلکہ نقش دیوار بنجاتے ہین
دیر پائی اوسکی ظاہر اور خوشنمائی اوسکی بیان سے باہر حق تو یہہ ہے کہ ایسی مسجد
عظیم الشان ملک ہند مین دوسری کم ہے برجون کے اندر پتھر کو اسقدر کہود کر
لگایا ہے کہ ہو بہو ہر ایک برج طلسمات کا بنا ہے عقل کام نہین کرتی کہ آیا محرابون
پر بیلون کو کہودا ہے یا پتھر کو موم کرکے سانچہ مین ڈہالا ہے کتابے اوسپر ایسے
نادر اور خوشخط کندہ ہین کہ انسان اونکو دیکہکر درود بہیجے اور کندہ کارون
کے حق مین تحسین اور آفرین کہے صورت مسجد کی یہہ ہے کہ غربی سمت مین

ایک درجہ قدیم بتخانے کا بحال ہے جسکے پاکیزہ پاکیزہ ستون اور عمدہ عمدہ خوش تراش پتھر ونیز تین تین برجیان دونون طرف اور بیچ مین بڑی برجی قایم ہے اسکی ہیبت اور ستونو نیز تصویرین جین مذہب کی جسقدر تہین وہ شہاب الدین غوری نے مسخ کر دین مگر گل کاریونکا جوبن اور بہار اور پتھر کے بیلو بوٹے جیتون کے نقش ونگار آج تک قابل دید موجود ہین اور اسی درجے کے غربی دیوار کے وسط مین وہ محراب اسلامی سنگ مرمر کی ہے جو سلطان شہاب الدین غوری نے لگائی اور اوسکے آگے جنوباً ملا ہوا اول سے دوسرا درجہ بھی قدیم اسی بتخانے کا لیکن عرض مین درجہ اول سے کمتر اور طول اور حسن عمارت مین اوس اول درجہ کے ہمسر اون دونون درجون کے آگے تیسرا درجہ مشتمل بر عمارت سنگین بڑی بڑی سات محرابون کا سلطان شمس الدین التمش نے بنوا کر ملا دیا اور بیچ کی محراب کلان کے دونون بازو نیز دو مینار سنگ سرخ قایم کئے اور چند درجے اور احاطہ دلنشین ومکانات وصحن بہت خوش ترکیبی سے ترتیب دئے طول اسکا سرکاری گز سے چار اوپر اسی گز اور عرض مع صحن کے چوڑان کے چوراسی گز بیچ کی محراب چھپن فٹ بلند اوسپر دو مینار ہین مگر برجیان میناروں کی گر گئی ہین اور بخط نسخ طغرا سلطان شمس الدین کا نام پتھر کے مرغولون پر بالاے مینار مذکور کندہ موجود ہے محیط کی دیوارین بیتیس فٹ اونچی صحن کے آگے دو دروازے آمد ورفت کے لئے بنے ہوئے ہین محمد عارض کے اہتمام سے علی احمد معمار نے اس مسجد کو بنایا ہے چونکہ یہ مسجد عالیشان بے مرمت اور ویران تھی سرکار دولتمدار نے علو ہمتی سے ہزارون روپیہ صرف کرکے سن ہجری بارہ سو ترانوے سے اسکی مرمت شروع کرائی اور چہ قریب دو سال سے اسکی مرمت باہتمام سردار بھگت سنگہ صاحب انجنیر محمد

سمار کی معرفت ہو رہی ہے مگر ابھی بہت کام باقی ہے امید کیجاتی ہے کہ
بہت جلد بخوبی تمام اسکی مرمت اختتام کو پہونچے - شہر اجمیر کے ہندو مسلمان
خواندہ ناخواندہ لوگ اس بنیاد عجیب کی حکایات غریب دل سے گڑہ گڑہ کر کہتے
تھے عقلا بھی ذہن لڑاتے تھے مگر اصل مدعا کیطرف جاہل اور قابل کسی نے
رجوع نہ کی اس مسجد کی داہنی محراب پر سورہ انا فتحنا اور سن تعمیر اور محراب یسار
پر سورہ تبارک اور وسطی کی محراب پر یہ کتبہ بخط طغراے جلی کندہ ہے -
امر بہذہ العمارت السلطان العالم العادل المعظم والخاقان الاعظم ملک الترک
شہنشاہ الاعظم مالک رقاب الامم مولی ملوک العرب الترک والعجم ظل اللہ فی العالم
شمس الدنیا والدین غیاث الاسلام والمسلمین تاج الملوک والسلاطین قامع
الکفرۃ والملحدین قاہر الظلمۃ والمشرکین ناصر الاسلام علا والدولۃ القاہرہ والملۃ
الباہرہ مالک البر والبحر سلطان الشرق المویدمن السمار المظفر علی الاعدا ابی المظفر
التمش السلطانی معشر خلیفۃ اللہ ناصر امیر المومنین اعلی اللہ فی کل شانہ واظہر
فی کل ساعۃ برزمانہ واکتبہ فی العشرین من ربیع الآخرین - اسکے آگے سن تعمیر
کندہ تہا مگر وہانکا پتہر گل کر اوکہڑ گیا اور اوتر کی محراب کے سر دل کے پاس
نام مہتمم کا یون کندہ تہا فی نوبتہ تولیتہ احمد محمد العارض اور سر دل کے پاس
نام علی احمد معمار کا بھی نقش ہے اب جس صفحہ سنگ پر نام مہتمم کا کندہ تہا اوسکو
درجہ دوم کی برجی کے اندر سمت جنوب لگا دیا ہے اور نئے اسر سے تعمیر ہونے
مسجد کی یہی دلیل کافی ہے کہ جس جگہہ کی دیوار مسجد گری ہوئی تھی وہان بہراؤ
مین بتونکی مورتین بہری ہوئی تہین بلکہ محیط کی دیوارون مین اکثر جگہہ دیوار
مین بت چنے ہوئے ہین بایں صورت آجتک اصلی حال اسکا کسیکو معلوم
نتہا امید کہ اس محنت اور جانفشانی کی داد تحسین ناظرین باتمکین دینگے اب

مرہٹہ کی عملداری سے اسمین اکثر فقیر آزاد بانوا آنکر ٹہیرنے لگے اور پنجابا شاہ
فقیر نے کسیقدر مرمت وغیرہ کرائی جب سے اس مسجد کو فقیر لوگ اڑہائی دن
کا جہونپڑا کہنے لگے ورنہ در اصل یہہ مسجد سلطان شمس الدین التمش نے تعمیر
کرائی ہے اسی بادشاہ نے مسجد قوۃ الاسلام جسکا مینار قطب صاحب کی لاٹہہ کے
نام سے واقع مہرولی شریف دہلی ہے تعمیر کی ہے اس مسجد کی محراب و مینار وغیرہ
بالکل مسجد قوت الاسلام دہلی کے مطابق ہین الغرض یہہ بادشاہ نہایت رحم
دل کمال عادل سلطان کامل مکمل خلفاء نامدار اور مریدان باوقار حضرت خواجہ
قطب الدین بختیار کاکی قدس اللہ سرہ العزیز سے اور محبوبان نظر اور منظوران
حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے تہے اور کمال اعتقاد حضرات
خواجگان چشت اہل بہشت سے انکو تہا اگرچہ بظاہر تعلق بادشاہی رکہتے تہے
لیکن دل سے فقیر اور درویش دوست تہے تمام تمام رات عبادت مین
بسر کرتے اور واسطہ کار وبار کے تکلیف اپنے غلامون کو نہین دیتے یہانتک
کہ وقت شب پانی کنوین کا اپنے ہاتہہ سے کہینچکر وضو کرتے اور روادار نتہے
کہ کسیکو اپنے نوکرون سے بے آرام کرین اور آخر شب دلق پوش ہوکر
واسطے خبرگیری رعایا کے شہر مین پہرتے فخر الملک بغدادی اور نظام الملک
دونون وزیر بادشاہ کے تہے کتاب مخبر الواصلین مین لکہا ہے کہ وقت نماز
جنازہ خواجہ قطب الدین قدس سرہ کے خواجہ ابوسعید نے فرمایا کہ حضرت
خواجہ نے وصیت کی ہے کہ امامت ہمارے جنازہ کی وہ شخص کرے جسکا ازار بند
کبہی حرام پر نہ کہلا ہووے اور نماز عصر کی سنت اور تکبیر اولی نماز فرایض کبہی
اوسنے ترک نہ کی ہو اس وصیت کو سنکر سلطان شمس الدین دیر تک خاموش
رہے تاکہ کوئی دوسرا حاضرین سے پیدا ہو اور امامت جنازہ کی کرائے

جب کوئی نہ بولا ناچار سلطان امام بنے اور کہا کہ مین یہہ چاہتا تھا کہ کوئی مہر
حال سے مطلع نہووے لیکن جب خواجہ نے ایسا حکم دیا تہا بینے چارہ ندیکھا۔
تاریخ وفات اس بادشاہ کی یہہ ہے۔

چون طشت ز بام شمس افتاد		سہ مرتبہ یار را بکن یاد

جسمین سن چہہ سو تینتیس ہجری نکلتے ہین اور یہہ قطعہ بہی سلطان موصوف
کی رحلت کا ہے۔

چو ششصد سی و سہ از سال ہجری	گذشتہ بست روز از ماہ شعبان
بشد سلطان شمس الدین التمش	بسوے جنۃ الما وا خرامان

کاتن باولی

یہہ چشمہ فیض کا اڑہائی دن کی مسجد ذکہن دروازے کے آگے کمال تحفہ بنا
ہوا ہے درجہ بدرجہ سنگ سرخ کے دالان باولی کے اندر ہین پانی اس چشمہ
کا صاف و شیرین و سبک اسقدر کہ اگر بہوکا پیئے تو سیر ہو جاوے اور شکم سیر
پیئے تو اوسکو فوراً بہوک لگ آوے تواریخ کی کتابون سے یہہ معلوم نہین ہوتا
کہ اس چشمے کو کس نے بنایا مگر زبانی بعضے بڈہونکے یہہ سنّے مین آیا کہ ایک
بڑہیا یہان بیٹہکر سوت کاتا کرتی تہی اتفاقاً کسی بادشاہ کی سواری اسطرف
ہوکر جو نکلی بڑہیا نے اوٹہکر سوت کی آنٹی بادشاہ کو نذر گزرانی بادشاہ
نے سواری ٹہراکر دریافت کیا کہ کیا حاجت رکہتی ہے جواب دیا کہ یہہ آرزو
اور تمنا رکہتی ہون کہ ایک مسجد اور باولی بنواؤن تاکہ دنیا مین مجہہ گمنام
کا نام باقی رہے بادشاہ نے التجا اوسکی قبول کی یہہ باولی اور مسجد بنوادی
چنانچہ باولی کے اوپر سمت شرق ابتک وہ مسجد سنگین قدیم قائم ہے جو بدانستہ

رائم وہ بادشاہ شمس الدین التمش تہا جسنے یہہ باولی بڑہیا کو بنوادی کسلئے
کہ اس تعمیر کو اڑہائی دن کی مسجد کے ساتہہ کمال مناسبت ہے جیسے اوسمین
کندہ کاری کے ستون لگے ہوئے ہین اوسیقدر اسمین ہین اور ستونون
مین بہی جسقدر ہتونکی صورتین تہین مسخ کی ہوئی ہین سوا اسکے جس خط مین
احادیث اڑہائی دن کی مسجد کے شرقی دروازہ مین کندہ ہین اوسیطرح
اس مسجد کی محراب پر کندہ ہے اور باولی کے ستون بہی درجہ بدرجہ کندہ
کاری کئے ہوئے ہین ایسی خوش انداز اور سہاونی باولی اس شہر مین
دوسری نہین ہے خدا بانی عمارت کو مستغرق بحر رحمت کرے اور اس نیکبخت
بڑہیا کو غرق دریاے مغفرت ؛

شمسی حمام

یہہ حمام اور باغ اڑہائی دن کی مسجد کے متصل جنوبی سمت کو واقع ہے مسجد
موصوف کے ساتہہ سلطان شمس الدین التمش نے اسکو بنا کیا تہا اب اوس
باغ کے قطعہ مین تو حویلیان بن گئی ہین اور حمام بہی ٹوٹ پہوٹ گیا صرف
ایک درجا اوسکا باقی رہگیا ہے ؛

بہاٹ باولی

یہہ باولی زمانہ گزشتہ مین کسی راجہ کے بہاٹ نے بنوائی تہی اگرچہ بعضے لوگ
اسکو پرتہی راج کے بہاٹ کی تعمیر کرائی ہوئی کہتے ہین لیکن وہ باولی اجمیر کے
باہر شرقی سمت چاند باولی کے نام سے معروف ہے اب ایک فقیر نانک پنتھی
یہانپر رہتا ہے باولی کے پاس درختان انبہ و باغچہ لگا ہوا ہے مکان بہی

اس جگہہ پختہ پختہ چونے اور گچ کے دولتمندون نے بنوا دیئے ہین اندر کوٹ
مین یہہ مقام بہی پر فضا اور دلکشا ہے ؛

مسجد کیسوخان

اندر کوٹ کے غربی تارا گڑہ کے راستہ پر یہہ مسجد قلندری واقع ہے مسجد
کے دکہن باولی سنگین بنی ہوئی ہے قریب اوسکے حوض پختہ بنا ہوا تہا اب
بہی کچہہ کچہہ نشان حوض کا باقی ہے کسی وقت مین یہان باغچہ لگا ہوا تہا مگر اب
سواے چونہ کے ڈہیر اور ایک کہنڈر کے جسکی وضع حمام کی سی ہے نہ باغ ہے
نہ حوض ہے صرف باولی اور مسجد موجود ہے یا درختان انبہ ہین مسجد کی
محراب مین سنگ مرمر کی لوح پر یہہ اشعار کندہ ہین

بعہد حضرت شاہ فلک قدر	پناہ دین احمد ظل یزدان
جلال الدین محمد شاہ اکبر	سکندر حشمت و دارای دوران
بہمین ہمت خان حسن خلق	سپہر جود کیسوخان عمران
ز ہجرت نہصد و ہفتاد و شش بود	کہ شد تعمیر این سقاے میران

کتبہ الراجی درویش محمد حاجی ؛

فصل تیسری

آناساگر

اس تالاب کی بنا کو کچہہ کم آٹہہ سو برس ہوئے آنا دیو نے جو بعد سارنگ دیو
کے مالک راج اجمیر کا ہوا اس تالاب کا باندہ بندہوا کر نام اسکا اپنے نام پر

رکھا موسم بارش مین دور اسکا چھہ میل سے زاید ہو جاتا ہے لمبہ سو گز تک
پال تالاب کا طول اور سو گز عرض ہے سن عیسوی اٹھارہ سو چالیس مین
اجیپال کے پہاڑ کا پانی کاٹ کر سرکار دولتمدار نے آناساگر مین ڈالا جس سے
اب پانی تالاب مذکور مین بافراط رہتا ہے اس تالاب کے شرقی اور جنوبی کنارہ
پر بہت عمدہ گہاٹ اور باغات معمرہ رئیسان شہر جو اونہون نے ایام قحط سالی
سمت ۱۹۰۵ مین واسطے رفاہ غربا و مساکین کے طیار کرائی موجود ہین کنارہ کے
باغ بہت آراستہ و پیراستہ ہین یہان عجب طرح کی کیفیت تمام ہر صبح و
شام حاصل ہے تالاب کے کنارے کہین سبزہ کی لہک پہولونکی مہک ہے
کسی باغ مین بیلا چنبیلی ہو رہا ہے تو کسی مین جوہی کیتکی کیوڑا ہے اگر ایک تختہ مین
لالہ زار ہے تو دوسرے مین نافرمان اور ہزارے کی بہار ہے کسی مین سرو
کہڑے ہین سبزہ نو دمیدہ سے فرش زمردین بچھہ رہا ہے کسی مین نہرین جاری
ہین جانوران خوش نوا کا شور ہے مزا دے رہا ہے اس تختہ مین رنگ برنگ
کی عباسی ڈہنڈہی تو اوسمین گل مہندی قسم قسم کے رنگ کی چھپی اس مین زگمت
گل کا ڈہنڈہا پن ہے تو اوسمین بہی ہر چمن پر جوبن ہے اگر پوری صفت انکی
لکھون تو یہہ فصل گلستان ہوجاوے الغرض اسی تالاب سے ساگرمتی ندی
نکلکر سرستی ندی سے جو بوال کے پہاڑ سے نکلی ہے پیسانگن کے پاس ملگئی ہے
یہان سے ان دونونکو دریاے لونی کہتے ہین جو علاقہ جودہپور مین ہوتی
ہوئی رن کچھہ مین غایب ہوگئی ہے ان دونون ندیون مین تہوڑا بہت
پانی ہمیشہ بہتا ہے لیکن کچہہ زراعت کی آبپاشی کو کفایت نہین کرتا۔ مگر ساگرمتی
ندی مین متصل موضع ڈومارہ جسکو بن گیلن کہتے ہین تا بہ مواضعات اشبہ
مسینہ جاگیر درگاہ خربوزہ خوشرنگ و شیرین بکثرت پیدا ہوتا ہے اور نام

نہاد بہانو تہ مشہور ہے ٭

دولتخانہ شاہجہان

یہہ تعمیر دلپذیر لب دریا یعنے آناساگر کے شرقی باندہ پر شہر اجمیر کے شمالی نہایت
خوبصورت اور پاکیزہ سنگ مرمر کی بنی ہوئی ہے مکانات دلکشا و ایوانات
دلربا سنگ مرمر کے متصل متصل ایک دوسرے سے ہین وسط کی بارہ دری کا
توکیا کہنا جو شاہجہان جیسے بادشاہ کی نشست گاہ ہو جو وضع قلعہ دہلی مین
دیوان خاص کی ہے وہی وضع اسکی ہے اسمین اوسمین صرف طول و عرض
کا فرق ہے کہ یہہ اوس سے کمتر ورنہ حسن عمارت مین تو اوس سے ہمسر ہے
اگرچہ زمانہ ماضی مین ہر ایک ایوان کے آگے چمن اور گلشن تہے نہرین جاری
تہین فوارے چلتے تہے لیکن نخلبند قدرت کے ارادے مین جو اون چمنون
کی بہار کو سرسبزی دینی منظور نتہی بلکہ خزان اونکی منظور تہی کہ مرہٹہ کی عملداری
مین بسبب ضعف سلطنت وہ سب کیفیت اور بہار خاک مین ملگئی صرف
درختان انبہ اور مولسری کے یا شہ نشین سنگ مرمر کے اون چمنونکی جگہہ
باقی ہین مگر جا در آب کیطرف جو ایوان تہا اور اب وہ صاحب ڈپٹی کمشنر
بہادر کی آرامگاہ کا بنگلہ ہے اوسکے آگے چمن بدستور قایم وسط کے ایوان
رفیع الشان کے روبرو ایک حمام سنگ مرمر کا کمال خوش قطع بنا ہوا ہے
نظر باغ کے آگے پائین باغ کے زینے سے ملحق سر نہر بنگلہ سنگ مرمر کا جالیدار
بہت نفیس بنا ہوا تہا اوس بنگلہ مین خزانہ سرکاری رہا کرتا تہا مگر بسبب جالیون
کے مکان جیسا چاہیے ویسا محفوظ نہوگا شاید اسی وجہ سے سرکار نے اوسکو
نیلام کرکے بجاے اوسکے مکان محکم خزانہ کیواسطے بنا گیا پائین باغ جسکو

اب دولت باغ کہتے ہین سب سے زیادہ مشہور اور نامی اس دولتخانہ مین ہے اس باغ مین آنب جامن مولسری کیلے شریفے نارنگی وغیرہ کے درخت اس کثرت سے تہے کہ دنکو آفتاب نظر نہین آتا تہا اور آبریزی کے باعث اقسام کے پودے بیشتر پیدا ہوتے تہے کرنیل ڈکسن صاحب بہادر مرحوم سابق کمشنر اجمیر کی احداث باغات مین کہ یہہ امر موجب ترقی و رونق شہر کا ہے از حد توجہہ تہی کل سرکاری اور رؤسا شہر کے باغات مین اکثر پودے ہر قسم کے درختونکے اسی باغ سے جاتے تہے مگر صاحب موصوف کے انتقال کے بعد وہ درخت اکثر کاٹے گئے اب اوس باغ کے پہر نصیب کہلے کہ حکام عالیمقام نے توجہ فرما کر باغ کو رونق بخشی اور قرار واقعی پہر اوسکی غور و پرداخت ہونے لگی روشونکے کنارے دو رویہ سرو و شمشاد کے درخت نصب کرائے طرح طرح کی پہلواریونسے تختے لہلہاتے باغ کے بیچ مین سنگ مرمر کا حوض مربع پانی سے بہرا ہوا سنگ مرمر کا فوارہ لگا ہوا حوض کے کنارونپر اور باغ کی روشون مین قطار در قطار گملے پہولون سے بہرے ہوئے رکہے ہوئے بہار تازہ دیتے ہین **ابیات**

سرو شمشاد جہومتے ہین کہڑے
بلبلین شاخ گل پہ نغمہ سرا
لالہ و گل کہلے چمن بہ چمن
شاخین سنبل کی یون بگردِ گل
یون لب نہر پر ہے سبزہ تر
شاخ ہر نخل میوہ سے پربار
قمریان کہہ رہی ہین کوکوکو
دیکہہ عالم یہہ کو کلا وہان کا

دار بستون پہ تاک مست پڑے
نغمہ زن قمری چمن پیرا
نرگس شوخ چشم چشمک زن
عارض گلرخان پہ جون کاکل
سبزہ جس رنگ لعل خوبان پہ
نونہالون تلک مین برخوردار
کہتی کویل کہ پی کہان ہے تو
قطعہ پڑہتی ہے یہہ گلستان کا

روضۂ ہا پر ثمر ہا سلسال	دوحۂ مجمع طیر ہا موزون
آن پر از لالہائے رنگا رنگ	وین پر از میوہائے گوناگون
باد در سایۂ درختانش	گسترانید فرش بوقلمون

فی الواقع پہلے نخلستان تہا اب باغ و بوستان ہو گیا یہہ دولتخانہ شہاب الدین محمد شاہجہان بادشاہ نے قبل از جلوس تعمیر کرایا تہا ؂

سہیلی بازار

دولتخانہ کے پائین باغ کے متصل یہہ سہیلی بازار جسے سہیلی اکبر بادشاہ کا بنوایا ہوا ہے دو رویہ دوکانین لداؤ کی بنی ہوئی ہین بازار کے روبرو نہرین جاری تہین چمن لگا ہوا تہا اب نہ وہ نہرین رہین نہ چمن مگر عمارت محکم چونے اور گچ کی بنی ہوئی ابتک موجود ہے عقب بازار کے شاہی وقت کی نہر پختہ پر حوض بنے ہوئے تہے اوسوقت مین چادر کا پانی اون حوضون مین ہو کر گزرتا تہا اور وہان بدرجہ دوم چادر کی کیفیت تہی جیساکہ مہرولی مین دہلی کے متصل خواجہ صاحب کا جھرنا اور حوض ہے اوسی کے موافق یہہ بہی بنے ہوئے تہے اب وہ سب مسمار ہو گئے کچھ نشان باقی ہین ؂

سدابہار پہاڑی

یہہ پہاڑی تالاب آناساگر کے شرقی اور دولت خانہ کے جنوبی واقع ہے چونکہ اسکے اوپر سعد و چلے اور مکانات پر فضا بنے ہوئے ہین اسلئے ہر ایک کا بیان علحدہ علحدہ رقم کیا جاتا ہے تاکہ ناظرین کتاب کو ہر ایک کا حال مفصل معلوم ہو جاوے ؂

چلہ حضرت خواجہ معین الدین

یہہ چلہ سدا بہار پہاڑی کے بیچ مین گھاٹی کے اوپر نہایت لطیف بنا ہوا ہے
جب خلاصہ عارفین حضرت خواجہ معین الدین چشتی قدس سرہ اجمیر مین تشریف
لائے تھے تو پہلے پہل اسی مقام کو پسند فرما کر گوشہ نشینی اختیار فرمائی تھی
پہاڑی کے اندر ایک گنبد بنا ہوا ہے اندر گنبد کے ایک تخت سنگی جسپر بیٹھکر
آپ یاد آلہی مین مشغول رہتے رکھا ہوا ہے سن ہجری ایک ہزار سینتیس
مین مہابت خان صوبہ اجمیر کے شقدار دولت خان نے روبرو چلہ کے ایک
محوطہ سنگین بنواکر دروازہ کے اوپر یہہ اشعار کندہ کرادئے ہ

بزمان شہ رفیع القدر	حامی شرع دین شہاب الدین
رونق عدل وجود داد جہان	کہ بناز دار زمان و زمین
گشت والی صوبہ اجمیر	خانخانان بعزت و تمکین
پاک دین پاک باز دولتخان	بود شقدار او برسم امین
ساختہ این مکان چلہ چشت	تا بود یادگار او بزمین
سال تاریخ طالبی گفتا	سی و ہفت و ہزار بود سنین

اس تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ شاہجہان بادشاہ کے سال اول جلوس
مین صوبہ دار اجمیر کا مہابت خان خانخانان تہا چلہ کے اندر باہر کثرت مزار
سے ایک شہر خموشان بستا ہے ہ

چلہ سالار غازی

اسی پہاڑی کی چوٹی پر ایک چبوترہ سنگ سرخ کا جسپر گنبد سنگین بنا ہوا ہے اندر گنبد

کے ایک قبر سنگ مرمر کی اور سرہانے اوسکے ایک چوکی سنگ مرمر کی بکمال خوشنما ہے واللہ اعلم بالصواب اسمین کون بزرگ مدفون ہین مگر یہہ مقام سالار غازی کے چلہ کے نام سے مشہور ہے۔ سالار غازی جنکی درگاہ بہرایچ ملک اودہ مین واقع ہے اکیسوین تاریخ شعبان کی اتوار کے روز سن ہجری چارسو پانچ مین بمقام اجمیر پیدا ہوئی اور چودہوین تاریخ رجب کی جمعہ کے روز سن ہجری چارسو چوبیس مین شہید ہوئے تاریخ تولد اور وفات سالار مسعود غازی کی یہہ ہے۔

محبوب خدا کہ بود امیر مسعود		در چہار صد و چہار آمد بوجود
چون مدت بست در چہارش افزود		در چار صد و بست و چہار رحلت فرمود

واضح ہو کہ سن ہجری تین سو ترانوے مین سلطان محمود غزنوی نے قلعہ اجمیر کو مفتوح کیا راجہ بیر بلیندیو تو ہنگام تحفظ اجمیر بمقابلہ سلطان مذکور قتل ہوا اور اوسکے بیٹے بسلدیو نے بعد شکست پانے کے مسلمان ہوکر کالک جو بنیر علاقہ جیپور کے پہاڑ پر سکونت اور گوشہ نشینی اختیار کی سلطان محمود نے سالار ساہو کو جو سالار غازی کے باپ تھے اور سلطان محمود کی بہن کی اونکے ساتھ شادی ہوئی تھی اجمیر کا حاکم کیا اوسی عرصہ مین سالار غازی پیدا ہوئے جب سن تمیز کو پہونچے اس مقام کو پسند کرکے چلہ گاہ مقرر کیا اس گنبد کی بنا کو نوسو برس کے قریب عرصہ ہوا عجب دلچسپ اور پر فضا مقام ہے کہ اگر آدمی تمام عمر یہان بیٹھا رہے تب بھی یہان کی سیر سے سیر نہو جاوے ہر نظر جاوے بہار تازہ نظر آوے *

شادی دیو

شادی دیو کا حال کتاب مونس الارواح مین اسطرح لکھا ہے کہ یہہ جن خواجہ صاحب کے ہاتھہ سے مسلمان ہوا ہے بعد مسلمان کرنے کے خواجہ صاحب نے اسکا نام شادی رکھا تھا چنانچہ مفصل حال اسکا باب چہارم کی دوسری فصل مین لکھا گیا ہے یہہ مقام اوسکے نام سے مشہور ہے اکثر ہنود اس مقام کی پرستش کو آتے ہین نذر بھینٹ چڑہاتے ہین طرفہ تر یہہ کہ پوجاری اس مقام کا مسلمان فقیر ہے گنبد پختہ کے اندر ایک بڑا پتھر ترشا ہوا چکر کے طور کا بشکل کنگن رکھا ہوا ہے عوام کا قول ہے کہ اس چکر کو اجے پال جوگی نے خواجہ صاحب پر جادو کے زور سے پھینکا تھا واللہ اعلم بالصواب گنبد کے غربی فرش سنگ سرخ کا اور ایک دالان سنگین بنا ہوا ہے متصل اوسکے ایک حوض پختہ ہے جسمین بارہ مہینے پانی رہتا ہے ٭

قطب صاحب کا چلہ

اسی پہاڑ کے شرقی کمر کوہ مین قدوۃ السالکین حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی علیہ الرحمۃ کا چلہ بنا ہوا ہے خواجہ موصوف مرید و خلیفہ خواجہ معین الدین چشتی کے تہے جب اجمیر مین آتے تہے اس مقام پر عبادت الٰہی مین مصروف رہتے چلہ کے صحن مین بدرجہ اول ایک مسجد پختہ تین در کی جسکا گنبد لداؤ کا بنا ہوا ہے مولانا شمس الدین مرید مولوی فخر الدین صاحب دہلوی نے سن ہجری گیارہ سو نوے مین بنا کر دارین مین نیکنامی لی اگرچہ مسجد کی محراب پر قطعہ تاریخ لکھا ہوا تہا مگر اکثر لفظ کتبہ کے فرسودہ ہو گئے ہین صرف نام بانی مسجد کا اور یہہ شعر تاریخی بدشواری تمام پڑہا گیا ؎

از پئے تاریخ سالش ہاتف از رو نوید	داد پاسخ گو مورخ ذکر ہو رب مجید

اس تاریخ سے سن ہجری گیارہ سو نوے نکلتے ہین جلیہ کے نیچے صحن مین بدرجہ دوم ایک محوطہ پختہ بنا ہوا ہے اوسکے اندر محمد شاہ خان کی قبر ہے جو نواب امیر خان والی ٹونک کے رفیقون مین تھا محوطے کے غربی ایک مسجد پانچ در کی محمود خان نایب محمد شاہ خان نے سن ہجری بارہ سو اونتالیس مین بنا کی احاطہ کے دروازہ پر سنگ مرمر کی لوح مین یہہ کتبہ کندہ ہے ٭ اللہ اکبر

بنا کرد محمود عالی نگاہ		مزار محمد شہ دین پناہ		
زتاریخ تعمیر گوید لطیف		زہے مقبرہ مسجد و خانقاہ ۱۲۳۹ھ		

تاریخ بارہوین ربیع الاول سے چودہوین تک یہان میلہ ہوتا ہے اکثر زن و مرد آتے ہین بہتیرے چوکیان بہرتے ہین نذرین چڑہاتے ہین متصل اسکے دولتخانہ ہے جسکا ذکر اوپر ہو چکا ہے ٭

فصل چوتھی

تالاب بیسلہ اور تعمیرات شرقی شہر اجمیر کے بیان مین

فیل سنگ

شہر اجمیر کے شرقی گوشہ مین بیرون شہر پناہ اکبری محل معروف بہ میگزین کے قریب جو سڑک حوالی شہر کی ہے عین سڑک کے کنارے باڑیونکے کہیت مین زیر درخت پیپل ایک پتہر کا ہاتی کہ عوام ہندو اوسکو بھیرون جی کہتے ہین اور اپنی حاجات دنیاوی اوس سے مانگتے ہین بنا ہوا ہے یہہ ہاتی سنگ خارا کا ہے اسکی سونڈ اور کان کسی شخص نے زمانہ سابق مین توڑ ڈالے ہین نشان باقی ہے ہاتی پر سیندور اور تیل انہین عامی لوگونکا لگایا ہوا ہے البتہ سب نشانات

ہاتھہ پاؤن وغیرہ کے بہت درست موجود ہین اور پشت اوسکی جون کی تون
بیٹھی ہوئی ہاتی کے انداز پر بنی ہوئی ہے اصل اوسکی صرف اسقدر ہے کہ
اس کھیت مین پہلے تو کئی فٹ اونچا یہہ پتھر اسی نواح کے پہاڑ کا ہے جو زیر
زمین سے نکلا ہوا تھا اوسی کو تراش کر جہانگیر بادشاہ کے عہد مین کہ اوسوقت
سن ہجری ایک ہزار بائیس تھے یہہ ہاتی بنایا گیا چنانچہ ہاتی کے پہلوے راست
پر یہہ شعر بخط نستعلیق کندہ ہے ؎

این کوہ پارہ فیل جہانگیر بادشاہ		تاریخ فیل سنگ شد از حکمت الٰہ

مصرع ثانی اسکا پوری تاریخ ہے ہرچند یہہ پتھر کا ہاتی کچھہ عمدہ چیز نہین ہے
مگر چونکہ ایک یادگار ہے ذکر اسکا درج کتاب کیا گیا ؎

سورج کنڈ

یہہ کنڈ واسطے نفع عام کے مدار دروازہ کے روبرو ۱۸۵۴ع مین کرنیل
ڈکسن صاحب مرحوم سابق کمشنر اجمیر نے تعمیر کرایا ساخت اسکی نہایت خوشنما
تعمیر کا نقشہ ہے جدا جدا چارو نطرف کنڈ کے اوپر خوبصورت خوبصورت بارہ دریان
بنی ہوئی ہین غرب رو دروازہ سنگ مرمر کا استوار نہایت شاندار جسپر
ستھری نشست گاہین تعمیر مین حفیظ نامی ایک معمار تھا جسکی تدبیر
سے یہہ کنڈ طیار ہوا اگرچہ ایک دروازہ شمالی رو بہی اس کنڈ کا بنا ہوا ہے
مگر بیشتر آمد و رفت خاص و عام کی اسی دروازہ سے ہے کنڈ کے جنوبی
لب سڑک بازار کونڈس صاحب سابق ڈپٹی کمشنر اجمیر کا تعمیر کرایا ہوا کوٹڑا
پورہ کے نام سے معروف ہے ہر قسم کے دوکاندار اسمین بیٹھے ہین سودا
بیچتے ہین اب مالک دوکانات نے ہر ایک دوکان کے روبرو چبوترہ نہر

برآمدے بنوائے ہین جس سے حسن بازار دوچند ہوگیا انتہاے بازار پر
سمت شرق سراے پختہ نواب فیض اللہ خان بنگش کی بنوائی ہوئی نہایت
استوار و محکم تہی مگر سن اٹہارہ سو چہتر عیسوی مین بسبب زیر آمد اسٹیشن
ریل کے کہد گئی ؛

مسجد سرا

یہہ مسجد خوشنما قطع سراے سابق کے دروازہ کے روبرو سن ہجری بارہ سو
اونسٹھ مین میر سعادت علی سابق میر منشی ایجنٹی راجپوتانہ نے بناکر کے دنیا
مین نام اور عقبیٰ کا کام کیا ایک چاہ پختہ مسجد سے ملحق سمت جنوب بنا ہوا ہے
مسجد کی محراب پر سنگ مرمر کی لوح مین بخط طغرا یہہ قطع تاریخ کندہ ہے

میر سعادت علی کرد در اجمیر طرح	مسجد و چاہے کہ ہست از چشمۂ آب بقا
آنکہ از باقر علی تا بہ علی میرسد	حلقہ بحلقہ بہم سلسلہ اش مرحبا
ساختہ شد این مکان کرد بدل اجر آن	از رہ صدق و صفا نذر رسول خدا
از پئے این سال نیک گفت ہمایون سروش	چشمۂ زمزم صفت مسجد کعبہ بنا

کتبہ میر جلال الدین مرصع رقم سن بارہ سو اونتر ہجری اب مسجد کے روبرو
بسبب تعمیر ہونے اسٹیشن ریلوے کے بہت رونق اور گلزاری ہوگئی ہے
اور ہوتی جاتی ہے قریب اسکے پہلے چشتی چمن تہا اب چشتی چمن کٹ کر اوسمقام
پر سراے پختہ سرکار درگاہ کیطرف سے بہت خوشنما تعمیر ہوگئی ہے اسکی لاگت
مین تخمیناً چالیس ہزار روپیہ سرمایہ درگاہ شریف کا صرف ہوا ہے ؛

مقبرہ عبد اللہ خان

نام انکا سید میان اور لقب شاہی عبد اللہ خان بارہ کے سیدون مین کمال دلاور اور بڑے بہادر تھے فرخ سیر بادشاہ کے عہد سلطنت مین وزیر تھے پنجہزاری منصب رکہتے تھے سیر المتاخرین مین حال انکا مفصل لکہا ہوا ہے الغرض سید میان نے اپنی حیات مین اسمقام پر ایک باغ مع مسجد کے سن ہجری گیارہ سو پندرہ مین دانش خواجہ سرا کے اہتمام سے بنوایا اور آنا ساگر کی نہر ہزار ہا روپیہ صرف کر کے باغ مین ڈالی تہوڑے عرصہ کے بعد منزل عدم کی راہ لی وسط باغ مین دفن کیے گئے سن ہجری گیارہ سو بائیس مین امیر الامرا سید حسین علیخان امیر الامرا فرخ سیر بادشاہ دہلی نے جو سید میان کا خلف الرشید تہا سنگ مرمر کا مقبرہ ہدایت اللہ خواجہ سرا کے اہتمام سے سید میان کی قبر پر تعمیر کرایا یہہ کتبہ مقبرہ کی محراب جنوبی پر بخط نستعلیق کندہ ہے ٭ ہو الغفور الرحیم

امیر عادل عبد اللہ خان عالیشان	چو رخت بست ز دار فنا بدار جنان
حسین خلق علی جود نیر تابان	کہ ہست حسین علیخان باتفاق جہان
دیانت آئین یعنے ہدایت اللہ را	اشارہ کرد ز ابروے حکم لطف نشان
کہ بہر سید شاہی لقب بہشت نشین	بنا کند چو فلک روضۂ علو الشان
سروش غیب ز سال بنائے اشرف او	بگفت روضۂ عالی بگوش دل پنہان

یہہ مقبرہ خوشنما اور محکم بنا ہوا ہے پہلے مقبرہ کی چاردیواری کے اندر بہت نفیس باغ تہا اب اوس باغ کا تو نشان بہی باقی نہین ہے مگر مقبرہ کے غربی جو سنگین مسجد بنی ہوئی ہے اوسکے کتبہ سے ظاہر ہے کہ یہان باغ بہی تہا چنانچہ مسجد کی محراب پر بخط نستعلیق یہہ کتبہ کندہ موجود ہے ٭

از اہتمام دانش تعمیر این مکان	آراستہ بروے زمین باد جاودان
باغے و مسجدیست نشان از چنین جہان	تاریخ این بنائے نکو روضۂ جنان

اس مسجد کے صحن مین بہت پاکیزہ فرش سنگ مرمر کا بنا ہوا ہے مسجد کے ہم پہلو دو
حجرے واسطے عبادت اور وظیفہ وظایف کے بنے ہوئے ہین ۔ سید میان کے
مقبرہ کی چار دیواری کے اندر ایک چبوترہ سنگ مرمر کا بہت پاکیزہ ونفیس
دس گز طول وعرض کا بنا ہوا ہے اوسپر ایک محوطہ سنگ مرمر کا جالیدار ہے
اسمین عبد اللہ خان کی بیوی دفن ہین جسقدر خوش اسلوب اور نازک یہہ
محوطہ بنا ہوا ہے اوسیقدر مضبوط بھی ہے گرد ان مقبرون کے پختہ چار دیواری
کھینچی ہوئی ہے دو دروازے چار دیواری کے ہین مگر ایک دروازہ نہایت
شاندار سنگ مرمر کا سمت شمال ہے جسکی محراب پر اللہ باقی من کل فانی اور
سن ہجری گیارہ سو ستائیس سن چار جلوس فرخ سیر بادشاہ غازی کندہ ہے
ابتداے عملداری سرکار انگریزی مین یہان جیلخانہ تھا اور بعد تعمیر جیلخانہ جدید
کے عرصہ تک زراعت ہوتی رہی اب بسبب ٹوٹ جانے سراے قدیم کے یہان سرا ہو گئی ہے

مزار مدار شاہ مجذوب

یہہ بزرگ روشن شاہ کے مرید تھے اور وہ ہمیشہ گنگوانہ مین جو اجمیر شریف سے
چار یا ساڑہے چار کوس کے فاصلہ پر ہے رہا کرتے تھے وہ بھی درویش کامل تھے
اور یہہ بھی مجذوب زبردست ہوئے اکثر لوگ انکے دیکھنے والے انکی کرامات
کے قایل ہین قریب المرگ اسی درخت کے نیچے جو اب آپکے مزار کے گرد قدرت
الٰہی سے گنبد بن رہا ہے اور پہلے خشک تھا جب نشست ٹھری تو قدرت خدا کی وہ جال
کا درخت سرسبز ہو گیا یہانتک کہ شاخین اوسکی زمین سے لگ گئین بعد انتقال اسی
جگہہ دفن کیے گئے اکثر لوگ انکی قبر پر جاتے ہین نذرین چڑہاتے ہین ؎

جو بقا اپنی فنا سمجھے وہ دکھہ بھرتے نہیں
مرتے جو زندگی مین وہ کبھی مرتے ہین

مقبرہ حسین علیخان

یہہ مقبرہ عبد اللہ خان کے مقبرہ کے غربی فصیل شہر کے قریب امیر الامرا سید حسین علیخان فرخ سیر بادشاہ کے وزیر کا ہے اسکی بنا کو تخمیناً ڈیڑہ سو برس گذرے تاریخ چھٹی ذوالحجہ سن ہجری گیارہ سو بتیس مین میر حیدر کے ہاتہہ سے نواح فتحپور قریب آگرہ شہید ہوئے اگرچہ میر حیدر نے بضرب پیش قبض ہلاک کیا مگر اونہین غیرت خان سید مغفور کے خواہرزادہ نے اوسکا بہی کام تمام کردیا واقعی دنیا دار مکافات ہے اس ہاتہہ دے اس ہاتہہ لے نواح فتحپور سیکری سے سید حسین علیخان اور غیرت خان کا جنازہ بڑے جلوس سے اجمیر مین پہونچایا گیا بعد دفن کے عمارت عالیشان بنا کی گئی اب تعویذ مزار تک ندارد ہے اور مقبرہ کی یہہ صورت ہے کہ چارون طرف سے در بند کرکے بطور کوٹھی کے بنالیا ہے پہلے گورنمنٹ کالج اسمین تہا اور اب ہ ب لوگ بکرایہ رہتے ہین *

تالاب بیسلہ

یہہ تالاب اسٹیشن ریلوے کے قریب جس جگہہ سرا گھد کرا اسٹیشن بنایا گیا ہے اجمیر کے شرقی راجہ بیسلدیو نے بنایا ہے تواریخون سے ثابت ہے کہ اس تالاب کے گرد صدہا بتخانے تہے پہلے تو سلطان محمود غزنوی کے وقت مین وہ مسمار ہوئے اور دوبارہ سلاطین غوری نے اونکو نیست و نابود کیا کہتے ہین کہ محیط تالاب کے بتلیان تو مرہٹہ کی عملداری تک موجود تہین اور اس حساب سے بتلیان بنائی گئین تہین کہ جسوقت بتلون کے منہہ تک پانی تالاب کا آتا سب کے سر پر سے فوارے اچہلتے تہے تالاب کا فرش بہی سنگین تہا مگر مٹی مین دب گیا

وسط تالاب کے دو ٹیلے ہین اپر راجہ کے محل بنے ہوئے تھے جہانگیر بادشاہ
نے اس تالاب پر مکانات بنوائے تھے اور اوس نے ملاقات ساتھہ سفیر جارج
اول شاہ انگلستان کے اسی مقام پر کی تہی اور ایک چیرٹ چار اسپہ اوس نے
شاہ کی نذر کیا تہا جسکو بادشاہ نے اپنے تزک مین رتھہ فرنگی کرکے لکھا ہے اور
اوسپر یہان سوار ہوئے تھے اب نہ وہ محل ہین نہ ٹیلیان نہ فرش فی الواقع جسوقت
محل بنے ہوئے ہونگے ٹیلیون کے سرپر سے فوارے چلتے ہونگے تو عجیب کیفیت
اور بہار ہوتی ہوگی اب اونکا نام ونشان بہی باقی نہین رہا دور اس تالاب
کا دو میل سے زیادہ موسم بارش مین ہوجاتا ہے اگرچہ کنارے کے گہاٹ
اکثر جگہہ سے ٹوٹ گئے ہین مگر نشان اونکے اب تک موجود اور باقی ہین یہہ
تالاب بشکل انڈے کے گول ہے ؛

شاہ مدار کا چلہ

یہہ چلہ سید بدیع الدین عرف شاہ مدار کا شہر اجمیر کے شرقی پہاڑ پر واقع ہے
اس جگہہ آپ عبادت باری مین مشغول رہتے آخر الامر بموجب فرمان حضرت
خواجہ خواجگان آپ مکن پور کو تشریف لیگئے یہہ چلہ تخمیناً سات سوفٹ بلند
پہاڑ پر بنا ہوا ہے یہان ایک گنبد پختہ اور اسکے آگے حوض پانی کا بنا ہوا ہے
حوض کے کنارے ایک چہتری جمن جتی کے جو حضرت شاہ مدار کے مرید ومین
تہا بنی ہوئی ہے تاریخ اٹھارہوین جمادی الاول کو وہان میلہ ہوتا ہے
کثرت سے خلقت جاتی ہے خصوصاً عوام ہندو مسلمان کی عورات اکثر
فقیر مداریئے جلالئے وہان آتے ہین لوگ نذرین چڑہاتے ہین منتین
اوتارتے ہین ؛

۵ یہان آپکا مزار ہے یہہ قصبہ آپکے نام سے میران کی سرائے کے نزدیک قنوج مشہور ہے ۱۲

فصل پانچوین

بذکر تعمیرات جنوبی شہر

عیدگاہ

یہہ عیدگاہ نواب میرزا چمن بیگ ولد مرزا عادل بیگ نے سن ہجری گیارہ سو ستاسی مین بنوائی ہے جنکے فرزند مرزا عزیز اللہ بیگ کی اہلیہ نے راقم کو بوجہ رشتہ ہمشیرزادگی اپنا فرزند خواندہ اور متبنی کیا ہے ایک لاکہہ روپیہ واسطے تعمیر عیدگاہ کے حضرت مولانا شمس الدین کے پاس مقام اجین سے بہجوایا تہا مولانا صاحب موصوف نے مرزا احمد علی بیگ ولد مرزا غلام محمد بیگ مرحوم احمدی شاہی کے اہتمام سے جو عاصی کے نانا ہوتے ہین عیدگاہ کو بنوایا حق تو یہہ ہے کہ اس نواح مین سو سو کوس تک ایسی باوسعت اور خوبصورت عیدگاہ دیکہنے مین نہین آئی طول اسکا ایک سو تیس گز اور عرض چالیس گز سرکاری ہے پانچ دروازے شرق رویہ مین پیش عیدگاہ اسیقدر طول اور باون گز عرض مین چار دیواری پختہ کے اندر باغچہ ہے وسط کی محراب پر سنگ مرمر کی لوح مین یہہ قطعہ تاریخ کندہ ہے ؎

شہ ملک توحید خواجہ معین	جبین پرورش سود عرش برین
ز فیضش شدہ فرد زیب جہان	یگانہ زمان فخر دین متین
ز لطف و کرم آن ولی آلہ	شدہ شمس دین نور شرع مبین
ز عونش بنا کرد این عیدگاہ	چمن بیگ از روے صدق و یقین
بتاریخ سالش خرد این بگفت	شد آراستہ معبد اہل دین

آپ مہاراجہ مادہوجی سیندہیا کیطرف سے صوبۂ مالوہ تھے لکھو کہا روپیہ تعمیر مساجد وغیرہ کار خیر مین صرف کرکے عقبیٰ کا کام کیا دنیا مین نام کیا بعد فوت کے جنازہ انکا بموجب وصیت کے اجمیر مین آیا درگاہ شریف مین سبیل کے متصل مدفون ہین قبر انکی سنگ مرمر تحفہ سے بنائی گئی لوح مزار پر یہہ مناجات کندہ ہے

بادشاہا جرم ما را درگزار	ما گنہگاریم تو آمرزگار
تو نکوکاری و ما بد کردہ ایم	جرم بے اندازہ بیحد کردہ ایم
مغفرت دارم امید از لطف تو	زانکہ خود فرمودۂ لاتقنطوا
بحر الطاف تو بے پایان بود	ناامید از رحمت شیطان بود

عبدک المعروف بالعصیان وانت المعروف بالغفران ؛

نیا کالج

اس مقام پر پہلے تو کرنیل ڈکسن صاحب نے بہت وسیع باغ کی بنا ڈالی تھی درخت بہی نصب ہوتے جاتے تھے مگر صاحب موصوف کی عمر نے وفا نہ کی یہہ باغ ناتمام رہگیا سن عیسوی اٹھارہ سو اڑسٹھہ مین اس مقام پر بنا ر کالج کی تجویز ہوئی چنانچہ تاریخ سترہوین فروری سن مذکور مین یہان صاحبان انگریز اور رؤسار اجمیر کا جلسہ ہوا سہ پہر کو بنیاد اسکی کرنیل لگنگ صاحب بہادر گورنر جنرل ایجنٹ راجپوتانہ نے اپنے دست خاص سے رکہی مکانات اسمین بمرتبہ فرحت افزا و نہایت اعلیٰ بنے ہین باغیچہ بہی پیش کالج بہت خاصا پر فضا لگا ہوا ہے ؛

املوسر

یہہ پانی کا چشمہ پہاڑ کے دامن مین سنگین بنا ہوا ہے کسی زمانہ مین چشمہ کے

اور پر سمت دکھن باغ تھا اب بھی جامن کے درخت اوس قطعہ مین موجود ہین
اس حوض کو یہانکے لوگ بڑا ملوسر کہتے ہین قریب اسکے دوسرا حوض اکتالیس
گز نمبری طول اور عرض کا نہایت خوش وضع ہے شرقی جنوبی زنانے گھاٹ
واسطے عورات کے بنے ہوئے ہین پرندہ بھی اونکو نہ دیکھہ سکے پھر آدمی کی
تو کیا مجال ہے اگرچہ اسکے بھی شرقی جنوبی طرف باغ لگے ہوئے تھے مگر اب جنوبی
باغ کا تو نشان بھی نہین ہے مگر شرقی سمت کا باغ ویران اب تک بھی موجود
ہے مسجدین پختہ اس باغ مین تین چار ہین ایک مسجد کے روبرو مربع حوض بنا
ہوا ہے مگر شکستہ حال اور خراب اکثر باغ کے تختون مین زراعت ہوتی ہے اور
بعضے قطعون مین اقسام اقسام کے درخت کھڑے ہوئے کف افسوس مل رہے ہین
نہ وہ باغ ہے نہ بہار ہے نہرونکی جگہہ پانی کے دہورے بلبل کی جگہہ بوم شوم
کا مسکن نہ چمن نہ گلشن

جہان رقص کرتے تھے طاؤس باغ		ہین اب بولتے اون منڈیرو نپہ زاغ

ان حوضون کی بنا کا حال کسی تواریخ مین راقم کی نظر سے نہین گزرا مگر بوڑہے
بوڑہے آدمیونکی زبانی ایسا معلوم ہوا کہ ملوخان اور مولاخان کے بنائے
ہوئے ہین اور ان حوضون سے ایک کا نام ملوسر اور دوسرے کا نام مولاسر ہے
مگر میری راے مین یہہ دونون حوض باپ بیٹون کے جسکا نام ملو اقبال خان
اور بیٹے کا نام ملوخان تھا جسنے بعد زوال سلطنت خلجیہ کے اپنا لقب سلطان
قادر کیا تھا بنوائے ہین بلکہ عرصہ تک ملوخان سلطان محمود خلجی کیطرف سے
حاکم اجمیر کا اور بعد فوت سلطان موصوف کے بطور خود حکمران رہا ہے اور
اسی جگہہ فوت ہوا آیندہ العلم عند اللہ۔ عشرہ محرم کے روز ان حوضون پر
خلقت کا بڑا اژدحام ہوتا ہے اکثر تعزیہ دار اپنے اپنے تعزیون کو اسیجگہہ

سیراب کرتے ہین مگر خدامون کے تعزئے بڑے جلوس اور روشنی سے قریب پچھلی رات کے یہان پہونچتے ہین اور دفن کئے جاتے ہین اگرچہ تمام دن عشرہ کے یہان خلقت کا انبوہ رہتا ہے لیکن شب کو بڑی دہوم دہام ہوتی ہے

سیسہ کی کان

شہر پناہ اجمیر کے قریب سیسہ کی کان بہت دور تک پہاڑ کے اندر بطور کہوہ کے چلی گئی ہے بعض جگہہ کان کے اندر پانی کے ڈبرے بھرے ہوئے ہین عجب تر کیفیت یہہ ہے کہ جیٹھہ بیساکہہ کے مہینے ہین کان کے اندر سردی کا سا موسم رہتا ہے اگر گرمی کا مارا ہوا کان ہین چلا جاوے تو فوراً جسم خنک ہو جاوے بلکہ تہوڑی دیر کے بعد بسبب سردی کے بدن کانپنے لگے موسم گرما ہین اکثر لوگ وہان جاکر سردی کا لطف اوٹہاتے ہین پانی بہی یہان کا نہایت سرد ہوتا ہے مگر یہہ مقام جیسا گرمی کے موسم ہین سرد رہتا ہے اوسیقدر سردی کے موسم ہین گرم پہلے منون سیسہ روزمرہ نکلتا تہا اب عرصہ سے سرکار نے بند کرا دیا ہے یہہ جگہہ بہی قابل دید ہے ‪:‬

بڑے پیر صاحب کا چلہ

یہہ مقام فرحت افزا پہاڑ کے اوپر واقع ہے وجہ تسمیہ اسکی یون ہے کہ ایک شخص سید سونٹہا نام قوم کا سید بغداد شریف سے غالباً درگاہ حضرت پیران پیر قدس اللہ سرہ العزیز کی اینٹ اوٹہا لایا تہا قریب مرنے کے لوگون سے یہہ وصیت کی کہ بعد میرے اس خشت کو تعویذ قبر ہین لگا دینا یہہ وصیت کرکے سید مذکور فوت ہو گیا لوگون نے بموجب وصیت کے عمل کیا یعنے اوس

خشت کو قبر مین چن دیا شدہ شدہ یہ مقام حضرت محبوب سبحانی کے چلہ کے نام سے مشہور ہوگیا پہلے نواب جمشید خان مرحوم نے جو نواب امیر خان والی ٹونک کے رفیقون مین تھا شمال رو دالان دو درجے کے بنا کر رونق اسکی دوچند کردی بعد اسکے شیخ اصغر علی نے جو اس چلہ کے متولی تھے اور کار خیر مین انکی ہمت بہت مصروف تھی گنبد اور مسجد اور صحن پختہ بنوایا چونکہ یہ مقام بلندی پہاڑ پر واقع ہے بسبب نہونے چشمہ اور حوض کے خلقت کو نہایت تکلیف ہوتی تھی اس جہت سے حکیم ارشاد علی جاگیردار نے جو اس چلہ کے متولی ہین قریب دروازہ کے بہت ستھرا پختہ حوض خوشنما اور دالان پر فضا اور چند دروازے اور صحن بنوا کر دارین مین نیکنامی لی اور رونق اسکی چوگنی ہوگئی اس حوض کی بنا کو پچیس برس ہوئے اب بارہ مہینے حوض مین بافراط پانی رہتا ہے شہر اجمیر کی کیفیت اور بہار اس مقام سے خوب نظر آتی ہے ربیع الآخر کے مہینے مین نوین تاریخ سے گیارہوین تک بہت اچھا میلہ اس جگہہ ہوتا ہے ہر شب روشنی ہوتی ہے مگر قل کے روز اژدحام خلایق کا بکثرت ہوتا ہے کل مرد عورت حاضرین میلہ کو عموماً شیرینی اور خصوصاً مشایخین اور عمایدکو دستارین سرکار درگاہ کیطرف سے ملتی ہین ٭

فصل چھٹی

تالاب پھکر کے بیان مین

پھکر

اجمیر سے تین کوس اوسطرف پھکر ہے اگرچہ ہنود کہتے ہین کہ عمق اس تالاب کا

آجتک کسی نے نہین پایا تہ کو اسکے پانون کسیکا نہین لگا کیونکہ اسمین پاتال
پہوٹی ہوئی ہے لیکن یہہ بات قیاس مین نہین آتی کیونکہ جہانگیر بادشاہ نے
جب دریافت کرایا تہا تو اوسوقت بارہ گز سے زیادہ نہ نکلا تہا ظاہرا یہہ
سبب معلوم ہوتا ہے کہ اس تالاب مین مگر بہت ہین جنکے خوف سے کوئی غوطہ
نہین لگاتا ہندؤن کا یہہ بیان ہے کہ اسمقام پر برہمانے جگ کیا تہا اور
یہہ پہکر ہون کنڈ ہے یعنی آتشکدہ کہ جسمین جگ کے وقت میوہ جات اور
غلہ وغیرہ آگ روشن کرکے ڈالتے ہین - فی الواقع ہندؤنکا بڑا تیرتہ ہے
بلکہ سارے تیرتہون کا گرو جانتے ہین اور تینتیس کرور دیوتا کا مرکز کہتے ہین
اور اسی سبب یہہ بہی کہتے ہین کہ اگر انسان سارے تیرتہون مین پہرے اور
روے زمین کے مندرون کی پوجا کرے جب تک اسمین نہ نہا دیگا تو اب
کچہہ نپاویگا کتاب اخبار الاخیار مین لکہا ہے کہ ہندوستان مین سب سے
پہلے جو حوض زمین پر کہودا گیا ہے وہ پہکر ہے مگر غلط ہے بلکہ حلقہ کوہستان
مین مثل کنڈ کے واقع ہوا اور اوسکا بند بنایا گیا ہے اسلیے ایک بڑا اور
عمیق تالاب ہے اور ہندؤن مین جو لوگ قیامت ہونیکے قایل ہین وہ
یہہ کہتے ہین کہ قیامت اسی حوض سے شروع ہوگی غرض اعتقاد اس قوم کا
یہہ ہے کہ زمین کی دو آنکہین ہین داہنی آنکہہ تالاب پہکر اور بائین آنکہہ
کتاچہہ تالاب مکہیالی کی حدون مین متعلق صوبہ پنجاب لاہور الغرض شکل
اس تالاب کی ایک بیقاعدہ بیضاوی ہے اسکے کنارون کے گرداگرد خصوص
جانب مشرق جہان دلدل تا دامن کوہ پہیلی ہوئی ہے مختلف اقسام کی عمارتین
بنی ہوئی ہین ہر ہندو کے خاندان کے لئے یہان ایک مکان بنا ہوا ہے
بڑے بڑے مشہور راجہ ان وہ ہین جو کہ راجہ مان سنگہ والی آمیر یعنی جیپور اور

اہلیا بائی رانی ہولکر وجواہر مل رئیس بہرت پور وبجے سنگہہ رئیس مارواڑنے
بنائے ہین سمادین بہی یہان بیشمار بنے ہوئی ہین چنانچہ سمادبے آپاجوناگور
مین قتل ہوا تہا اور سماد اوسکے بہائی سنتاجی کی جواس شہر کے محاصرہ مین
مارا گیا تہا اس جا پر بڑی عالیشان بنی ہوئی ہین سب سے زیادہ شاندار
عمارت اسجا کی برہما کا مندر ہے جسکو گوکل پار کہہ خزانچی مہاراجہ سیندہیہ
نے ایک لاکہہ تیس ہزار روپیہ صرف کرکے بنوایا ہے اسمین جو کہی مورت
سنگ مرمر کی ترشی ہوئی ہے اوسکے کلس کی جگہہ شکل چلیپا بطور صلیب
کے لگی ہوئی ہے بنیاد اسکی برہمن لوگ یون بیان کرتے ہین کہ قبل از
پیدایش مخلوقات خالق نے ارواح پاک آسمانی کو اس جگہہ پر جمع کیا تہا
اور رسمیات پوجا کی عمل مین لائی گئین اس متبرک جگہہ کے گرد فصیل کہڑی
کی گئی تہی کہ ناپاک ارواحین اوسکے اندر دخل نہ پاسکین اور یہہ ثبوت
پیش کرتے ہین کہ چارونطرف چار پہاڑ جہیل کے اوسطرف جدا جدا کہڑے
ہین اس جہیل مین قنات کہڑی کی گئی تہی وہ پہاڑ جو بجانب جنوب واقع ہے
بنام رتنا گڑہ معروف ہے اوسکی چوٹی پر شوالہ ساوتری بنا ہوا ہے اوسکے
جنوب کیطرف جو پہاڑ واقع ہے وہ نیلگری یا کوہ نیلگون کہلاتا ہے بجانب
شرق جو پہاڑ ہے اوسکو کٹ گاکتر گرہ کہتے ہین اور جو بجانب مغرب ہے وہ بنام
سوناکور ونامزد ہے نندا یعنے مہادیو کا گہوڑا دہانہ گہاٹی پر بدین نظر رکہا
گیا ہے کہ وہ ریگستان کی ارواح ناپاک سے محافظت کرے کنہیا بہی یہی کام
بجانب شمال کرتا ہے یہان ہوم ہوا تہا لیکن ازبسکہ ساونتری قبیلہ برہما
وہان موجود نہ تہی اور تلاش کرنے سے بہی کہین نہ پائی چونکہ اداے رسمیات
ہوم بغیر عورت کے متعذر ہے اسلیئے ایک گوجری خوردسال کو ساوتری کی

جگہہ بٹہا دیا تہا یہہ سنکر ساوتری ایسی ناراض ہوئی کہ وہ رتنا گڈہ پہاڑ مین
چلی گیئ اور وہان جاکر غایب ہوگیئ اس مقام پر ایک چشمہ پانی کا نکل آیا جو
ابتک اوسی کے نام سے نامزد ہے بر وقت ادا کرنے ان رسمیات کے مہادیو
جو بہولا ناتہہ بہی کہلاتا ہے اور مدام مخمور رہتا ہے آگ کو بجہانا بہول گیا وہ
آگ پہیل گیئ اور غالباً کل دنیا کو جلا دیتی لیکن برہمانے ریت سے اوسکو بجہادیا
اس سبب سے ریت کے ٹیلے موجود ہین بعد ازان ناہر راؤ پڈہیار راجہ منڈور
اب ویران ہے آگے پڈہیار راجون کا دار السلطنت تہا اور اس ملک مین
بڑا راج یہی تہا سمت ۱۵۱۴ مین اوسکو اوجاڑ کر جودہ سنگہ راٹہور نے وہان سے
جودہ پور بسا کر دار الامارت اپنا مقرر کیا جسکو جذام کی بیماری تہی شکار کے
پیچہے گہوڑا دوڑاے اس میدان مین آگیا اور یہان پہونچکر اوس نے اپنے
ہاتہہ اس چشمہ مین دہوئے فوراً جو بیماری اوسکو لاحق تہی جاتی رہی جب تو
اوس نے یہان تالاب کہدوایا اور ہمیشہ اسی تالاب سے پانی پیتا یہہ اصلیت
اس مقام کی تواریخ ٹاڈ راجستان مین بہی مرقوم ہے۔ الغرض انند دیو راٹہورا کے داداے
بہورا کے دادانے اس تالاب کا باندہ باندہا اور اکثر جگہہ سیڑہیان سنگین
تالاب مین بنا کر کنارونکو خوش اسلوب کر دیا غرض اصل اس تالاب کی اسقدر
ہے باقی برہمن کی خانہ ساز کہانی ہے۔ چارونطرف ستہرے ستہرے گہاٹ اور
مکانات حویلیان مندر شوالے بڑی بڑی لاگت کے اکثر رئیسون اور سیٹہون
کے بنے ہوئے ہین کنارہ جنوبی پر ایک محل اکبر بادشاہ کا بنوایا ہوا تہا مگر اب
صرف اوس محل کے نشان باقی ہین پورب اور اوتر کیطرف تالاب بہکر کے
بستی مین اکثر برہمن لوگ رہتے ہین بستی کے بیچون بیچ گیشورائے کا ایک بتخانہ
تہا بعضے برہمن اوسکو کلیان سے منسوب کرتے ہین عالمگیر نے اوس مندر کو

توڑ واکر بجاے اوسکے ایک مسجد عالیشان سنگ سرخ کی بنوائی ایک قدیم بتخانہ
اس بستی مین بارہ کا تہا جسکو جہانگیر بادشاہ نے مسمار کیا تزک جہانگیری مین
اس بادشاہ نے حال اس مندر کے مسمار کرنے کا یون لکھاہے کہ سن ہجری
ایکہزار بائیس مین تاریخ ساتوین ماہ ذی الحجہ کو بہ قصد سیر وشکار تالاب پہکر پر
کہ معبد ہنود کا ہے متوجہ ہوا بعد شکار مرغ آبی وغیرہ کے پہر اجمیر مین آیا پہکر
مین دیول بہت ہین منجملہ اونکے رانا شنکر نے کہ میرے یہان امراے عظیم سے
ہے اوس نے ایک مندر کئی لاکھ روپیہ کی لاگت کا بنایا تہا اور اوس مین
ایک صورت سنگ سیاہ سے ترشی ہوئی کہ سر اوسکا مثل سُور کے اور جسم
آدمی کا دیکہنے مین آئی عقیدہ ہنود کا یہ ہے کہ اللہ تعالے نے پہلے یہی
صورت بنائی ہے اوس صورت کو مینے توڑ کر تالاب مذکور مین ڈلوادی لوگون
نے کہا کہ عمق تالاب کی انتہا نہین معلوم کرایا تو بارہ گز سے زیادہ گہرا نہ تہا
اور دور تالاب کا ڈیڑہ کوس جہانگیر نے بہی کئی ہزار سالانہ کی جاگیرین یہان
پہکر کے برہمن کو عطا کی تہین - بستی کے اندر بعد ضعف سلطنت اگرچہ شوالے
اور مندر بڑی بڑی لاگت کے بنگئے ہین مگر تالاب کے کنارہ کی عمارتین سب
کی سب دلچسپ اور قابل سیر کے ہین پورب کی طرف ناگ پہاڑ واقع ہے اس
پہاڑ کا اور ندی وغیرہ کا پانی پہکر مین آتاہے آمد کیطرف کوئی مکان نہین
ہے جب سورج تل راس یعنی آفتاب برج میزان مین آتاہے ہزارون زن
ومرد دور دور سے آتے ہین علاوہ انکے اتیت جوگی بتشی بہی صدہا کوس
سے آکر وہان ٹہرتے ہین اور کاتک کی گیارس سے پونون تک ثواب عظیم
جانکر نہاتے ہین یہ میلہ اکثر ملکون مین مشہور ہے ہر قسم کے بیوپاری جمع ہوتے
ہین گہوڑے اونٹ بیل گہوڑے مارواڑ وغیرہ کے سوداگر لاکر بیچتے ہین

اور خاص کر لوگ اس میلہ سے یہہ جانور بہت خرید کرتے ہین چنانچہ بیل اور
اونٹ اور گھوڑے مارواڑ کے اکثر اسی میلے سے سب طرف خریدے جاتے
ہین سوداگران اسپ کو سرکار انگریزی کیطرف سے ہزار ہار وپیہ تو صرف
انعام مین ملجاتا ہے اور منافع خاطر خواہ انعام سے علحدہ کثرت خلایق کو سو لن
چھہ دن تک رہتی ہے قریب اسکے کنتت پہکر جو بوڈہے پہکر کے نام سے مشہور
ہے اوسکو ہندو شیو کا بتلاتے ہین تیسرا مدہ پہکر جو موضع بڑلہ کے متصل ہے
مگران دونون تالابو نپر کوئی میلہ بھی نہین ہوتا اور نہ کچھہ تعمیرات اس لایق
ہین جنکا ذکر کرنا واجب ہو پہلے سڑک پہکر کی موضع کہڑ یکڑی کے قریب ہو کر جاتی
تھی اور پیدل کا راستہ نئے سر کے قریب قدیم گھاٹی کہ جسمین گزر گاڑی کا نتھا
اوسکو دولت مل سیٹھہ نے بنا کی پھر سیکناٹن صاحب سپرنٹنڈنٹ نے پہاڑ کو
کٹوا کر دوسری جگہہ موافق گزر گاڑی کے سڑک طیار کی چنانچہ گھاٹی پشکر کی تعمیر
کی تاریخ یہہ ہے ۔ ہمت حاکم دوران کمر کوہ شکست ؎ اس تاریخ سے ۱۸۴۶ء
نکلتے ہین ۔ مگر برسات مین خراب ہو جاتی تھی اب سرکار دولتمدار دام اقبالہ نے
دونون گھاٹیون کے بیچ مین پہاڑ کاٹ کرایک اور سڑک بنوانی شروع کی ہے جس سے ہر طرح
کی سواری بآسانی و آسایش تمام آتی جاتی ہے ؎

باب تیسرا

قلعہ تاراگڈہ کے حال مین

فصل پہلی

بذکر بنیاد قلعہ تاراگڈہ

کوہ اربلی

زہے کوہ اجمیر عنبر سرشت	مقام سر مقتدایان چشت
چہ کوہے کہ چون سود با اوج سر	محیط سپہرش بود تا کمر
نمایند جرم مہ و آفتاب	بران کوہ مانند چشم عقاب
چو خورشید دروی عیان چشمہا	کواکب بود ریگ آن چشمہ ہا
بسے نسر طایر بگردون نتافت	کہ بر قلعہ اش راہ یابد نیافت
شود گر ازان قلعہ سنگے رہا	بریزد فلک را زہم قلعہ ہا
نہ برقست ہر سو درخشان زمیغ	کہ آن کوہ را سود برچرخ تیغ
زبالاے آن قلعہ گاہ نگاہ	فلک چشمہ و چشم ہای است ماہ
برد سیل آن قلعہ پر شکوہ	ہزاران چو الوند و البرز کوہ
چو برخیزد از دامن آن عقاب	فتد سایہ اش بر مہ و آفتاب
نہ بین طالبا رفعت پایہ اش	کہ جا کرد خورشید در سایہ اش

ہندی کتابون مین اس پہاڑ کو جسکے دامن مین اجمیر بستا ہے اربلی پربت کرکے لکھا ہے جو کہ زبان سنسکرت مین اربل معنی عمر کے ہین اسلیئے اسکو عمر کا پہاڑ یعنے قدیم سے مشہور پہاڑ کہتے ہین بلکہ اسی سبب سے زمانہ سابق مین اس پہاڑ کے نیچے جو بستی تہی اوسکو آومیر کہتے تہے یعنی ہمشگی کا پہاڑ غالباً ادمیر سے اجمیر نام بدل گیا ہے ؛

قلعہ تاراگڈہ

مورخان ہندی یون کہتے ہین کہ قدیم نام اس قلعہ کا تاراگڈہ ہے وجہ تسمیہ

اسکی یہہ ہے مگر غلط ہے اسلیئے کہ مہاراجہ رامچند کا ملک اجودہیا تہا اور بن باس دکہن مین ہوئی اور فتح لنکا کی کی ہے اس ملک سے کیا علاقہ تہا۔ بال سگریو کا بہائی راجہ رام چند کے لشکر مین فوج بوزنہ کا سردار تہا اوسکی عورت نے کہ نام اوسکا تارا تہا یہہ قلعہ اربلی پربت پر بنوا کر نام اوسکا اپنے نام پر تارا گڈہ رکہا کئی لاکہہ برس اسکی بنا کو گزرے۔ ہر چند کہ اسکی مدت تعمیر مین بہت کچہہ مبالغہ معلوم ہوتا ہے مگر قدیم ہونا اس قلعہ کا دوسری کتابون سے بہی ثابت ہے چنانچہ اخبار الاخیار مین جو بہت معتبر کتاب ہے یون لکہا ہے کہ پہاڑ کے اوپر ہندوستان مین جو دیوار قلعہ کی سب سے پہلے بنائی گئی وہ اسی تارا گڈہ کی دیوار ہے مگر ٹاڈ صاحب نے تواریخ ٹاڈ راجستان مین اس قلعہ کو اجیپال چکوا کا بنا کیا ہوا لکہا ہے جسکے عہد کو کچہہ اوپر سترہ سو برس گزرے الغرض جب رائے پتہورا سمت گیارہ سو پندرہ راجہ بکرماجیت مین پیدا ہوا اور بلوغت کو پہونچا راجہ سمیس دیو نے جو پتہورا کا باپ تہا اپنی حین حیات مین پتہورا کو ولی عہد اپنا کیا اوسی عرصہ مین راجہ پتہورا نے ناگ پہاڑ پر قلعہ بنانے کا ارادہ کیا کئی ہزار مزدور اور بیلدار کار تعمیر کرنے لگے کہتے ہین کہ جو عمارت دنکو بنائی جاتی تہی رات کو گر جاتی تہی بہر حال ابتک ناگ پہاڑ پر قلعہ کی بنیاد کے نشان موجود ہین القصہ جب رائے پتہورا نے ناگ پہاڑ کی قلعہ کی تعمیر کو کسی خاص وجہہ سے اوہورا چہوڑا تب گڈہ بٹیلی پر یہہ قلعہ تعمیر کیا آٹہہ سو فٹ بلند پہاڑ پر قلعہ تارا گڈہ بنا ہوا ہے اور اس مقام پر یہہ جاننا بہی ضرور ہے کہ سب خاص و عام کی زبان پر بیٹہلگڈہ بہی اسی قلعہ کا نام ہے جسکو تارا گڈہ بولتے ہین ہر چند کہ نہایت قدیمی ہونا اس بنیاد کا کتابون سے ثابت ہے جیسا کہ اوپر مذکور ہوا لیکن یون خیال کیا جاتا ہے کہ وہ عمارت قدیم جو

اصلی تاراگڈہ اور بیٹھیل گڈہ کے نام سے وقتاً فوقتاً مشہور تھی مسمار اور منہدم
ہو گئی تب رائے پتھورا نے اوس جگہہ پر یہہ عمارت قلعہ بنوائی جو اب تاراگڈہ
مشہور ہے یہہ قلعہ سنگ سرخ کا بہت خوبصورت اور بکمال مستحکم بنا ہوا تھا
مگر سرکار انگریزی کی عملداری مین جو اسکی مرمت موقوف ہو گئی بلکہ مغربی دروازہ
کے پاس کی فصیل بھی کسی مصلحت سے ڈہا دی گئی ہے اسلئے اوسکی اصلی وضع
مین تفاوت ہو گیا پہلے سن ہجری بچانوے مین ولید بن عبد الملک مروانی
بادشاہ شام وعرب نے ایک فوج جرار بھیجکر ہندوستان مین تہلکہ ڈالا اوس
فوج مسلمین نے بڑے بڑے معرکے کیے یہانتک کہ پہلے تو تمام سندہ مین اونہون
نے اپنا عمل دخل کر لیا اور بہت سے راجاؤن کو اپنا باج گذار کیا اوس فوج کے
سپہ سالار محمد بن قاسم نے بعد فتح و تسلط سندہ کے گجرات کو فتح کرکے اجمیر پر چڑہائی
کی اوسوقت دولہا راے نے مقابلہ کیا بعد بہت سے کشت وخون کے دولہا راے
مع اوسکے فرزند لوت نامی کے مارا گیا اور قلعہ تاراگڈہ اول صدی ہجری مین
فتح ہوا یہان بخوبی تسلط کرکے محمد بن قاسم نے چیتوڑ گڈہ کی جانب عزیمت کی لیکن
وہان بایا راول والی چیتوڑ مورث رانا اودیپور سے شکست کھائی اور اجمیر
کو پھر گیا مگر مورخون نے لکھا ہے کہ بایا راول خراسان جاکر مسلمان ہو گیا*

فصل دوسری

حضرت امیر سید حسین کے تشریف لانے اور منصب شہادت پانے کے بیان مین
آپکا ذکر خیر کتب تواریخ خصوصاً چہار گلشن اور تواریخ فرشتہ وغیرہ مین یون
لکھا ہے کہ آپ قوم کے سید اولاد مین حضرت امام زین العابدین بن امام حسین
علیہ السلام بن حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ کے ہین شہاب الدین غوری کے

امیرون مین افسر فوج کے تھے جب سلطان مذکور راے پتھورا پر فتحیاب ہوا
اور قطب الدین ایبک کو نایب سلطنت کرکے براہ کوہ سوالک محالات کوہستان
غارت کرتا ہوا غزنین پہونچا سلطان قطب الدین ایبک نے سید حسن مشہدی کو
جو عم بزرگوار سید حسین خنگ سوار کے تھے قلعہ دار اجمیر شریف کا کر دیا ایک روز
سید حسن مشہدی نے حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کو خواب مین دیکھا
کہ آپ فرماتے ہین اے فرزند تم اپنی لڑکی عصمت اللہ کا نکاح خواجہ معین الدین
سے کرو جب آپ بیدار ہوئے حضرت خواجہ معین الدین چشتی سے جو اوسوقت
اجمیر مین تشریف رکہتے تھے جاکر حال خواب کا ظاہر کیا یہ مضمون سنکر حضرت
خواجہ نے کہا کہ اگرچہ میر اسن اب قابل نکاح کرنے کے نہین ہے مگر بموجب ارشاد
جناب امام کے مینے قبول کیا آخرش حضرت بی بی عصمت اللہ سے خواجہ ممدوح
نے نکاح کیا صاحب سیر العارفین لکھتے ہین کہ ہزارہا زن و مرد ہدایت فرمانے
امیر سید حسن معروف بہ سید وجیہ الدین اور امیر سید حسین خنگ سوار سے
اسلام قبول کرتے تھے اور آپ موافق مذہب صوفیہ کے کسی شخص کو از راہ
حکومت تکلیف امر بالمعروف کی نہین دیتے جسکی خوشی ہوتی ایمان لاتا اور
جسکی نہوتی اوس سے کچھہ تعرض نہتہا آخر ایام سلطنت قطب الدین ایبک مین
ہنود اس دیار کے عداوت قلبی سید حسین خنگ سوار سے بسبب ترقی رواج دین
اسلام کے رکہنے لگے جب خبر فوت ہونے قطب الدین کی شہر اجمیر مین مشہور ہوئی
اوسوقت راے پتھورا کے علاقہ دارون نے ایک جماعت کثیر کو اپنے ساتھہ لیکر
ارادہ شبخون کا کیا آپ جماعت قلیل کے ساتھہ اوس رات قلعہ پر تشریف رکہتے
تھے اور لشکر کے آدمی اکثر پرگنون مین واسطے تحصیل زر شاہی کے متفرق تھے
الغرض وقت شب تاریخ سترہوین رجب کو کہ سن ہجری پانسو اٹھانوے تہے کفار

کی راہ ہزار ہا گمراہ قلعہ مین اوترے اور شبخون کیا حضرت امیر سید حسین کہ
اس مکر سے محض بے خبر تھے مع جماعت مسلمین شہید ہوئے مگر کفار بھی آپکے اور
مردان موجودہ کے ہاتھ سے اسقدر مارے گئے تھے کہ خون کا نالہ قلعہ تاراگڈھ
پر سے بہنے لگا تہا تاریخ شہادت حضرت ممدوح کی ماہتاب ملک ہند ہے حضرت خواجہ
بزرگ کو تو اس واقعہ کی پہلے ہی خبر تھی وقت سحر مع اپنے مریدون اور خادمون
کے قلعہ پر تشریف لیجا کر سید حسین اور آپکے ہمراہیونکو جو شہید ہوئے تھے دفن کیا

فصل تیسری

بذکر تعمیرات قلعہ

درگاہ میران سید حسین خنگ سوار

پہلے آپکے مزار پُرانوار پر عمارت پختہ نہ تھی سن ہجری ایک ہزار چوبیس مین اعتبار
خان خواجہ سرائے جو اکبر کے عہد مین منصب دو ہزاری اور جہانگیر کے عہد مین منصب
شش ہزاری ذات اور پانچ ہزار سوار رکھتا تہا ممتاز خان کے خطاب سے
معروف تہا قبر شریف پر عمارت روضہ بنوائی کلس زرین گنبد کے ابتک جگمگاتے
ہین جنوب رو دروازہ کے کٹہڑے پر یہہ اشعار کندہ ہین ؎

شاہنشہ زمانہ جہانگیر بادشاہ	کاندر زمان او شدہ آسودہ دل جہان
سال دہم ز عہد جلوس مبارکش	شد فتح ملک رانا از ان شاہ کامران
وقتیکہ اندر اجمیر آن شاہ گنج بخش	بر تخت زر نشستہ بداز فتح شادمان
بود از ہزار افزون بست وچہار سال	گیتی ز عدل وداد ش چون روضہ جہان
در روضۂ مقدس سید حسین کرد	این پنجرہ ز صدق وصفا اعتبار خان

آپکا مزار شریف تاش بادلے کے قبر پوشون سے ڈھنکا رہتا ہے سرہانے کی طرف شہیدانہ پر دستار زرتار جسپر موتیون کا سہرا پڑا ہوا نظرون مین کھبا جاتا ہے چاندی کا چھتر اور چھتین مزار فیض آثار پر آویزان ہین سنہری چوکھٹون مین آئینے کٹہرے کے اندر رجڑے ہوئے پہولون کے سہرے پڑے ہوئے لطف دیتے ہین شان محبوبیت آپکے روضۂ اقدس پر پائی جاتی ہے خرق عادات حضرت سید ابرار خنگ سوار کا ایک عالم گواہ ہے مزار پرنور جن و انس کا زیارت گاہ ہے روضہ شریف کے غربی کمانجے راو سیندہیہ نے سات در کا دالان سنگ مرمر کا نہایت خوش وضع بنوایا سن ہجری بارہ سو ستائیس مین بنیاد اسکی شروع ہوئی اور سن بارہ سو انتیس ہجری مین اختتام کو پہونچا فرش مع آٹھ مرغول ستون بہت نفیس سنگ مرمر کے ہین اور غربی دیوار کے محراب پر یہہ اشعار کندہ ہین ؎

معدن نور منبع اسرار ساخت دالان کہ ہست رنگ بہشت	ہست درگاہ شاہ خنگ سوار راو کمانجے سیندھیہ باوقار ۱۲۲۷ھ

اور تاریخ اختتام تعمیر کی یہہ کندہ ہے ؎

کمانجے راو چون کردہ بنائے پئے تاریخ جستم گفت ہاتف	مکان پر فضا بر کوہ محکم احاطہ تا قیامت باد قایم

اس دالان سے ملحق روضہ کے شمالی ایک اور دالان خوش اسلوب کی سن ہجری بارہ سو بائیس مین بالا راو انیگلہ نے بنا ڈالی اور سن ہجری بارہ سو تئیس مین بنکر طیار ہوا بیچ کی محراب پر یہہ اشعار کندہ ہین ؎

از بشارت سید الشہدا حسین خنگ سوار یکہزار و دو صد و افزون از بین گہست ونہ	کرد دالان راو بالا انیگلہ پیش مزار سال ہجرت خانۂ بیت العدن آمد شمار

روضہ عالی کی چار دیواری کے دو دروازے ہین ایک شرق رو دوسرا جنوب رو دروازہ شرقی تعمیر زمانہ قدیم کی ہے اور جنوبی دروازہ سنگ مرمر کا سن ہجری بارہ سو پچیس مین بنا ہے دروازہ کی محراب پر یہ قطعہ اسکی تاریخ کا کندہ ہے۔

شہسوار ملک دنیا شاہباز ملک دین	قاتل کفار آن سید حسین مہ جبین
منبع جود و سخا کان نبوت والتقا	واقف سر ہدا آن مہبط نور مبین
سرور ہر دو جہان بلکشای انس و جان	مفخر کون و مکان آن حاکم دنیا و دین
خانقاہش بیرعرف از عطر جنت ہر طرف	مرقدش بر دہ شرف چون طور بر کوہ زمین
فرش دروازہ ببین از سنگ مرمر شد مزین	شد مرتب بر زمین بر صفحہ اش در ثمین
از پے تاریخ او کردم سوال از عقل کل	گفت بجو تاریخ او از روضہ سلطان دین

درجہ دوم مین زیر دروازہ شرقی خنگ گھوڑے کی قبر ہے یہ گھوڑا حضرت امیر سید حسین کی سواری کا تہا اسکی قبر پر سبز قبر پوش ہے اوپر بجاے میر فرش کے گول گول پتھر رکھے ہوئے ہین عوام مین جو یہ بات مشہور ہے کہ حضرت بدیع الدین شاہ مدار نے یہ غاولہ جانورونکو لانیکو بہیجے ہے اور اونکے کیواسطے منگے تے محض غلط ہے اول تو حضرت مدار صاحب اور امیر سید حسین خنگ سوار کے زمانہ مین ہی فرق بہت ہے دوسرے اتنے بڑے غلیلو نکا ہونا خلاف قیاس ہے کیونکہ اونکا وزن بہی چار چار سیر سے کم نہین۔ روضہ کے غربی دوسرے درجے مین مسجد عالیشان اور خوشنما مولوی محبیۃ الدین مرحوم صدرامین اجمیر کے اہتمام سے بنکر طیار ہوئی طول اسکا چوبیس گز اور عرض نوگز سرکاری صحن اسکا بلحاظ معقول ہے درجہ سوم مین عمدہ عمدہ دالان عالیشان جنوبی شمالی حصہ مین ہین غربی مین ایک مسجد قدیم نہایت محکم اوسکے آگے صحن مین شہیدونکے مزارات

اور ایک حوض پانی کا حوض بنا ہوا ہے سمت شمال دالانون کے بیچون بیچ
نقارخانہ زمانہ جلال الدین محمد اکبر کا بنا ہوا بہت خوش وضع ہے ٭

بلند دروازہ

یہہ دروازہ بلند روضہ حضرت امیر سید حسین خنگ سوار کا اسمعیل قلیخان
صوبہ اجمیر نے سن ہجری نوسو چہتر مین سنگ سرخ سے بنوایا اونچان اسکی
چونسٹہہ فٹ اور چوڑان سترہ فٹ فرش دروازہ کا سنگ مرمر مصفا کا ہے
اگرچہ بخط نسخ کتبہ محراب دروازہ پر کندہ ہے مگر چونکہ ہر سال دروازہ پر سفیدی
کیجاتی ہے اسلیئے بخوبی پڑہنے مین نہین آتا دروازے کے اندر سنگ مرمر کی
لوح مین یہہ قطعہ اسکی تاریخ کا کندہ ہے ٭

بعہد بادشاہ آسمان قدر	پناہ ملک وملت ظل یزدان
جلال الدین محمد اکبر آن شاہ	کہ دارد در نگین ملک سلیمان
بدین درگہ کہ ہمچو کعبہ آمد	سوادش عین نور و نور اعیان
بنا فرمود این ایوان عالی	کریم الذات اسمعیل قلیخان
زکاغ دلکشا تاریخ اتمام	اگر خواہد کسے یابد آسان

کتبہ الراجی درویش محمد الحاجی المشتہر بہ ہروی - بلند دروازہ کے نیچے درجہ
چہارم مین متعدد دالان ہین ایک مسجد بہی پختہ اور خوشنما بنی ہوئی ہے صحن مین
شہیدونکے کثرت مزارات سے ایک شہر خموشان بنا ہے درجہ چہارم کے دو
دروازے ایک شرق رو دوسرا شمال رو ہے دروازہ شمالی کے متصل دو
آہنی دیگین ہین ایک دیگ نورالدین محمد جہانگیر بادشاہ کی بنوائی ہوئی اور
دوسری ملاداری کی یہہ قطعہ اسکی تاریخ کا دیگ کے اوپر کندہ ہے ٭

بادشاهش درجهان روشن مثل آفتاب		صرف زر بلا مداری کرد در تعمیر دیگ
گفت هاتف سال تاریخش جهان شد فیضیاب		بحت در مهتہ اکہ چندش نموده اهتمام

رجب المرجب کی سولهوین تاریخ سے اٹھارہوین کی دوپہر تک بہت اچھا میلہ ہوتا ہے ہزارون مرد عورت زیارت کو آتے ہین مرادین مانگتے ہین نذرین چڑھاتے ہین ہرشب محفل سماع مین خاص و عام کا اژدحام روشنی کا لطف تمام درجہ سوم مین دو طرفہ بازار لگا ہوا خلقت کی کثرت سے ہر درجہ بھرا ہوا ارباب نشاط کا ہجوم خلق اللہ کی دہوم کہین جلسۂ احباب منعقد کہین فقرا کا مجمع از صد دوکانون مین انواع اقسام کی جنس رنگ برنگ کے پہول طرح طرح کی مٹھائی قرینہ سے چُنی ہوئی لینے دینے والے خورسند مجاور لوگ نذر نیاز سے سودمند مگر بڑا تعجب یہہ ہے کہ آپکی درگاہ کے خادم سبکے سب امامیہ مذہب رکتے ہین یہہ لوگ واسطے رفت کے روضہ کے کٹہرے کے گرد کبہی سیر سرخ کلاوہ کا لچھا تان دیتے ہین جسوقت میلہ کا قل ہوتا ہے اوسوقت یہہ و اوس کلاوہ کو لوٹتے ہین ہرچند کہ یہہ رسم ساختہ ہے اور شرعاً محض بے اصل مگر اسکے لٹتے وقت عجب رقت کا عالم ہوتا ہے جسکے لکہنے سے قلم کی زبان شق ہوئی جاتی ہے شیخ کا ہنگامہ آنکھون کے تلے پہر جاتا ہے درگاہ کے قریب سمت جنوب گنج شہدا مین کثرت سے شہیدون کے مزارات ہین سن ہجری ایک ہزار بائیس مین گنج شہدا کی چار دیواری پختہ وزیر خان کلان نے جو جہانگیر کے امیرون مین سے تہا بنوائی شرق رو اس چار دیواری کا دروازہ ہے دروازہ کی محراب پر سنگ مرمر کی لوح مین یہہ اشعار کندہ ہین مگر فی الحال جس پتھر پر یہہ کتبہ کندہ ہے درگاہ مین رکہا ہوا ہے شاید کسی باعث سے گر گیا ہوگا دو شعرونکا مضمون بوجہ فرسودہ ہو جانے الفاظ کے پڑھا نہین جاتا ٭

درزمان شہ رفیع مکان	کہ بناز دبدورا ودوران
آن شہنشہ کہ ذات او آمد	باعث عدل وداد وامن وامان
شاہ گیتی پناہ نورالدین	برجہان ست سایۂ یزدان
بانی این بنائے لطف آئین	بایکے سال او خرد گفت آن
دولت است از وزیر خان کلان	کم نشان چنین ز دولت وان ۱۰۲۲ھ

باب چوتھا

فصل پہلی

مخفی نرہے کہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی قصبہ سجستان مین جو بلاد غور سے ہے سن ہجری پانسو سینتیس مین پیر کے دن پیدا ہوئے آپکے والد کا نام نامی سید غیاث الدین احمد اور والدہ ماجدہ کا اسم گرامی حضرت بی بی ماہ نور ہے اور اقتباس الانوار مین نام حضرت کی والدہ شریفہ کا بی بی خاص الملک لکھا ہے اور بعضون نے تاریخ تولد حضور خواجہ غریب نواز کی عاشق نو لکھی ہے اس سے تولد آپکا سن ہجری پانسو ستائیس مین معلوم ہوتا ہے - حضرت غیاث الدین احمد بڑے مشایخ عالی النسب والاحسب گزرے ہین اور اکثر مشایخ کبار صاحب حال اور عارفان باکمال کے دیکھنے والے تھے رحلت آپکی سن پانسو باون ہجری مین ہوئی مزار پرانوار آپکا متصل دروازہ شام کے ہے اکثر طالب حق ابتک اونکے مزار مبارک سے فیض حاصل کرتے ہین -

۵۳۷ھ

نقل ہے کہ آپ کسی سفر مین ایک روز آتش پرستون کی بستی مین جا نکلے اوسجگہ ایک آتشکدہ تھا قریب اوسکے حضرت ممدوح تشریف فرما ہوئے چونکہ آپ روزہ سے

تے اور وقت شام قریب تھا خادم نے چاہا کہ آٹا نکالکر روٹی پکاوے آتش پرستون نے دیکھا کہ یہہ شخص مسلمان ہین نزدیک آگ کے جانے ندیا اور نہ آگ لینے دی خدمتگار نے ویسا ہی حال عرض کیا آپ وضو سے فارغ ہوکر آگ کی طرف متوجہ ہوئے مختار نام ایک آتش پرست تھا اپنی بغل مین ایک لڑکا بعمر ہفت سالہ لئے کہڑا تھا آپ نے اوس سے دریافت کیا کہ تم اس آگ کی کیون پرستش کرتے ہو مختار بولا کہ ہمارے یہان آگ کو نور الٰہی جانکر پرستش کرتے ہین آپنے فرمایا کہ مختار تمکو بہت مدت گزری کہ تم اس آگ کو پوجتے ہو تھوڑی آگ ہاتھہ مین لو یا ہاتھہ اوسمین ڈالو وہ تمکو اپنا بندہ جانکر نجلاویگی مختار بولا خاصیت آگ کی جلادینا ہے یہہ سنکر آپ نے اوس لڑکے کو مختار سے لیا اور بغل مین لیکر اوس آتشکدہ کے اندر چلے گئے اور آیت قُلْنَا یَا نَارُ کُونِی بَرْدًا آخر تک ورد زبان تھی تمام آتش پرست شور و غل کرنے لگے کسیقدر عرصہ کے بعد آتشکدہ سے لڑکے سمیت برآمد ہوئے مطلق اثر آگ کا آپ پر اور اوس لڑکے پر آپ کی برکت سے نہوا مغان نے اوس لڑکے کی سلامتی پر تعجب کیا اور دریافت کرنے لگے کہ آتشکدہ مین کیا نظر آیا اوس نے صاف صاف کہا کہ جسدم یہہ درویش آگ مین لیکر چلا بسبب خوف کے مین سہم گیا اور آنکھین بند ہوگئین آنکھہ کھولکر کیا دیکھتا ہون کہ ادسکے اندر ایک باغ پر فضا اور دلکشا ہے انواع انواع کے پھول خوشرنگ کھل رہے ہین اور ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا چل رہی ہے اوسوقت میرے دلکو عجب طرح کا سرور حاصل ہوا اور مینے اچھی طرح اوس باغ فرحت افزا کی سیر سے سیری حاصل کی۔ یہہ حال سنکر جمیع آتش پرست ان کے ہاتھہ پر مسلمان ہوئے اور اوس آتشکدہ کو بجھادیا حضرت نے مختار کا نام عبداللہ اور لڑکے کا نام ابراہیم رکھا اور یہہ دونون خدا رسیدہ ہوئے اڑھائی سال

تک آپ وہان رہے اور تمام آدنے واعلئے وہان کے آپ سے فیضیاب اسلام ہوئے
کتاب انیس الارواح جو خاص تصنیف حضرت خواجہ بزرگ کی ہے اوسمین آپ تحریر
فرماتے ہین کہ مین ہارون سے جب بغداد شریف مین پہونچا لوگون سے دریافت
کیا کہ بیان کوئی درویش صاحب کرامت بہی ہین سبنے بالاتفاق حضرت خواجہ
عثمان ہارونی کو قطب الوقت بیان کیا یہہ سنکر حضرت کے خانقاہ مبارک
مین پہونچا اوسوقت حضرت خواجہ عثمان حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ
کی مسجد مین نماز پڑہنے کو تشریف لیگئے تہے مین بہی دریافت کرتا ہوا اوس
مسجد مین پہونچا اور وہان دولت ملاقات سے مشرف ہوا اوسوقت سن شریف
آپکا باون برس کا تہا مجھے دیکھکر فرمایا کہ دوگانہ نماز کا اداکر رکعت اول مین
ہزار بار الحمد اور ایک بار سورۂ اخلاص اور دوسری رکعت مین ایک بار
سورہ فاتحہ اور ہزار بار قل ہو اللہ احد مینے بموجب ارشاد کے دونون رکعت
اداکین پہر ارشاد ہوا کہ قبلہ رو ہوکر سورہ بقر انتہا تک اور ۳۳ بار کلمہ سبحان اللہ
کہہ جب مین فارغ ہوا میرا ہاتہہ پکڑکر فرمایا کہ اے رب العالمین معین الدین کو قبول
فرما اور سر مبارک سے ٹوپی اوتار کر میرے سر پر رکھی اور فرمایا کہ ہزار بار سورہ
اخلاص پڑہ جب وہ بہی ختم کی تب ارشاد ہوا کہ ہمارے خاندان مین صرف ایک
رات دن کا مجاہدہ ہے آجکی رات اور دن عبادت مین بسر کر و حسب الحکم ایک
رات اور دن مجاہدہ مین گزرا نگر حاضر خدمت ہوا حکم بیٹہنے کا فرمایا بعد اوس کے
فرمان ہوا آسمان کیطرف دیکہہ مین دیکہنے لگا فرمانے لگے کہ کیا دیکہا مین نے عرض
کیا عرش اعظم سے تحت الثریٰ تک کوئی حجاب باقی نہین پہر فرمایا آنکہہ بند کر جب
آنکہہ بند کی فرمایا کہول پہر حضرت نے دو اونگلیان کہڑی کرکے فرمایا کہ انکے
وسط مین کیا نظر آتا ہے عرض کیا کہ یہہ اونگلیان جام جہان نما ہین کل موجودات

کی اسوقت سیر حاصل ہے اوسوقت خوش ہوکر فرمایا کہ معین الدین تیرا کام پورا ہوا اور ایک مشت زر مصلے کے نیچے سے نکالکر فرمایا جا اور فقرا و ساکین کو تقسیم کر من بعد تقسیم کے حاضر خدمت ہو آپنے فرمایا کہ اے معین الدین ہمارے پاس رہا کرو مین نے اپنا فخر اور خوش نصیبی سمجھکر اقبال کیا بعد چند عرصہ کے عزم زیارت مکہ معظمہ فرمایا جب مکہ معظمہ مین پہونچے میرا ہاتھ پکڑکر خانہ کعبہ کے پاس کھڑے ہوئے اور جناب باری مین التجا کی کہ پروردگار میرے معین الدین کو تونے میرے حوالہ کیا اور یہہ دعا فرمائی کہ الٰہی اس درویش کو قبول فرما غیب سے آواز آئی کہ ہمنے معین کو قبول فرمایا۔ شیخ تاج الدین نبیرہ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی سے روایت ہے کہ ہم سنتے تھے یکایک غیب سے آواز آئی کہ اے معین الدین ہم راضی ہین تجھہ سے اور تیرے پیرون سے بعد اوسکے عزم مدینہ منورہ کا ہوا۔ اور وہان پہونچے آپنے مجھسے فرمایا کہ سلام عرض کر جب آپنے سلام عرض کیا روضۂ مبارک سے جواب آیا وعلیکم السلام یا قطب المشائخ اوسی دن سے حضرت پیرومرشد کا خطاب قطب المشائخ ہوا۔

ہدایت المعین مین حضرت خواجہ قطب الدین اویسی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل لکھی ہے کہ جس شہر مین حضرت خواجہ صاحب گذر کرتے تو گورستان مین اوترا کرتے تھے اور جب شہر والونکو خبر ہوتی اور حضرت کے کمالات سے واقف ہوتے تو آپ وہانسے اوٹھہ جاتے اور رات دن مین دو ختم قرآن شریف کیا کرتے حضرت سلطان المشائخ نظام الدین اولیا لکھتے ہین کہ حضرت خواجہ صاحب کو ریاضت اور مجاہدات شاقہ اسقدر تہا کہ ادنے درجہ یہہ ہے ساتوین روز پانچ درم وزن کہ ساڑہے ستر ماشہ ہوتا ہے جو کی خشک روٹی کا ٹکڑہ پانی مین ترکرکے تناول فرماتے تھے اور دوہرا کپڑا بخیہ کیا ہوا پہنا کرتے اور کہین سے پھٹ جاتا تو اوسمین جسطرح کا پیوند

میسر آتا لگا لیتے۔ نسب نامہ آپکا کتاب بحر الانساب مین اسطرح لکھا ہے کہ خواجہ معین الدین حسن سنجری ابن خواجہ غیاث الدین ابن سید ضیاؤ الدین ابن سید ابو المعالی بن سید عبد العزیز بن سید ابراہیم بن امام موسی کاظم بن امام حضرت جعفر صادق ابن امام محمد باقر ابن امام زین العابدین ابن امام حضرت ابو عبد اللہ سید الشہدا ابن اسد اللہ الغالب حضرت علی ابن ابیطالب علیہ السلام اور شجرہ انساب ومرات الاسرار ومداین المعین مین نسب نامہ آپکا یون لکھا ہے کہ خواجہ معین الدین حسن بن خواجہ غیاث الدین حسن بن خواجہ نجم الدین طاہر بن سید عبد العزیز بن سید ابراہیم بن سید ادریس بن امام موسی کاظم بن امام جعفر صادق بن امام محمد باقر بن حضرت امام زین العابدین بن حضرت امام حسین بن حضرت امیر المومنین علی مرتضی کرم اللہ وجہہ یہہ رباعی سن ولادت ومدت عمر ووفات شریف حضرت خواجہ بزرگ کی مشہور ہے *

رباعی

ولادت عاشق نہ سال عمرش ۔۔۔ بود در والی ہند آشکارا

وفاتش آفتاب ملک ہندست ۔۔۔ ز ابجد کن شمار این را خدارا

چونکہ آپکو بیعت سلسلہ چشتیہ مین ہے کہ بلدہ چشت سے منسوب ہے اور چشت نام ایک شہر کا ہے ہرات سے قریب کہ اس زمانہ مین اوسکو شاقلان کہتے ہین اور اس خاندان چشت کی وجہ تسمیہ یہہ ہے کہ چار بزرگوار اس سلسلہ عالیہ کے ساکن چشت تھے اور اوسی مقام متبرک مین آسودہ ہین اول خواجہ ابو احمد چشتی دوم خواجہ ناصر الدین ابو محمد چشتی سوم خواجہ ابو یوسف چشتی چہارم خواجہ قطب الدین مودود چشتی جسکا سلسلہ ارادت ان بزرگوارون تک منتہی ہوتا ہے اوسکو چشتی کہتے ہین۔ الغرض آپ سادات حسینی حسنی سے ہین

پندرہ سال کے سن مین پدر عالیقدر آپکے قضاے الٰہی سے فوت ہوئے ایک
باغ اور کارخانہ پن چکی باقی چھوڑا اوس موضع مین ابراہیم قندوزی مجذوب
کامل تشریف رکھتے تھے ایک دن گزر انکا حضرت خواجہ غریب نواز کے باغ مین
ہوا اوسوقت خواجہ بزرگ درختونکو پانی پلا رہے تھے جب ابراہیم قندوزی
کو دیکھا دوڑے اور ہاتھ اونکے چومکر درخت کے سایہ مین بٹھلایا اور خوشہ
ہاے انگور آگے اونکے لا رکھے ابراہیم قندوزی نے ایک کھل کا ٹکڑا جیب سے
نکالا اور اوسکو دانتون سے چباکر حضرت خواجہ کو کھلادیا بعنور کھانے کے
جذبۂ طریقت نے آپکو کھینچا دنیا کی محبت اور گھر بار کی الفت دل سے اوٹھ گئی
آپنے باغ وغیرہ فروخت کرکے زر قیمت درویشون کو دے ڈالا اور وہان سے
مسافرت اختیار کرکے طرف سمرقند اور بخارا کے تشریف لیگئے حضرت حسام الدین
بخاری کی خدمت مین رہکر قرآن شریف حفظ کیا اور علوم ظاہری مین دستگاہ
کامل حاصل کی بعد از تکمیل جانب عراق عرب توجہ فرمائی جبکہ قصبہ ہاروان مین
کہ نواح نیشاپور سے ہے پہونچے وہان حضرت خواجہ عثمان چشتی ہارونی کے مرید
ہوئے اور اونکی صحبت سے بہرۂ کامل اوٹھایا پھر عبادت وریاضت مین غرق
ہوئے ۔ سلسلہ طریقت آپکا یہہ ہے کہ حضرت خواجہ معین الدین مرید حضرت خواجہ
عثمان ہارونی کے جنکا مزار مبارک مکہ معظمہ مین متصل مکان شریف صاحب کے
ہے اور وہ مرید حضرت حاجی شریف زندنی کے اور وہ مرید خواجہ قطب الدین
مودود چشتی کے اور وہ مرید اور خلیفہ اپنے والد بزرگوار خواجہ یوسف چشتی
کے اور وہ مرید اپنے ماموں خواجہ محمد چشتی کے اور وہ مرید اپنے والد ابو محمد
ابدال چشتی کے اور وہ مرید خواجہ ابو اسحاق شامی چشتی کے اور وہ مرید خواجہ
ممشاد علو دینوری کے اور وہ مرید شیخ امین الدین ابو ہبیرۃ البصری کے اور وہ مرید

شیخ سدید الدین کے اور وہ مرید سلطان ابراہیم بن ادہم بلخی کے اور وہ مرید
شیخ ابوالفیض فضیل کے اور وہ مرید شیخ ابوالفضل عبدالواحد بن زید کے اور
وہ مرید حضرت شیخ حسن بصری انصاری کے۔ اور وہ مرید حضرت امیرالمومنین
علی ابن ابیطالب کے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ مرید اور خلیفہ حضرت سرور
کائنات محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے الغرض مدت بیس برس اور چھہ
مہینے تک ریاضت اور مجاہدت کرکے خرقہ خلافت کا اپنے پیر و مرشد خواجہ عثمان
ہارونی سے پایا بعد اسکے سنجار مین خواجہ نجم الدین کبریٰ کی خدمت مین پہونچے
پندرہ روز وہان قیام فرمایا پھر وہان سے متوجہ بغداد کے ہوئے اور بغداد
شریف مین پہونچکر شیخ ضیاؤالدین پیر روشن ضمیر شیخ الشیوخ شہاب الدین
سہروردی سے ملاقات کی بعد حضرت خواجہ اوحد الدین کرمانی کیخدمت مین
پہونچکر خرقہ خلافت سے مشرف ہوئے پھر قصبہ جیل مین آئے کہ وہ بغداد سے سات
کوس ہے اور کشتی حضرت نوح پیغمبر علیہ السلام کی بقول بعض کے اوسی جگہہ طوفان
آب مین ٹھیری تھی سات دن حضرت پیران پیر دستگیر شیخ عبدالقادر گیلانی کیخدمت
مین رہے مگر تاریخ آرایش محفل مین لکھا ہے کہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی کی
جب بیس برس کی عمر ہوئی تب شیخ عبدالقادر گیلانی سے فایدہ حاصل کیا
مونس الارواح مین لکھا ہے کہ حضرت خواجہ کا حجرہ متبرکہ ابتک قصبہ جیل مین
موجود ہے پھر آپ جیل سے ہمدان اور ہمدان سے تبریز اور استرآباد اور
ہرات تشریف لیگئے۔ حضرت سلطان الاولیا شیخ نظام الدین محبوب الٰہی قدس سرہ
سے نقل ہے کہ حضرت خواجہ بزرگوار کی پوشش دوہری ہوتی تھی اگر کہین
سے دریدہ ہوتی تو بدست خاص بخیہ کرتے اور پارچہ ہاے پاکیزہ جسطرح کے
ملتے اونکا پیوند لگاتے۔ الغرض جب آپ اصفہان مین رونق افروز ہوئے

شیخ محمود اصفہانی سے ملے اور صحبت رکہی حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی
اوسوقت اصفہان مین تہے اور ارادہ تہا کہ مرید شیخ محمود اصفہانی کے ہون لیکن
جب حضرت خواجہ معین الدین چشتی کو دیکہا فسخ عزیمت کرکے مرید حضرت خواجہ
بزرگوار کے ہوئے اور حضرت خواجہ بزرگ نے اپنا ملبوس خاص خواجہ قطب الدین
علیہ الرحمہ کو عطا فرمایا اور حضرت خواجہ قطب الدین نے وقت وفات اپنی کے
شیخ فرید الدین شکر گنج کو عنایت کیا اور اونہون نے حضرت شیخ نظام الدین
اولیا کو اور حضرت شیخ نظام الدین اولیا نے شیخ نصیر الدین چراغ دہلوی کو
مرحمت فرمایا الغرض جب حضرت خواجہ بزرگوار خرقان مین وارد ہوئے دو سال
تک قیام پذیر رہے بعد اسکے استرآباد مین تشریف لیگئے وہان شیخ ناصر الدین
استرآبادی سے صحبت رکہی یہہ حضرت بڑے صاحب کمال ہوئے ہین ایک سو
ستائیس برس کا سن شریف تہا اور دو واسطے سے سلسلہ حضرت سلطان
العارفین شیخ طیفور اور شیخ بایزید بسطامی سے توسل رکہتے تہے حضرت خواجہ
بزرگنے مدت تک اونکی صحبت مین رہ کے فیض بحد و شمار حاصل کیا بعد اسکے
آپ متوجہ ہرات کے ہوئے چونکہ آپکی عادت تہی کہ کسی مقام پر زیادہ تر قیام
نہین فرماتے دن کو سیر کرتے اور وقت شب اکثر اوقات بقعہ شریف حضرت خواجہ
عبداللہ انصاری رحمہ اللہ مین آسودہ ہوتے صرف ایک درویش خدمتگذار
اپنے ساتہہ رکہتے اور اکثر اوقات نماز فجر کی عشا کے وضو سے ادا فرماتے جب
ہرات مین آپکے کمالات ظاہری و باطنی کی شہرت ہوئی جوق جوق مردم کا
ہجوم ہونے لگا۔ آپ وہان سے سبزوار کو تشریف لیگئے وہان کا حاکم محمد
یادگار نام از حد بد مزاج اور فاسق رافضی تہا جس شخص کا نام ابابکر و عمر
و عثمان رضی اللہ عنہم ہوتا ایذا پہونچاتا اور درپے اوسکی ہلاکت کے ہوتا

اس شخص کا حوالی شہر مین ایک باغ اوسمین حوض نہایت لطیف بنا ہوا تہا حضرت
خواجہ بزرگ اوس باغ مین تشریف لیجا کر حوض کے کنارہ ٹہیرے اور غسل
سے فارغ ہو کے نماز ادا کی بعد اسکے تلاوت قرآن مجید مین مشغول ہوئے۔
اتفاقاً اوسی روز محمد یادگار کی سواری باغ مین آئی جو درویش کہ آپ کی
خدمت مین تہا اوس نے خوف زدہ ہو کر عرض کی کہ جلد یہان سے تشریف
لے چلیئے آپ نے اوسکا اضطراب دیکہہ کے تبسم کیا اور فرمایا کہ فلان درخت کے
نیچے بیٹہہ جاو وہ درویش مضطرب الحال اوس جگہہ سے اوٹہہ کے جسجگہہ آپنے فرمایا
تہا جا بیٹہا اس اثنا مین فراش لوگ پہونچے اور غالیچہ یادگار محمد کیواسطے حوض
کے کنارے قریب حضرت کے بچہایا گیا بسبب عظمت وجلال حضور کے ملازمان محمد
یادگار آپکو وہان سے نہ اوٹہا سکے ناگاہ یادگار محمد بہی آپہونچا آپکو اوس
جگہہ دیکہہ خدمتگذارون پر شور کرنے لگا کہ اس درویش کو یہان سے کیون
نہ اوٹہایا آپ اوسوقت تلاوت قرآن مجید مین مشغول تہے نگاہ پر تاثیر سے
اوسکی طرف دیکہا معاً تمام جسم اوسکا لرزنے لگا اور بسبب ہیبت کے بیہوش ہو کے
گرا ملازمان یادگار محمد یہہ حال دیکہہ گہبرائے اور عفو قصور چاہا آپ نے اوس
درویش کو کہ زیر درخت بموجب ارشاد حضور کے خایف بیٹہا ہوا یہہ سب کیفیت
دیکہہ رہا تہا طلب کیا اور فرمایا کہ تہوڑا سا پانی اس حوض سے لے اور بسم اللہ
کہکے اوسکے مونہہ پر مار درویش نے اوسیطرح کیا یادگار محمد کو ہوش آیا قدم
مبارک پر گرا اور عرض کرنے لگا کہ یا حضرت تمام منہیات سے توبہ نصوحا کرتا ہون
میری خطا معاف فرمائیے آپنے براہ مہربانی اوسکے سر پہ ہاتہہ رکہا اور فرمایا
کہ دعوی محبت خاندان رسالت کرنا اور پیروی اونکی نکرنا بےمعنی ہے پس آپنے
مناقب ائمہ ہدیٰ اسطرح بیان فرمائیے کہ یادگار محمد مع مردمان ہمراہی کے

زار زار رونے لگا اور اپنے عقیدہ سے تائب ہوا۔ سچ ہے ؎
انچہ زر میشود از پرتو آن قلب سیاہ　　کیمیائیست کہ در صحبت درویشانست
بعدہ یادگار محمد نے وضو کرکے دو رکعت نماز شکرانہ ادا کی اور آپکی بیعت سے
مشرف ہوا جسقدر مال و متاع اوسکے پاس تہا پیش کش کرنا چاہا آپنے قبول
نفرمایا اور یہہ ارشاد کیا کہ جسقدر لوگون سے یہہ مال بجبر و تعدی تونے لیا ہے
اونکو واپس دے ڈال تا کہ بروز قیامت کوئی تیرا دامنگیر نہو حسب الارشاد
حضور کے محمد یادگار نے عمل کیا اور جو کچھ باقی رہا فقیرون مسکینون کو بخشا اور
غلامونکو آزاد کرکے ہمرکاب حضرت خواجہ بزرگوار کے حصار شادمان تک گیا جو کہ
یہہ شخص بہ برکت صحبت آپکے واصلان حق سے ہو گیا تہا حضرت خواجہ نے واسطے
ہدایت وارشاد وہان کے لوگون کے شیخ محمد یادگار کو چھوڑا اور آپ سمت بلخ
تشریف فرما ہوئے جب رونق بخش بلخ کے ہوئے مقام فیض انجام حضرت شیخ
احمد خضرویہ مین قیام گزین ہوئے اوس جگہہ حکیم ضیاء الدین نام ایک بڑا
فاضل تہا جمیع علوم فلاسفہ مین مہارت تمام اوسکو حاصل تہی لیکن علم تصوف
پر اونکو اعتقاد نہ تہا اکثر اوقات اپنے شاگردون کے آگے توہین علم تصوف
کی کیا کرتا حوالی بلخ کے ایک موضع زینا مین وہان مدرسہ اور باغ اوسکا تہا
حضرت خواجہ معین الدین چشتی ہمیشہ تیر و کمان و چقماق و نمکدان اپنے ساتہہ
رکہتے اسلیئے کہ اگر آپکا گزر آبادی سے دور ہو شکار کرکے لقمہ بے شبہہ سے افطار
کرتے ناگہان حضرت خواجہ بزرگ کا گزر اوس موضع مین ہوا جسجگہہ حکیم ضیاء الدین
رہتا تہا اوس روز آپنے ایک کلنگ کو شکار کرکے سایہ درخت مین قیام کیا
اور خادم ہمراہی کو واسطے تیاری کباب ارشاد ہوا اور آپ عبادت باری
مین مشغول ہوئے اتفاقاً حکیم ضیاء الدین وہان ہوکر گیا دیکہتا ہے کہ ایک

درویش نماز مین مشغول ہے اور خادم کباب طیارہ کر رہا ہے ٹہر گیا جس دم
آپ نماز سے فارغ ہوئے یہہ بہی سلام کرکے بیٹھہ گیا اس عرصہ مین خادم نے کباب
حاضر کیئے آپ نے بسم اللہ کہکے ایک ران اوس کلنگ کی جدا کی اور آگے حکیم
ضیاء الدین کے رکہدی اور دوسری ران کا گوشت آپ تناول فرمانے
لگے جسوقت حکیم مذکور نے اون کبابون کو کہایا ظلمت علوم فلسفہ دل سے دور
ہوئی زمین پر گرا اور بیہوش ہوگیا حضرت خواجہ نے قدرے اولش خاص سے
اوسکے مونہہ مین ڈالا۔ نقل ہے کہ بغداد مین ایک شخص فاسق اور فاجر بدرجہ
غایت تہا اوس نے کسی شخص سے سنا کہ جو کوئی تین روز متواتر حضرت خواجہ
معین الدین چشتی کی خدمت مین حاضر رہے اونکی برکت سے ولی کامل ہو
اسکو بہی شوق صحبت حضرت خواجہ کا پیدا ہوا اور حجرہ متبرکہ کے دروازہ پر
حاضر ہوکر زار زار باواز بلند رونے لگا آپ نے اوسکو طلب فرماکر استغفار
پڑہائی تین روز تک وہ شخص حضور کی خدمت مین حاضر رہا اور نماز پنجگانہ
بہی آپکے ساتہہ ادا کی دل اوسکا جو زنگ فسق سے آلودہ تہا صاف ہوا اپنے
گناہون سے از سر نو تائب ہوکر خلوت اختیار کی چند روز مین صاحب کشف و
کرامت ہوا سیر الاقطاب سے روایت ہے کہ ایک جنگل مین سات آدمی آتش پرست
رہتے تہے ریاضت اور مجاہدہ اونکا اسقدر تہا کہ چہہ چہہ مہینے تک کہاتے پیتے نہ تہے
ایک خلقت اونکی معتقد تہی برکت ریاضت اور مجاہدہ سے ہر ایک اونمین سے
روشنضمیر تہا جو کوئی اونکی ملاقات کے لئے آتا بغیر پوچہے اوسکے دل کا حال کہدیتے
اتفاقاً حضرت خواجہ کا گذر بہی اوس جنگل مین ہوا ساتون آتش پرست حضرت
کی ملاقات کو آئے اور سر نیاز قدم حضرت پر رکہا آپ نے اون سے کہا کہ سوائے
حق پرستی کے آتش پرستی کیون کرتے ہو کہنے لگے کہ یا شیخ آتش پرستی اسواسطے

کرتے ہین کہ کل قیامت کے روز آگ ہمارے بدن کو نہ جلاوے اور حرمت ہماری نگاہ رکھے آپ نے فرمایا کہ اگر تم خالق کی پرستش کرو تو کیا مقدور ہے کہ مخلوق ضرر پہونچا سکے اور خدا یتعالے ہر حال مین حرمت تمہاری نگاہ رکھے - یہ سنکر وہ لوگ کہنے لگے کہ اچھا آپ خدا کی پرستش کرتے ہو جب ہمکو یقین ہو کہ آگ تمکو مضرت نہ پہونچے وہ تو یہ بات خوب جانتے تھے کہ آگ کا کام جلا دینا ہے حضرت نے فرمایا قسم ہے اوسکے عزت وجلال کی ہمکو تو کیا جلاویگی ہماری جوتی کو بھی آگ نہین جلا سکتی یہہ فرما کے حضور نے اپنی نعلین کو آگ مین پھینکدیا اور کہا کہ اے آگ کفش معین الدین کو نگاہ رکھنا نعلین مبارک کو اوس سے مطلق ضرر نہ پہونچا بلکہ وہ تمام آگ جو ایک مدت سے روشن تھی سرد ہو گئی آگ کا سرد ہوجانا اور نعلین کا نہ جلنا دیکھکر آتش پرست سرد ہو گئے اور فی الفور ایمان لائی صحبت پاک حضرت خواجہ کی اختیار کی ہر ایک اونین سے اہل اللہ ہوا۔

روایت ہے کہ حضرت خواجہ وقت مسافرت کے ایک جنگل مین وارد ہوئے اومین کفار رہتے تھے اور اونکا پیشہ رہزنی تھا جو مسافر اوس طرف سے گذرتا اوسکو لوٹ لیتے اور مسلمان کو زندہ نچھوڑتے تھے جب حضور کو اون شریرون نے دیکھا کہ ایک مسلمان چلا آتا ہے تلوارین لیکر دوڑے اور چاہا کہ حضور کو آسیب پہونچاوین حضرت نے اونکی طرف دیکھا نگاہ پر تاثیر کے پڑنے سے مارے خوف کے کانپنے لگے اور سر نیاز زمین پر رکھہ کے کہنے لگے کہ یا شیخ ہم آپکے بندہ بے درم ہین ہمپر شفقت کرو ہم سب مسلمان ہوتے ہین اور ایمان لاتے ہین آپنے اونکو کلمہ طیبہ پڑھایا بعد اسکے ہر ایک اونین سے خدا رسیدہ ہوا۔

روایت ہے کہ جسدم حضور کے باورچیخانہ مین کسی چیز کی ضرورت ہوتی خادم اگر عرض کرتا آپ زیر مصلے سے بقدر کفایت اوس روز کے درم و دینار عطا فرماتے اور

جب سائل آتا تو اوسکے واسطے بھی یہی طریقہ حضرت خواجہ کی داد و دہش کا تھا۔
نقل ہے کہ ایک وقت حضرت خواجہ مع مصاحبون خاص جلسہ مین رونق افروز تھے
کہ ایک آدمی پتورا کے لشکر کا چھری آستین مین چھپائے ہوئے بہ قصد ہلاکت حضرت
خواجہ کے آیا اور اپنے سر کو زمین پر رکھکر جیسا کہ دستور معتقدون کا ہے بیٹھ گیا
اور اپنا بہ نیت بیعت حاضر ہونا ظاہر کیا حضور بار بار اوسکی طرف دیکھتے اور تبسم
فرماتے تھوڑی دیر بعد زبان درفشان سے ارشاد ہوا کہ درویشون کے پاس جو
شخص آتا ہے دو بات سے آنا اوسکا خالی نہین یا بہ نیت عقیدت یا بہ خیال اذیت
ان دونون باتون مین ایک بات اختیار کر جب حضرت خواجہ نے یہہ فرمایا وہ شخص
کھڑا ہوگیا اور چھری اپنی آستین سے نکالکر پھینک دی اور تائب ہوکر مرید حضرت
کا ہوکے ایسا خوش عقیدہ ہوا کہ جو کام حضرت فرماتے اوسکو وہ بخلوص قلب انجام
پہونچاتا آخرکار جب تکمیل کو پہونچا پچپن حج ادا کئے بالآخر مکہ معظمہ مین وفات پائی
مدفن اوسکا درمیان مجاوران خانہ کعبہ مقدسہ کے ہوا۔
روایت ہے کہ جس زمانہ مین حضرت خواجہ بزرگ نے سکونت اجمیر کی اختیار فرمائی تھی
حاجی لوگ جو آتے وہ بیان کرتے کہ آپکو ہم ہمیشہ طواف خانہ کعبہ مین دیکھا کرتے تھے
یہانکے باشندے جواب دیتے کہ حضرت خواجہ ہمیشہ دولتخانہ خاص مین معتکف
رہتے ہین بلکہ جب سے یہان تشریف لائے ہین حج کو تشریف لیجانے کا اتفاق نہین
ہوا وہ لوگ متحیر ہوتے آخر جب سب حاجیونکی زبانی ایسا سنا گیا ہے معلوم ہوا کہ
حضرت خواجہ ہر شب خانہ کعبہ کو جاتے ہین اور نماز صبح کی اجمیر مین جماعت سے ادا
فرماتے ہین۔ مردان خدا خدا نباشند لیکن ز خدا جدا نباشند۔
مفتاح السعادت سے نقل ہے کہ ایک روز حضرت خواجہ بزرگ اور شیخ اوحدالدین
کرمانی و حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی کسی مقام پر بیٹھے ہوئے ہر ایک قسم کے

کلمات قدسی آیات فرمارہے تھے کہ ایک لڑکا لکڑیکا پیالہ ہاتھہ مین لئے ہوئے اوس طرف سے گزرا نظر فیض اثر حضرت خواجہ کی اوس طفل خوردسال پر پڑی فرمانے لگے کہ ایک روز یہہ لڑکا ہندوستان کا بادشاہ ہوگا لوگون نے اوسکا نام دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ اسکا نام شمس الدین ہے چنانچہ ایساہی ہوا کہ بعد فوت ہونے قطب الدین ایبک بادشاہ دہلی کے شمس الدین معروف بہ سلطان شمس الدین التمش بادشاہ دہلی ہوا۔

مناجات

حضرت خواجہ بزرگ فرماتے ہین کہ جس شخص کو کوئی مہم درپیش آوے یہہ مناجات ایک مرتبہ ہرروز بوقت معین واسطے برآمد حاجات دینی اور دنیوی کے پڑہا کرے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لاالہ الا اللہ بزرگی وجباری لاالہ الا اللہ رحیمی وغفاری لاالہ الا اللہ مرا بخلق نگذاری لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ الٰہی بحرمت و برکت یکصد وچہاردہ سورہ قرآن الٰہی بحرمت و برکت شش ہزار وششصد وشصت آیہ قرآن الٰہی بحرمت و برکت حروف مقطعات قرآن الٰہی بحرمت و برکت سہ صد وبست ویک لک وہزار وششصد ونود ونہ حروف قرآن الٰہی بحرمت و برکت نود ونہ نام باریتعالےٰ الٰہی بحرمت و برکت ملائکہ مقربین الٰہی بحرمت و برکت اصحاب رسول اللہ الٰہی بحرمت و برکت سادات الٰہی بحرمت و برکت سہ صد مرد نقبا الٰہی بحرمت و برکت ہفتاد مرد نجبا الٰہی بحرمت و برکت چہل مرد ابدال الٰہی بحرمت و برکت ہفت مرد اوتاد الٰہی بحرمت و برکت یک مرد غوث الٰہی بحرمت و برکت یک مرد قطب الٰہی بحرمت و برکت جمیع علما وفقہا الٰہی بحرمت و برکت زہاد وعباد رحمۃ اللہ علیہم اجمعین خداوندا

ملکا بادشاہا مہمات دینی و دنیاوی من بندہ را بنظر عنایت خود راست آر با جمیع مسلمانان آمین رب العالمین برحمتک یا ارحم الراحمین۔
حضرت خواجہ فرماتے ہین کہ جسوقت آدمی خواب سے جاگے تو اوسکو لازم ہے کہ سیدہی کروٹ سے اوٹہے اور یہہ کہے بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ الذی انزل الرحمۃ والبرکات بعد اسکے بیت الخلا سے فارغ ہوکے وضو کرے اور نماز دوگانہ ادا کرکے جانماز پر بیٹہے اگر یاد ہو تو ستر بار آیہ سورہ بقر اور تیس بار آیہ سورہ یوسف پڑہے اور ستر مرتبہ کلمہ طیبہ پڑہکر دو رکعت سنت صبح ادا کرے رکعت اول مین فاتحہ ایک بار اور الم نشرح ایک بار اور دوسری رکعت مین بعد فاتحہ الم ترکیف اور بعد فراغ سنت کے سورہ مزمل ایک بار اور سو بار سبحان اللہ وبحمدہ واستغفر اللہ ربی من کل ذنب واتوب الیہ پڑہ کے فرض نماز ادا کرے اور رو بقبلہ بیٹہے اور دس مرتبہ لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ الملک ولہ الحمد یحی ویمیت وھو حی لا یموت ابدا ابدا ذو الجلال والاکرام بیدہ الخیر وھو علی کل شئ قدیر پڑہے اور تین بار اشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشہد ان محمد عبدہ ورسولہ اور تین مرتبہ درود شریف اور تین مرتبہ کلمہ تمجید پڑہے جب آفتاب برآمد ہو نماز اشراق ادا کرے ترکیب اوسکی یہہ ہے کہ دس رکعت دوگانہ بہ نیت اشراق شفعہ اول مین الحمد ایک بار اور آیت الکرسی واذا زلزلت الارض ایکبار اور رکعت دوم مین فاتحہ یکبار اور سورہ انا انزلنا ایک بار اور شفعہ سوم مین فاتحہ ایک بار و انا اعطیناک الکوثر ایک بار اور شفعہ چہارم مین فاتحہ ایک بار و اخلاص ایکبار اور شفعہ پنجم مین فاتحہ و معوذتین ایک بار جب فارغ ہووے دس بار درود شریف پڑہے بعد اسکے نماز چاشت ادا کرے بارہ رکعت ۳ سلام سے ہر رکعت مین بعد فاتحہ سورہ والضحی ایک بار بعد سلام کے سبحان اللہ والحمد للہ

آخر تک اور سو بار درود شریف پڑہے بعد اسکے تلاوت قرآن شریف مین مشغول
ہو اوسوقت تک کہ وقت استوا آوے نماز استوا گزارے چار رکعت ہر رکعت
مین فاتحہ ایکبار اور اخلاص پچاس بار بعدہ قیلولہ کرے جب وقت ہو نماز ظہر
ادا کرے اسکے بعد صلوٰۃ الخضر کی دس رکعت ہر رکعت مین الم ترکیف سے قل اعوذ
برب الناس تک پڑہے امید ہے کہ حضرت خضر سے ملاقات حاصل ہو بعد اسکے
سورہ فتح پڑہ کے سورہ والنازعات پڑہے مشایخان دین فرماتے ہین کہ جو شخص
سورہ والنازعات پڑہیگا قبر مین نرہیگا یعنی زندہ ہو جاویگا - بعدہ نماز شام
ادا کرے دو رکعت نماز حفظ الایمان ادا کرے اور سر بسجدہ ہو کر تین بار یاحی
یاقیوم ثبتنی علی الایمان بعدہ سورہ واقعہ پڑہے اور دس بار درود شریف
بہیجے - اوسوقت صلواۃ الاوابین ادا کرے چہ رکعت ہر رکعت مین فاتحہ ایک بار
اور سورہ اخلاص تین بار بعد اسکے ذکر اور درود شریف مین مشغول ہو جب
وقت نماز کا گزر جاوے کہے اللھم اعنی علی ذکرک وشکرک وحسن عبادتک بعدہ
نماز عشا ادا کرے اور سر بسجدہ ہو کر تین بار یاحی یاقیوم ثبتنی علی الایمان اور یہہ
دعا پڑہے اللھم انی اسئلک برکۃ فی العمر وصحۃ فی البدن وراحۃ فی المعیشۃ و
وسعۃ فی الرزق وزیادۃ فی العلم ثبتنا علی الایمان بعد اسکے رات کے تین حصے
مقرر کرے اول قسم نماز مین قسم دوم ذکر مین قسم سوم تلاوت مین اور آخر
شب نماز تہجد ادا کرے جو کچہ جانتا ہو پڑہے -

نقل ہے کہ ایک وقت حضرت خواجہ بزرگوار یاد پروردگار مین مستغرق تھے
اور ابواب عالم علوی منکشف ہو رہے تھے اسی اثنا مین ایک مرید حضرت کا آیا
اور والی شہر کا شکوہ کیا کہ مجھکو بلا قصور شہر بدر کرنیکا حکم ہوا ہے آپ نے فرمایا
کہ والی شہر کہان ہے یعنے وہ دنیا مین نہین رہا مگر وہ شخص اس رمز کو نہ سمجھا اور

عرض کی کہ سوار ہو کے میدان کیطرف گیا ہے فرمایا کہ جا وہ گھوڑے سے گر کے
مرگیا مرید حضرت کا باہر آیا کیا سنتا ہے کہ شہر مین شور وغل برپا ہے لوگون سے
دریافت گیا کہنے لگے کہ والی شہر نے گھوڑے سے گر کے جان دی۔
نقل ہے کہ رائے پتھورا نے جب کمالات حضرت خواجہ کے مشاہدہ کئے کف افسوس
ملے اور یہہ کہنے لگا کہ اس درویش نے بزور کرامت مجھکو عاجز کر دیا ہے اگر
کام شمشیر سے پڑتا اوسوقت بڑی جرأت معلوم ہوتی کسی شخص نے آپ سے یہہ
عرض کی کہ رائے پتھورا کو اپنی ہمت اور شمشیر زنی کا بڑا غرور ہے چنانچہ اوسنے
ایسا کچھہ اپنے حضار مجلس سے کہا آپنے تبسم فرماکے اوس شخص کو یہہ جواب دیا کہ اگر
اوسکا ایسا حال ہے تو یہہ دعوی بہی اوسکا ہم باطل کر دیتے ہین جو کہ قبل
ازین سلطان شہاب الدین غوری شکست رائے پتھورا سے پاچکا تہا اور بعد
شکست پانے کے اوسکو ہمیشہ رنج والم لاحق رہتا ایک شب خواب مین تہا کیا دیکھتا
ہے کہ ایک بزرگ فرشتہ صورت تشریف لائے اور اپنے دست خاص سے تاج ہی
سلطان کے سر پر رکہا اور شمشیر کمر مین باندہی اور یہہ ارشاد ہوا کہ قصد محاربہ کا
رائے پتھورا سے کر بعون وعنایت باری تجھکو فتح ونصرت رائے پتھورا پر حاصل
ہوگی سلطان بیدار ہوا اور اس بشارت سے اپنے جامہ مین پہولا نہ سمایا اوسیوقت
فوج کو ساز وسامان سے آراستہ کر کے روانہ ہوا اور رائے پتھورا پر فتحیاب
ہوا اور اوسکو زندہ گرفتار کر کے قتل کیا۔
نقل ہے کہ بعد عطا فرمانے خلافت کے حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ نے
خواجہ بزرگوار کو ارشاد فرمایا کہ اے معین الدین خرقہ درویشونکا تمنے پہنا
ہے لازم ہے کہ کام درویشونکا کرو اور کام درویشونکا فقر و فاقہ کہینچنا اور
محنت ورنج دیکہنا غم واندوہ چکہنا ہے درویش اپنے غم واندوہ مین شادمان

رہتا ہے فقیرون غریبون سکینون سے اوسکو محبت چاہیے اور اونکی مصاحبت
اختیار کرے دنیا و اہل دنیا سے پرہیز کرے جب درویش ایسا ہوگا محب حضرت
ذوالجلال ہوگا بعد اسکے حضرت شیخ نے میرا ہاتھ پکڑا اور فرمایا الٰہی معین الدین کو
قبول فرما ہاتف نے آواز دی کہ ہمنے قبول کرکے سر حلقہ مشایخونکا کیا حضرت خواجہ
نے اوسوقت مناجات کی کہ الٰہی ایک اور عرض ہے جیسا اپنے فضل و کرم سے اس
درویش معین الدین کو قبول فرمایا ہے میرے اور مریدون کو بھی مقبول درگاہ
اپنی کا فرما آواز آئی کہ اے معین الدین جو شخص تمھارے شجرہ اور خانوادہ مین
داخل ہوگا تا بروز قیامت سب کو ہمنے قبول کیا بعض کلمات قدسی آیات حضرت
پیر دستگیر کے یہہ ہین یعنے فرمایا آپنے کہ دل عاشق کا آتشکدہ سوختہ آتش محبت
جناب الٰہی ہے جو شے اوسمین پڑے فوراً جلجاوے اور نابود ہووے اسلیے کہ
کوئی آگ بالاتر آتش محبت سے نہین ہے۔ فرمایا آپنے کہ ندی اور نالون سے
پانی جاری ہوتا ہے اور آواز اونکی پرشور ہوتی ہے جسوقت کہ سمندر مین پہونچتے
ہین ساکن ہوجاتے ہین ایسا ہی حال طالبان واصل حق کا ہوتا ہے کم بولتے
ہین اور جوش خروش دنیوی زایل ہوجاتا ہے فرمایا آپنے کہ میرے پیر و مرشد
فرماتے تھے جس کسی مین یہہ تین خصلتین ہونگی حق سبحانہ تعالےٰ اوسکو دوست
رکھیگا اول سخاوت مانند سخاوت دریا کے دوسرے شفقت مثال شفقت آفتاب
کے سوم تواضع مانند تواضع زمین کے۔ قول صحبت نیکو نکی بہتر ہے کار نیک سے اور
صحبت بدون کی بدتر ہے کار بد سے قول محبت وہ ہے کہ مطیع رہے اور ڈرے کہ
مبادا دوست نکال نہ دے۔
قولہ اہل حقیقت کو دس چیزون کا عمل کرنا لازم ہے اول یہہ کہ سالک خدارسیدہ
ہو دوسرے صحبت نیک سے خلوص اور صحبت بد سے نفرت جب واصل حق ہو کل

خلقت سے آزاد اور کسیکو گبر و ترسا سے دشمن نہ جانے بلکہ صلح کل اختیار کرے
کہ سب ایک ماباپ کی اولاد ہین اور سب آدمیونکو عاجز اور ضعیف جانے اور اپنے
کو سب سے کمتر تیسرے شفقت ساتھہ خلق اللہ کے یعنی وہ بات اون سے کہے جو
دنیا و آخرت مین اونکو فائدہ بخشے چوتہے تواضع سب آدمیونکو حرمت سے دیکہے
اور اونکو عزیز رکہے پانچوین رضا و تسلیم ششم تحمل یعنے صبر اختیار کرنا ساتوین
بے طمع ہو کہ طمع ام الخبائث یعنی ماں سب بدی کے ہے آٹھوین قناعت نہم آزادی
یعنے اپنے ہاتھہ یا زبان سے کسیکو آزار نہ پہونچاوے بلکہ حتی المقدور راحت دیوے
دسوین تمکین۔

مونس الارواح مین لکھاہے کہ حضرت خواجہ کا حجرہ متبرکہ ابتک قصبہ جیل مین موجود
ہے پہر آپ جیل سے ہمدان اور ہمدان سے تبریز اور استرآباد اور ہرات تشریف
لیگئے اوسجگہہ کا حاکم محمد یادگار نام مذہب شیعہ رکہتا تھا آپ اوسکے باغ مین
پہونچے اور لب حوض قیام فرمایا اتفاقاً ایک روز محمد یادگار واسطے سیر گل وگلزار
کے اوس باغ مین آیا جبکہ حوض کے قریب پہونچا آپکو دیکہکر غضبناک ہوا آپ نے
جو ہین آنکھہ اوٹھا کر اوسکی طرف دیکہا فی الفور غش مین آکر بیہوش ہوکر گر گیا
حضرت خواجہ بزرگ نے جب اوسکو اس حال مین دیکہا حوض سے پانی لیکر اوسکے موہنہ
پر چھڑکا جب ہوش آیا اوسی دم اپنی کردار باطل سے تائب ہوکر مع اعیان و ارکان
کے مرید ہوا چند روز مین فیض صحبت حضرت خواجہ بزرگ سے تکمیل کو پہونچکر خرقہ
خلافت پایا اور خلافت صوری و معنوی ملک ہرات پر مامور ہوا بعد اسکے حضرت
خواجہ ہرات سے متوجہ بلخ کے ہوئے اور چندے نزدیک شیخ احمد خضرویہ کے اقامت
کی اوسجگہہ ایک حکیم ضیاءالدین نامی نہایت مغرور و متکبر علم حکمت مین بہرہ کامل
رکہتا تھا اور درویشون سے منکر تھا ایک روز آپ واسطے شکار کے تشریف فرما

ہوئے اور دامن کوہ کے پاس کلنگ کا شکار تیر سے کیا آگ روشن کر کے کباب طیار فرمانے مین مصروف تھے اتفاق سے حکیم ضیار الدین بھی وہان آپہونچا او ر آپ کے پاس بیٹھا آپ نے کباب طیار ساختہ سے حکیم کو دیا بمجرد کھانے کباب کے زمین پر گر پڑا اور بیہوش ہو گیا جب ہوش مین آیا نہایت عقیدت سے مرید ہو کر جسقدر کتب حکمت اوسکے کتب خانہ مین موجود تھین سب کو دریا مین ڈالکر کاملان وقت سے ہوا بعد اسکے حضرت خواجہ بزرگ بلخ سے غزنین اور غزنین سے لاہور اور دہلی ہوتے ہوئے اجمیر مین تشریف لائے ۔ نقل ہے کہ ایک روز بعد نماز صبح کے ایک آدمی حضور کی خدمت مین حاضر ہو کر بچشم اشکبار و دیدہ خونبار عرض کرنے لگا کہ حاکم ظالم نے میرے فرزند کو بے جرم و گناہ قتل کیا ہے آپکی درگاہ عالی سے امید انصاف کی رکھتا ہون آپ یہہ حال سنکر مقام سکونت سے روانہ ہو کر بالین مقتول پر پہونچے اور اوس مقتول کے سر کو اوسکے جسم سے ملاکر فرمایا کہ اے جوان اگر حاکم ظالم نے تجھکو ناحق قتل کیا ہے تو خدا کے حکم سے زندہ ہوجا یہہ کہنا تھا کہ فی الحال جسم اوسکا جنبش مین آیا اور زندہ ہو گیا ۔ نقل ہے کہ ایک روز حضرت خواجہ راستہ مین چلے جاتے تھے اور شیخ علی نامی مرید آپکے ساتھ تھے ایک شخص آیا اور شیخ علی کو پکڑ لیا اسواسطے کہ چند درم قرضہ کے شیخ علی کے ذمہ اوس کے تھے وقوع اس حال سے حضرت خواجہ بزرگ نے بملایمت قرضخواہ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ چند روز کی مہلت دے اسمین وہ تیرے درم ادا کردیگا اوس نے فرمانا حضور کا قبول نہ کیا اور گستاخانہ جواب دیا کہ اگر آپ اسکی شفاعت کرتے ہو تو اپنے پاس سے قرضہ اوسکا ادا کر دیجئے یہہ جواب اوسکا سنکر حضور کو جوش حمیت آیا اور ردا ے نورانی جو زیب دوش پردہ پوش حضور کے تھی زمین پر بچھادی فی الفور آپکی کرامت سے درم و دیناروں سے ردا ے مبارک

پر ہو گئی آپ نے اوسکو فرمایا کہ اپنا حق انہین سے لیلے اور زیادہ طلبی نکر اوس
شخص نے ہاتھ دراز کرکے چاہا کہ اپنے حق سے زیادہ لے فی الحال ہاتھ اوسکا
خشک ہو گیا یہہ حالت دیکھکر فریاد و زاری کرنے لگا اور آپکے قدم مبارک پر
گر پڑا توبہ و فریاد کی آپنے دست مبارک اپنا اوسکے دست بیکار پہ پھیرا اوسیدم
آپکے دست شفا سے اوسکا ہاتھ جو خشک ہو گیا تھا اچھا ہو گیا ۵

آنانکہ خاک را بنظر کیمیا کنند — آیا بود کہ گوشۂ چشمے بما کنند

نقل ہے کہ حضرت خواجہ خدمت خواجہ عثمان ہارونی سے رخصت حاصل کرکے
مکہ شریف مین آئے اور مکہ معظمہ سے واسطے زیارت روضہ رسول خدا حضرت
محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مدینہ مین گئے عرصہ تک روضہ شریف کی خدمت
کرتے رہے ایک روز روضہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آواز آئی
کہ اے معین الدین حسن ولایت ہند ہمنے تمکو بخشی اجمیر کو جاؤ کیونکہ کفر اوس
سرزمین مین بہت ہے تمہارے جانے سے حق تعالےٰ اسلام کو قوت دیگا یہہ حکم
سنکر آپکو حیرت دامنگیر ہوئی کہ بار خدایا اجمیر کہان ہے اسی تردد مین آنکھ لگ گئی
اور حضرت رسول خدا نے طرفۃ العین مین تمام عالم مشرق سے مغرب تک اور جنوب
سے شمال تک آپکو دکھلا دیا اور قلعہ اور کوہسار اجمیر کا بھی نشان تبلا دیا اور ایک
انار بہشتی آپکو عطا فرما کر رخصت کیا جسدم آپ بیدار ہوئے ہندوستان کا
قصد کیا ہر ایک بلاد و امصار مین کامل کامل بزرگون سے ملاقات کی اوسوقت
چالیس درویش ہمراہ آپکے تھے کہ آپ براہ غزنین و لاہور و دہلی جانب اجمیر راہ نورد
ہوئے اوس زمانہ مین راجہ پتھورا تخت نشین اجمیر کا تھا مادر اسکی علم نجوم مین بہرہ
کامل رکھتی تھی اوس نے بارہ سال پہلے راے پتھورا کو یہہ خبر دی تھی کہ ایک
درویش تیرے ملک مین آویگا اور راج تیرا خاک مین ملا دیگا اسوجہ سے رای مذکور

ہمیشہ غمگین رہتا تھا بلکہ راجہ کی مان نے حلیہ تک خواجہ صاحب کا علم نجوم سے بتا
دیا تھا الغرض راے پتھورا نے اوس حلیہ کو جا بجا بھوایا اور راجہ بابوؤن کے
نام فرمان جاری کئے کہ جو کوئی نووارد ہی حلیہ کے مطابق تمہارے یہان آوے
بہت جلد اطلاع اوسکی کرو بلکہ بحفاظت وحراست روانہ اجمیر کردو القصہ اکثر راجہ جو
مطیع اور فرمان بردار پتھورا کے تھے درپے تلاش آپکے رہے جب کہ آپ قطع
منازل کرتے ہوئے قصبہ سمانہ حوالی پٹیالہ مین پہونچے راے پتھورا کے آدمی جو
اوس جگہہ موجود تھے اونہون نے آپ کو دیکھا اور حلیہ سے مطابق پایا براہ
فریب التماس کرنے لگے کہ آپکے لئے رہنے کی جگہہ تجویز کرین اوسجگہہ آپ کو سبطرح
آرام ملیگا اوسوقت حضرت خواجہ نے مراقبہ کیا تو کیا دیکھتے ہین کہ جناب رسول خدا
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہین اے معین الدین قول ان لوگونکا ہرگز منظور
نکرنا اسلئے کہ انکی نیت مین شر ہے پس آپ اون سے مخاطب ہوکر فرمانے لگے کہ درویش
کو بجز ذات خداوند تعالے کسی سے غرض نہین ہے بعد اسکے جو واقعہ آپنے مراقبہ
مین مشاہدہ کیا تھا یاران ہمراہی سے ظاہر کیا اور اجمیر کیطرف روانہ ہوگئے بعد طے
منازل کے دسوین تاریخ محرم کو کہ اوسوقت سن ہجری پانسو اکسٹھ تھے اجمیر مین
پہونچکر ایک سایہ دار درخت کے نیچے آپنے ارادہ قیام کا کیا تھا ایک آدمی نے آواز
دی کہ یہان راجہ کے اونٹ بیٹھا کرتے ہین تم اور جگہہ پر ٹھیرو آپ نے فرمایا کہ راجہ
کے اونٹون سے ہمکو کیا غرض ہے بیٹھے رہنے دو اوسوقت خواجہ بزرگ مع مردمان
ہمراہی بالاے آنا ساگر اوسمقام پر کہ جہان اب آپکا چلہ بنا ہوا مشہور ہے ایک درخت
سایہ دار کے نیچے ٹھہرے آپکے ہمراہیون مین بعضون نے شکار کے کباب طیار کئے
اور بعضے سیر کرتے ہوئے تالاب بیسلہ پر جانکلے اوسوقت کنارہ تالاب پر صدہا
بتخانے تھے کئی من تیل اور پھول روشنی وخوشبو مین صرف ہوتا تھا انہون نے

ارادہ طہارت کا کیا برہمن لوگ منع کرنے لگے اور مستعد فساد ہوئے ناچار خادمون
نے واپس آکر تمام حال بتخانون کا اور آمادہ ہونا قوم برہمن کا فساد پر روبرو حضرت
خواجہ کے بیان کیا آپنے چھاگل مین پانی تالاب بیسلہ اور آناساگر کا بزور کرامت
بند کردیا گویا دریا کوزہ مین سما گیا۔ فوراً آب تالاب آناساگر اور بیسلہ کا خشک
ہوگیا چونکہ حوالی شہر مین کوئی چشمہ بجز ان دونون چشمون کے نتھا بلکہ اور جو حوض
و کنوئین تھے سب کے سب دفعتاً سوکھہ گئے یہانتک کہ شیر زنان طفل دار اور چہار
پایونکا خشک ہوگیا الغرض جب خبر آنے حضرت خواجہ صاحب کی اور نہ اوٹھنے
اونٹونکی جاے نشست سے اور خشک ہوجانے آب تالاب بیسلہ و آناساگر اور
شدت پیاس و بیقراری رعیت کی راے پتھورا نے سنی بہت گھبرایا اور تمام حال
اپنی ماسے جاکر بیان کیا اوس نے سب حقیقت سنکر جواب دیا کہ یہہ وہی درویش
ہے جسکے آنے کی خبر تجھکو دی تھی مگر کسی طرح کی ایذا اور تکلیف اسکو نہ دینا بلکہ
تعظیم اور تواضع سے پیش آنا چاہیے کہ یہہ موجب تیرے فائدہ کا ہے اور اوسکے
ناخوش کرنے سے سرتاسر نقصان ملک و دولت کا اوٹھانا ہوگا یہہ گفتگو سنکر راے
پتھورا نے واسطے خبر پہونچانے اس حادثہ کے کسی آدمی کو پاس جوگی اجیپال کے
کہ وہ بڑا جادوگر اور راجہ کا گرو تھا بھیجکر مدد چاہی اجیپال نے جواب دیا کہ راجہ
سے کہدو یہہ جادوگر ہے مین تدبیر اسکے مدافعہ کی کرتا ہون الغرض اوسی حالت
اضطراب مین راے پتھورا نے دوسرا آدمی جوگی مذکور کے پاس بھیجکر کہلا بھیجا کہ مین
اوس درویش کا دیکھنا چاہتا ہون تم اپنی تدبیر کرکے جلد آؤ جسوقت راے مذکور
اپنے محل سے نکلا راہ مین کوئی امر بیہودہ نسبت خواجہ بزرگ کے تجویز کیا اوسیوقت
اندھا ہوگیا جب اوس قصد کو دل سے دور کیا آنکھین بدستور روشن پائین
چنانچہ سات دفعہ نابینا اور بینا ہوا آخرکار اوس ارادۂ باطل کو دل سے دور کرکے

خدمت حضور خواجہ غریب نواز مین حاضر ہوا۔

فصل دوسری

واضح ہو کہ ادہر تو راے پتہورا آپکی خدمت مین حاضر ہوا اور اسطرف سے اجیپال
جوگی فن جادوگری مین کامل علم سحر کا عامل پندرہ سو جادو کے چکر اور سات سو
اژدر خونخوار سے جنپر ہر ایک ساحر عذرا سوار تہا سحر کی نیرنگیان دکہاتا ہوا چلا
حضرت خواجہ صاحب پر یہہ بات ظاہر ہوئی کہ جوگی اجیپال بڑے زور شور سے
واسطے مقابلہ کے چلا آتا ہے پہلے آپنے وضو کیا اور ایک حصار دور تک کہینچا جسکے
اندر تمامی خدمتگذار بیٹہہ گئے یکایک غولان بیابانی اور فرعون باسامانی ساحرون
کا نمودار ہوا اور انواع انواع کے سحر کرنے لگے الغرض عرصہ تک کوئی دقیقہ جادو
کا باقی نرہا جب کوئی منترا اور جادو موثر نہوا تو اون پندرہ سو چکر کو ایکبارگی
آپکیطرف پہینک مارا گروہ بہی سب رد ہو کر وبال جان ساحرونکے ہوئے اور جسقدر
اژدہاے آتش فشان تہے سب زمین پر سر مار مار کر مر گئے کہتے ہین کہ اجیپال جوگی
کے چکرون مین تاثیر سحر اس درجہ تہی کہ جو کسی جادوگر سے لڑتا یا کوئی اوس سے مدد
طلب کرتا تہا اپنے چکرون کو جانب مخالف پہینکتا وہ سو سو کوس تک معلق ہوا مین
جاکر دشمن کو فنا کرتے تہے القصہ جب راجہ پتہورا اور اجیپال جوگی نے یہہ حال دیکہا
اور تمام آدمی بہ سبب نایابی آب کے قریب ہلاکت کے پہونچے عاجزی کرنی شروع کی
حضرت خواجہ نے اجیپال جوگی سے فرمایا کہ اوس چہاگل کو اوٹہالا ہر چند اجیپال
نے ارادہ اوٹہانے چہاگل کا کیا نہ اوٹہی نہایت لاچار ہوا آپنے فرمایا کہ یہہ سحر اور
جادو نہین ہے جو رد ہو جاوے یہہ چہاگل مردان راہ خدا کی ہے کتاب مونس الارواح
سے منقول ہے کہ ایک جن تہا جس سے پتہورا نہایت اعتقاد رکہتا تہا اور باعث

دولت واقبال اوس جن کے طفیل سے جانتا تہا بجرد تشریف آوری حضرت خواجہ
صاحب کے جن مذکور خدمت مین حاضر ہوکر مسلمان ہوا آپ نے اوسکو مسلمان کرکے
نام اوسکا عبد اللہ عرف شادی رکہا او سدم آپنے اوس جن کو حکم چہاگل لانیکا
دیا شادی جن چہاگل اوٹہالایا آپنے اوس چہاگل سے تہوڑا سا پانی تالاب
بیسلہ اور آناساگر کیطرف ڈالدیا فرمان الٰہی سے کل چاہ وچشمے پر آب ہوگئے اور
بہی آپنے دعا کی کہ یہ تہوڑا کے اونٹ اوٹہ کہڑے ہوئے مشاہدہ اس کرامت سے
جو بضرورت خواجہ صاحب سے ظاہر ہوئی اور مسلمان ہو جانے جن سے مخالف
کف افسوس ملنے لگے اور نہایت حیران ہوکر کہنے لگے کہ ہمنے تمام عمر پرستش
اس جن کی اور خدمتگذاری اجیپال جوگی کی خزانہ کثیر انکے اصراف مین خرچ
کیا لیکن حیف ہے کہ ان سے کچہہ بہی مطلب نہ نکلا آخر کار اجیپال جوگی نے عرض
کی کہ آپنے بارگاہ ایزدی مین کیا منصب پایا ہے اور کس مقام والاتک آپکی
رسائی ہے آپنے فرمایا کہ اول جو بات تونے حاصل کی ہے وہ دکہلا اوسوقت اجیپال
نے پوست آہو کو ہوا پر ڈالا کہ وہ مرگ چہالا ہوا پر پہنچ گیا بعد اسکے جست مع کرکے
ایک جست کی اور اوس پوست پر جا بیٹہا یہ حال دیکہکر تہوڑا اور اوسکے ہمراہی
بہت خوش ہوئے جسوقت اجیپال نے ہوا پر پرواز کیا تہا تو حضور مراقبہ مین تہے
جب کچہہ عرصہ گزرا ارشاد ہوا کہ اجیپال کہانتک پہونچا خدمت گزارون نے عرض
کیا کہ برابر ایک مرغ کے دکہلائی دیتا ہے بار دگر بعد ایک لحہ کے عرض کی کہ اب
نظرون سے غائب ہوگیا اوسوقت حضور نے نعلین چوبین کیطرف اشارہ کیا فوراً
وہ ہوا ہوئین اور رفتہ رفتہ اجیپال تک پہونچکر سر کوبی شروع کی آواز ضرب کی
اور شور وفریاد داد بیداد اجیپال کی حاضرین نے سنی پاپان کار زد وضرب کرتے
ہوئین اوسکو زمین پر لائین آخر اجیپال قدم مبارک پر گر گیا اور امان چاہی

حضرت خواجہ بزرگ نے نعلین کو سرکوبی سے منع فرمایا جوگی اجیپال عرض کرنے لگا
کہ اب امیدوار اس بات کا ہون یعنے حضور بہی اپنا رتبہ عالی دکہلادین آپ
نے وہین مراقبہ کیا اور روح پرفتوح نے عالم بالا کو عروج کیا جوکہ اجیپال نے
بہی بہت کچھہ ریاضت شاقہ سے قوت استدراج حاصل کی تہی اوس نے بہی مراقبہ
کیا اور روح اوسکی عقب روح پاک حضرت کے چلی جب قریب آسمان اول کے
پہونچی حضور کی روح مقدس تو بالاے آسمان عرش پرواز ہوئی اور اجیپال
کی روح آسمان کے نیچے رہ گئی مطلق راہ نہ ملی اوسوقت عاجزی اور زاری
شروع کی اوسوقت آپ ترحم کرکے ہمراہ اپنے عالم بالا کو لیگئے اور زیر عرش برین
پہونچے بہ برکت روح مطہر حضرت خواجہ بزرگ کے حجاب اجیپال کی روح کے سامنے
سے اوٹہا لیا گیا تعظیم اور ادب فرشتگان ملاء اعلیٰ کا کہ روح پاک حضور سے
کرتے تہے دیکھا جبکہ روح منور نے اوس جگہہ سے ارادہ بازگشت کا کیا اور آسمان
اول تک واپس آکے دوسری بار پہر ارادہ عروج کا کیا اجیپال نے بہی ثانیاً استمداد
ہمراہی رکاب کی چاہی اور یون عرض کی کہ مجہکو یہان تنہا نہ چہوڑیے کسلیے کہ حضور
کے ہمراہ رہکر قدرت حق جل وعلی کی دیکھون آپنے فرمایا کہ تو لایق سیر اون مقامات
کے اوسوقت ہوگا جو صدق دل سے خدا اور رسول خدا پر ایمان لاوے اجیپال
نے بصدق تمام قبول کیا اور کہا کہ مین مسلمان ہوتا ہون لیکن امیدوار اس
بات کا ہون کہ تا قیامت زندہ رہون آپ نے دعا کی اور دست مبارک اجیپال
کے سر پہ پہیر کر فرمایا کہ انشاء اللہ تعالےٰ تو زندہ رہیگا اجیپال نے کلمہ شہادت پڑہا
اوسوقت حضور کی روح نے روح اجیپال کو ہمراہ لیکر عروج کیا یہانتک کہ قریب عرش
اعظم کے پہونچے الغرض عجائب غرائب آسمانون کے ملاحظہ فرماکر مراجعت کی آپنے
چشم حق بین مراقبہ سے کہولی کہ اجیپال کلمہ طیب کہتا ہوا قدمو نپر گرا اس عرصہ مین

واسطے مشاہدہ حق و باطل کے ایک خلقت جمع ہو گئی تھی جب یہہ حالت اجیپال کی
رائے پتھورا نے دیکھی سخت حیران اور از حد پشیمان ہو کر اپنے گھر گیا کہتے ہین کہ اجیپال
ابتک زندہ ہے کوہستان اجمیر شریف مین سیر کرتا ہے اور ہر روز زیارت روضہ
شریف کیواسطے آیا کرتا ہے زمانہ جاہلیت مین جس مقام پر کہ رہتا اور کڑی کڑی
ریاضتین کرتا تھا اب تک اجمیر کے غربی تین کوس کے فاصلہ پر موجود ہے اور
نام اوسکا عبد اللہ بیابانی مشہور ہے اکثر مردمان نواحی اجمیر سے سنا گیا کہ ہم راستہ
بھول گئے تھے عبد اللہ بیابانی نے ہمکو راستہ بتایا اور بعضون نے وقت شب
جب درگاہ شریف کے دروازے بند ہو جاتے ہین اوسی جوگیانہ وضع سے اوسکو
آستانہ مین جاتے ہوئے دیکھا ہے القصہ حضور خواجہ ممدوح نے رائے پتھورا کو
ہدایت مسلمان ہونیکی فرمائی لیکن وہ بدبخت ایمان نہ لایا المختصر اجیپال اور شادی
جن منت سماجت کر کے حضرت خواجہ کو مقام شادی پہ لائے آپ نے وہ جگہہ پسند
فرمائی جماعت خانہ اور عبادت خانہ اور باورچیخانہ بنوایا جس مقام پر کہ مطبخ خاص
تھا اب وہان روضہ مبارک آپکا ہے حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی سے
جو مرید اور خلیفہ حضرت خواجہ بزرگ کے ہین نقل ہے کہ ایک شخص پتھورا کے پاس
سے بہ نیت مرید ہونے کے خواجہ صاحب کے پاس آیا آپنے اوسکو مرید نہ کیا اوس
نے آپکی شکایت پتھورا کے روبرو کی رائے مذکور نے کسی آدمی کو بھیجکر سبب
مرید نکرنیکا دریافت کرایا آپ نے جواب دیا کہ تین چیز کے سبب سے جو اوس شخص مین
ہین اور نہ کبھی اوس سے جاوینگی اول تو یہہ گنہگار بہت بڑا ہے دوسرے ہمارے
طریقہ کا نہین ہے اور ہم ایسی شخص کو کلاہ نہین دیتے جو غیر کے روبرو سر جھکاوے
تیسرے لوح محفوظ پر مینے لکھا دیکھا ہے کہ وہ اس جہان سے بے ایمان جاویگا
جب یہہ جواب رائے پتھورا نے سنا بہت برہم ہو کر کہنے لگا کہ یہہ درویش غیب کی

باتین کرتا ہے اس سے کہدو کہ میرے شہر سے چلا جاوے جب یہ حقیقت آپ نے
سنی ہنسکر راجہ سے کہلا بہیجا کہ تین روز کی مہلت ہمکو دیوے اسمین یا تو وہ خود
چلا جاویگا یا ہم اوسی عرصہ مین سلطان اسلام معز الدین بن محمد سام کا لشکر یورش
کرکے آیا اور راجہ پتہورا اوسکے مقابلہ کو گیا اور زندہ گرفتار ہوا ؛

انتخابی ترجمہ کتاب طبقات ناصری تالیف قاضی منہاج الدین جرجانی علیہ الرحمتہ کہ معاصر سلطان شمس الدین التمش اور سلطان ناصر الدین محمود کی تہی انار اللہ برہانہما

ازنسخہ مطبوعہ کلکتہ

احوال ۵۸۷؁ ہجری صفحہ ۱۱۸ و ۱۱۹

چنانچہ طبقات ناصری سے مستنبط ہے کہ ۵۸۷؁ ہجری مین سلطان غازی (معز الدین
محمد سام) لشکر اسلام کو طیار کرکے قلعہ سرہند پر آیا اور اوسکو فتح کیا بعدہ ملک
ضیاء الدین قاضی تولک کے سپرد کیا اس شرط پر کہ وہ آٹھ مہینے قلعہ کی حفاظت کرین
تا کہ سلطان غازی پہر غزنین سے واپس آجاوے لیکن راے پتہورا نزدیک
آپہونچا تہا اور ہندوستان کے تمام راجگان اوسکے رفیق تہے سلطان بہی آکے
مقابلہ پر ترائین مین آگیا ۔ عین جنگ مین سلطان نے اپنے ہاتہ مین نیزہ لیکر
اوسی ہاتہی پر حملہ کیا جسپر دہلی کا راجہ گوبند راے سوار تہا اور ایسا نیزہ اوسکے
مونہہ پر مارا کہ راجہ کے دو دانت ٹوٹ کر اوسکے مونہہ مین جا پڑے راجہ نے بہی
سلطان پر سیل مارا کہ جسکا زخم شدید بازو پر لگا سلطان نے اپنے گھوڑے کی

باگ موڑی مگر زخم کی شدت سے گھوڑے پر ٹھہرنے کی طاقت نرہی تھی لشکر
بھاگ نکلا اور ایسی آبادھاپی ہوئی کہ سلطان کو بھی سنبھالنے والا کوئی نہین
رہا۔ قریب تھا کہ سلطان گھوڑے سے گر پڑے مگر ایک بہادر خلجی نے سلطان کو
پہچان کر جھٹ اوسکے گھوڑے پر چڑھ کر سلطان کو اپنی گود مین پکڑ لیا اور گھوڑے
کو ایسی ڈانٹ بتائی کہ میدان جنگ سے باہر لے نکلا اور وہان تک پہونچا دیا
کہ جہان اس شکستہ حال لشکر نے راجگان ہند کے تعاقب سے امن پاکر ڈیرہ
کیا تھا سلطان کے پہونچنے سے سبکو تسلی ہوئی لشکر پریشان بھی جمع ہو گیا۔
سلطان نے غزنین کی راہ لی اور قاضی تولک کو قلعہ سرہند مین چھوڑ گئے
تھے راے پتھورا نے اس قلعہ کو جا گھیرا اور تیرہ مہینے سے زیادہ لڑائی ہوتی رہی
آخر صلح کر کے قلعہ لے لیا۔ اودھر سال بھر کے بعد سلطان غازی نے پھر لشکر اسلام
جمع کر کے پچھلے سال کا بدلا لینے کو ہندوستان پر چڑھائی کی ابکی بار اس فوج
غازی مین ایک لاکھ بیس ہزار سوار کی بھیڑ بھاڑ تھی ترائین کی حدود مین
سلطانی کیمپ قایم کیا اور پتھورا راے اجمیری اور گوبندراے دہلوی وغیرہ کے
مقابل صف جنگ درست ہوئی لڑائی کے وقت ہر سمت سے دس دس ہزار
سوارون نے دھاوہ کر دیا چالیس ہزار سوار جرار چارون طرف سے راجاؤنکے
لشکر پر جا پڑے اور باقی سامان ہاتھی گھوڑے سوار پیادے کئی میل پیچھے کمک
کے لئے تیار ڈٹے ہوئے حاضر تھے اس معرکہ مین راجگان ہند کی افواج کے پانو
اوکھڑ گئے حریفون کو پشت دکھا کر بھاگے دہلی کا راجہ گوبندراے میدان جنگ
مین مارا گیا اوسکا سر دیکھکر دونون ٹوٹے داتون سے خود سلطان نے اوسے
پہچان لیا اور راے پتھورا ہاتھی سے اوتر گھوڑے پر چڑھ کے بھاگ گیا تھا کہ سرسہ
کیطرف سے گرفتار ہو کر آیا اور قتل ہوا دار الملک اجمیر اور تمام سوالک اور ہانسی و

سرسہ وغیرہ شہر فتح ہو گئے یہہ فتح ۵۸۸ھ ہجری مین سلطان کو نصیب ہوئی۔

صفحہ ۹۱ سلطان غازی معز الدین نے اجمیر کے فتوحات سے کئی چیزین بطور سوغات کے سلطان غیاث الدین محمد سام کی خدمت مین بھجوائی تہین از انجملہ پانچ کنگرہ زرین جڑاؤ تہے ہر ایک تین گز سے زیادہ اونچا اور دو گز چوڑا تہا۔ اور دو ہما سونے کے بنے ہوئے تہے ہر ایک ہما کا ڈیل ڈول اچہے بڑے اونٹ کے برابر تہا۔ اور سونے کی زنجیرین اور حلقے۔ اور ایک جوڑی طلائی نقارون کی۔ اور ایک جریرہ جسکا دایرہ پانچ گز سے پانچ گز تہا۔ ان چیزون کو سلطان غیاث الدین نے فیروزکوہ کے قلعہ اور جامع مسجد پر رکہوا دیا تہا۔

اور یہہ بہی ایک روایت ہے کہ از روے غضب کے آپ نے یون فرمایا کہ پتہورا کو ہمنے زندہ پکڑا اور دیدیا چنانچہ اوسکا ظہور ہوا اور وہ شخص کہ جو مرید ہونے کے واسطے آپکی خدمت مین آیا تہا قصداً پانی مین ڈوب کر مر گیا ؛

فصل تیسری

واضح ہو کہ روز تشریف آوری حضرت خواجہ بزرگ سے تہتر سال تک مردمان دیار و امصار کو آپ سے فیض صوری و معنوی حاصل ہوتا رہا کتاب سیر العارفین مین لکہا ہے کہ خواجہ صاحب بعد کرنے نکاح کے سات برس زندہ رہے بعد اسکے انتقال فرمایا تواریخ آرایش محفل مین لکہا ہوا ہے کہ زندگانی آپنے دنیا مین ستانوے برس کی آخر رجب کی چہٹی تاریخ ہفتہ کے دن سن چہہ سو تینتیس ۶۳۳ ہجری مین وفات پائی کتاب مخبر الواصلین مین یہہ قطعہ آپکی تاریخ وفات کا لکہا ہوا ہے ؛

قطعہ

فیض بخش جہان بہ علم و یقین
خواجۂ حق نما معین الدین

رونق خاندان چشت ازوست
زینت روضۂ بہشت ازوست

سال ترحیل و نقل او برخوان
ہاتفم گفت شمس عدن و جنان

ایضاً

روز جمعہ و ششتم رجب بودہ
کز جہان خواجہ نقل فرمودہ

نود و ہفت سال عمرش بود
کاں زمان نقل از جہان فرمود

سال نقلش بعزت و تمکین
گو سراج جنان معین الدین

روضۂ پاک اوست در اجمیر
زایرش جن و انس از در و شہر

ایضاً

خواجۂ والا معین الدین کہ از انوار او
گشت روشن در دو عالم ماہتاب ملک ہند

محو شد در نور حق چون آمد چرخ یقین
شد ندا از چرخ چارم آفتاب ملک ہند

ایضاً

معین الدین معین ہر دو عالم
دلش روشن ز انوار تجلی

بتولیدش امام مجتبی خوان
وصالش نیر اکبر معلی

ذکر اولاد امجاد حضرت خواجہ بزرگ

مخفی نرہے کہ حضرت خواجہ بزرگ کا جب سن شریف نواسی برس کا ہوا اوس وقت بموجب ارشاد فیض بنیاد حضرت رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آپ کتخدا ہوئے

زوجہ مطہرہ اولین حضور کی جنابہ بی بی عصمت اللہ دختر حضرت سید حسن مشہدی المشہور بخنگ سوار قلعہ دار اجمیر شریف کی تین سلسلہ نسب آپکا حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ تک منتہی ہوتا ہے - اور زوجہ ثانی حضور کی بی بی امۃ اللہ کسی راجہ کی بیٹی - حضرت سید محمد گیسو دراز بوم میاور خلیفہ حضرت شیخ نصیرالدین چراغ دہلی کے ہین مع ایک جماعت درویشون کے قایل ہین کہ حضرت شیخ ابوسعید اور حضرت فخرالدین و شیخ حسام الدین حضرت بی بی عصمت اللہ کے بطن سے ہین اور سید شمس الدین طاہر ایک جماعت سے اس بات کے ناقل ہین کہ شیخ ابوسعید بی بی عصمت اللہ سے اور دونون صاحبزادے شیخ فخرالدین و شیخ حسام الدین اور جناب مخدومہ مکرمہ صاحب حال و قال حضرت بی بی حافظ جمال جو علاوہ نسبت فرزندی حضرت خواجہ بزرگ کے خرقہ خلافت سے مشرف تھین بی بی امۃ اللہ سے پیدا ہوئی - حضرت شیخ فخرالدین ابن حضرت خواجہ معین الدین صاحب مقامات عالیہ حضرت خواجہ موصوف کے بعد بیس برس تک زیب وہ مسند ہدایت وارشاد رہے آخر سنہ ۶۵۳ ہجری مین کہ اوسوقت سن شریف آپکا ترسٹھ برس کا تہا بمقام قصبہ سروا ڑ واصل حق ہوئے یہ قصبہ شہر اجمیر سے سولہ کوس سمت جنوب گوشہ شرق کیطرف جھکتا ہوا راجہ کشنگڈہ کی عملداری مین ہے اس قصبہ مین تانبڑہ کی کان ایک میدان مین جو قصبہ مذکور کے جنوبی ہے واقع ہے ہر سال ہزار ہا روپیہ کا تانبڑہ کہود کر نکالا جاتا ہے تاجر لوگ دور دور لیجاتے ہین اور منافع خاطر خواہ اوٹہاتے ہین - اس قصبہ کے جانب شمال کنارے تالاب کے ایک محوطہ پر فضا مین کرسی دار چبوترہ پر خطیرہ عالی سنگ کہنڈو سے بنایا گیا ہے بندہ درگاہ بہی بلازمی سرکار انگریزی مین بوقت سفر قصبہ بوندی زیارت سے مشرف ہوا تہا - خلف دوئمی شیخ حسام الدین جنکے بارہ مین متعدد روایات ہین

کہ آپ ابدالونکی صحبت مین ملکے غایب ہوگئے مگر فقیر کی دانست مین اور نیز تحقیقات سے ایسا پایا گیا کہ حضرت ابوسعید اور حضرت ابو صالح حضور خواجہ بزرگ کی خلف اوسط و خورد تھے جنکے مزارات بالاے چبوترہ دروازہ جھالرہ کے چھتہ سے قریب سمت بائین روضہ منورہ و مرقد مقدسہ حضور خواجہ ممدوح کے بنی ہوئی ہین پہلے ان مزارات کے گرد کٹہرہ نہ تھا سنہ ۱۲۹۹ ہجری مین بعہد تولیت میر امیر علی متولی درگاہ یہہ کٹہرہ سنگ مرمر کا مزارات دیگر سے علحدہ کرا کر لگائے گئے ہین مگر تعویذ مزارات بدستور چونہ اور گچ کے رہتے آے اگر بجاے کتبہ مزارات کے بجاے تعویذ اور کٹہرہ جدید خزانہ سرکار درگاہ سے خریدے جاکر لگائے جاتے تو مناسب تھا۔ ان بزرگوارونکی تاریخ وفات کسی تواریخ مین راقم کی نظر سے نہین گزری ورنہ درج صحیفہ ہوتی اور حضرت شیخ حسام الدین سوختہ جنکو حضرت خواجہ بزرگ کا فرزند سوم بعض ابعض کتب مین لکھا ہے آپ حضرت خواجہ کے در حقیقت پوتے ہوتے ہین کیونکہ حضور کے فرزند چہارم کوئی نہ تھے صرف تین صاحبزادہ اور ایک صاحبزادی جنکا ذکر خیر و برکت قلمی ہوچکا حضور کے لکھے ہین آیندہ العلم عند اللہ حضرت خواجہ حسام الدین سوختہ قصبہ سانبھر مین جسکو کان نمک کہتے ہین لب شاہراہ اجمیر شریف سمت غربی قصبہ کے آسودہ ہین۔ آپ حضرت شیخ المشایخ حضرت نظام الدین محبوب الٰہی قدس اللہ سرہ العزیز کے ہمعصر تھے۔ خواجہ معین الدین خورد خلف اعظم حضرت خواجہ حسام الدین سوختہ کے ہین لقب آپکا معین الدین خورد بہ نسبت اپنے جد بزرگ حضرت خواجہ معین الدین چشتی سنجری کے تھے قبل از مرید ہونیکے ریاضت اور مجاہدہ آپکا یہانتک تھا کہ بغیر واسطہ کے حضرت خواجہ بزرگ رضی اللہ عنہ سے استفاضہ حاصل فرماتے بالآخر بموجب ارشاد باطنی حضرت خواجہ کے مرید حضرت شیخ نصیر الدین محمود

چراغ دہلی کے ہوکر خرقۂ خلافت سے مشرف ہوئے آپکا مزار پرانوار بائین روضۂ منورہ سمت جنوب محوطہ سنگ مرمر کے اندر ہے یہ محوطہ روضہ حضرت بی بی حافظ جمال کے سمت بائین ہے بعض تو محوطہ ثانی مین حضرت خواجہ کے اولاد امجاد کے مزارات بتاتے ہین مگر ان بزرگوارون کے اسماے گرامی کسی معتمد کتاب مین راقم اثم کی نظر سے نہین گزری واللہ اعلم بالحقیقۃ الحال۔

حضرت بایزید سلطان محمود خلجی بادشاہ مانڈو کے عہد مین بقید حیات تھے جس زمانہ مین کہ شہر اجمیر بسبب عملداری راناسانگا کے خراب اور برباد ہوگیا تھا اور حوالی اجمیر مین شیر رہتے تھے قبل از عملداری رانا حضرت شیخ بایزید بموجب اجازت روحی حضرت خواجہ کے عازم سفر بیت اللہ ہوکے اس عرصہ مین بسبب غلبہ اقوام راجپوت شہر اجمیر ویران ہوگیا مسلمانون سے ایک متنفس باقی نہ تھا مساجد اور خانقاہون مین بجاے نعرہ تکبیر صداے ناقوس ہونے لگی واعظون کی جگہہ برہمن لوگ بید خوانی کرنے لگے ایک عرصہ تک یہی صورت رہی جب سلطان محمود خلجی نے باستمداد باطنی حضرت خواجہ بزرگ کے شہر اجمیر کو راناسانگا کے قلعہ دار گجادہر سے فتح کیا اور ہر گلی وکوچہ خون راجپوتون سے نمونہ گلزار بنی گشتہ کے پشتے لگادئے۔ چشت خان کو سیف خان کا خطاب ملا اوسوقت شیخ بایزید بیت اللہ سے بعزم وطن روانہ ہوئے اور حاکم وقت سے نسبت فرزندی حضرت خواجہ کی ظاہر کی سلطان محمود خلجی بادشاہ منڈو نے شیخ موصوف کو واسطے درس تدریس خطہ شریفہ وساکنین اجمیر شریف کے مقرر فرمایا شیخ احمد مجدد کا قول ہے کہ اختلاف عوام الناس حضرت خواجہ بزرگ کی اولاد مین انہین حضرت شیخ بایزید سے ہے چونکہ آپ عرصہ دراز کے بعد سفر حجاز سے آئے تھے ایک جماعت نے نسبت شیخ بایزید کے انکار فرزندی حضرت خواجہ کا کیا اور یہہ قصہ بادشاہ وقت تک پہونچا

بادشاہ نے مشایخین اور علماء وقت سے تصدیق اس امر کی طلب کی شیخ حسین ناگوری اور مولانا رستم اجمیری کہ علماء عصر اور قدماء اجمیر سے تھے مع علماء دیگر کے مقر ہوئے کہ شیخ بایزید فرزندون شیخ قیام الدین بن حسام الدین بن شیخ فخر الدین تھے حضرت خواجہ معین الحق والملۃ والدین سے ہین۔ شیخ حسین ناگوری نے فرزندان شیخ بایزید سے نسبت خویشی کی کری انہین شیخ بایزید کے بارہ مین اختلاف الاقوال ہوکر ثبوت نسبت اولاد حضرت خواجہ کے ہوا ہے واللہ اعلم بالصواب والیہ مرجع والماٰب سجادہ نشین حال شیخ دیوان غیاث الدین علیخان ابن دیوان سراج الدین علیخان ہین جنکو سن ستر عیسوی مین سرکار انگریزی سے شیخ المشایخ کا خطاب ملا ہے ابھی نوجوان ہین امید کیجاتی ہے کہ اپنے بزرگونکا طریقہ حاصل کرین کتاب اخبار الاخیار مین اور دوسرے ملفوظات حضرت خواجہ مین لکھا ہے کہ آپ کی وفات کے بعد پیشانی نورانی پر بخط سبز یہ عبارت لکھی ہوئی تھی ہذا حبیب اللہ مات فی حب اللہ۔ اور دوسری روایت پر یعنے اگر ولادت سن پانسو ستائیس فرض کیجاوے تو عمر آپ کی ایک سو چھ سال کی تھی اور ایک یہہ بھی روایت ہے کہ سن ہجری چھ سو تیتیس مین پیر کے دن تاریخ چھٹی ماہ رجب کو آپنے انتقال فرمایا اور دوسری روایت یہہ ہے کہ اتوار کے دن ذالحجہ کے مہینے سن ہجری چھ سو تینتیس مین لیکن پہلا قول صحیح ہے کہ حضرت نظام الدین اولیا اور بھی اس خاندان کے دوسرے بزرگوارون نے تصحیح اسکی کی ہے صاحب سیر الاقطاب لکھتے ہین کہ جس رات کو حضرت معین الحق والدین نے اس جہان پر ملال سے انتقال فرمایا بعد نماز عشا کے دروازہ حجرہ متبرکہ کو بند فرماکر خواص اصحاب کو اندرونت حجرہ سے منع کردیا محرمان درگاہ جو درحجرہ پر تھے تمام رات صداے قدم جیسے کوئی وجد مین رہتا ہے سنتے رہے یقین ہوا کہ حضرت خواجہ وجد مین

ہین آخر شب کو وہ آواز ساکت ہوئی جب وقت نماز کا ہوا ہر چند دستک دی
جواب نہ ملا ناچار دروازہ کہولا اور دیکہا کہ حضرت خواجہ واصل حق ہوئے
اوس رات کو چند کس اولیا اللہ نے حضرت شاہ رسالت علیہ الصلواۃ والتحیت
کو خواب مین دیکہا کہ فرماتے ہین ہم آج کے روز واسطے استقبال محبوب اللہ
معین الدین کے آئے ہین ہر سال رجب کی چاندرات سے چہٹی تاریخ تک اونکا
عرس ہوتا ہے اکثر ملکون سے زن و مرد امیر و غریب میدنی کے ہمراہ چلتے ہین
چاندرات کے دن اکثر ملکون سے میدنی اجمیر مین آ پہونچتی ہے بیوپاری بہی اس
سیلہ مین دور دور سے آتے ہین اور اقسام اقسام کی چیزین لاتے ہین بہ نسبت
اور قومون کے میواتی لوگ بیشتر آتے ہین جہولیان بہرتے ہین نذرین چڑہاتے
ہین غرضکہ چہہ دن تک تمام شہر مین خلق کا انبوہ اسقدر رہتا ہے کہ کان پڑی
آواز سنی نہین جاتی - درگاہ شریف مین رویت ماہ سے محفل وجد و حال
منعقد ہوتی ہے جو ابتدا ر شب سے انتہاے رات تک رہتی ہے یہہ کیفیت ہوتی
ہے کہ مجلس خانہ کے انتہاے صحن پر یعنے درجہ دوم کے پیش دالان سرخ سبز کٹہرا
چوبی لگا دیا جاتا ہے اور اوس صحن مین دل بادل ڈیرہ استادہ کر کے بیچ مین
تمقمہ اور پہولون کے ہار لٹکا دئے جاتے ہین چار ون گوشہ پر چار چوب نہایت
بلند جنکا نام خواجہ بخش قطب بخش میران بخش مدار بخش ہے ڈیرہ کے نیچے لگا کر
گرد اونکے کئی ڈورین کینچ کر او سبز قندیلین اور لالٹینین روشنی کی برابر برابر لگا دیتے
ہین چنانچہ ایک ہزار قندیل ہر شب کی روشنی کے لئے مقرر ہین ہر قندیل پر
سرخ سبز غلاف چڑہے ہوئے بہتون پر پہولون کے ہار پڑے ہوئے عجب
جوبن اور بہار دیتے ہین اس دل بادل ڈیرہ کے نیچے یعنے مجلس خانہ کے
آگے ایک بوقلمون نگیرا چاندی کے استاد دون پہ کہڑا کیا جاتا ہے زیر شامیانہ

زرتاب فرش نہایت پاکیزہ اور مصفا بچھا ہوا استادون کے قریب چاندی
کی انگیٹھیان جنمین اگر اور عود سلگتا ہوا دماغ کو معطر کیدیتا ہے اگردانیون کے
قریب مردنگیان سرخ سبز شربتی نزاکت کی بہری روشن جھاڑ فانوس ہانڈی
کنول وغیرہ سے مجلس خانہ رشک گلشن پہر رات گزرے اس مقام پر محفل سماع
یعنی قوالی کا جلسہ ہوتا ہے ہزارہا آدمی وارد وصادر و اہل شہر کیفیت محفل
کی دیکھتا ہے ہزارون درویش سیکڑون مشایخ اس محفل قدس منزل مین
حاضر ہوتے ہین کٹہرے کے نیچے جو روضہ شریف کے اندر درجہ اول مین جانیکا
راستہ ہے اوسمین خاص وعام کی کشمکش سے شانہ سے شانہ چھلتا ہے نسیم و
صبا کو بہی سید ہا راستہ نہین ملتا ہے ہر صحن مرد و زن سے بہرا ہوا جا بجا
مہندیو نپر روشنی کا جوبن کٹہرہ کے قریب حوض مین مدار کے جلا لیے فقیرون
کی دہوم دہام خلقت کا اژدحام علاوہ انکے جب کسی طوایف نامی کو ناچنا گانا
منظور ہوتا ہے وہ حوض کے اندر ناچتی ہے گرداونکے اور بہی طایفہ وش ہیں
جنکی پوشاکین نہایت عمدہ ونفیس حوض کے کنارونپر بیٹھہ جاتے ہین مردمان
رقص پسند نغمہ دوست اون کے آس پاس کھڑے ہوئے تماشا
دیکھتے ہین سبیلی دروازہ کے برابر فقیر آزادون کا مجمع گرزمارونکی صدائین
اور طرح طرح کی ضربین لگانا عجب لطف دکھلاتا ہے دورویہ دوکاندار
گلفروش حلوائی تنبولی فالودہ ساز ہرایک کی جدی جدی خوشنما آواز دوکانون
مین ہر شے افراط سے دہری ہوئی خوانچہ کے خوانچہ بہرے ہوئے بیچتے ہین روضہ
عالی کے روبرو ہزارون میواتی مرد عورت شام کے وقت اپنے اپنے ہاتھونپر
گہی کے چراغ روشن لئے ہوئے بہیترون کے روبرو دس دس پانچ پانچ
چراغ رکھے ہوئے اپنی بولی مین حضرت خواجہ بزرگ کی صفت وثنا کرتے ہین

روضہ شریف کے شرقی جنوبی صحن مین جتنے درخت ہین اونمین عوام لوگ ڈوریان ڈالکر لٹکے ہوئے کوئی ہاتھ ڈوریون سے باندہے کھڑا ہوا ہے کوئی پیرونکو باندہے ہوئے بیٹھا کوئی اولٹا لٹک رہا کوئی گلا باندہے ہوئے اپنی مراد مانگ رہا ہے ع فکر ہر کس بقدر ہمت اوست ٭ غرض چھ دن تک ہر ایک مقام پر ایک نیا تماشا اور قدم قدم پر ایک عجیب رولا ہوتا ہے - اوسی کیفیت مین بعض اہل باطن درگاہ شریف کے اندر اور بعض باہر سرنگون خاموش بیٹھے رہتے ہین چنانچہ عرس شریف مین دور دور کے صاحب کشف وکرامات حاضر ہوتے ہین ایک صاحب سید محمد اکبر صاحب ابوالعلائی خلف حضرت مولانا حاجی حرمین شریفین مولوی محمد سجاد قدس سرہ کے ہین ہر سال واسطے زیارت کے دانا پور واقع عظیم آباد پٹنہ سے تشریف لاتے ہین چنانچہ اونکی تصنیف سے ایک سلام اس مقام پر لکھا جاتا ہے جو حالت ذوق وشوق مین اونہون نے عرض کیا ہے وہو ہذا ٭

سلام بحضور خواجہ غریب نواز

خواجہ خواجگان عرش مکان	بادشاہ زمین وفخر زمان
یامعین الغیاث کن مددم	وہ رہائی مراز بخت بدم
تو معینی معین ما باشی	دستگیرم بے خدا باشی
نروم من ز در گہت محرومم	خاک روب در تو قیصر ودم
درگہ تو امید گاہ من است	بندگی تو عز وجاہ من است
طوطیائے من است خاک درت	اے دل وجان من فدا سرت
قبہ روضہ ات دل عرش است	نور چشم ملک دران فرش است

آسمان نہم نثارشں باد ۔ سرمہ در چشم من غبارشں باد

کوہ اجمیر تاج طور از تو ۔ اے بچشم کلیم نور از تو

شد طواف ملک احاطۂ نور ۔ ہست جاروب کش زگیسو حور

بہر دیدار جبالۂ کوثر ۔ نیز ندروز و شب بساحل بر

چشم نم ہست چون چہ زمزم ۔ دار وش عشق جبالۂ غم

دیگ تو رشک خوان ابراہیم ۔ ہمچو انعام حق کند تقسیم

جالیۂ پاک روضہ ات شاہا ۔ دل من کرد چاک از صد جا

اے بر و مرہم از عنایت نہ ۔ بندۂ خویش را بشارت دہ

زن و فرزند خویش و اخوانم ۔ من از انہا سلام میخوانم

السّلام اے حبیب خاص خدا ۔ السّلام اے ولی ہر دو سرا

السّلام اے فروغ دین نبی ۔ السّلام اے بہار باغ علی

السّلام اے نسیم باغ حسن ۔ السّلام اے حی ایاغ حسن

نور چشم شہید بر تو سلام ۔ بے عدیل و ندیدہ بر تو سلام

جان زین العباد بر تو سلام ۔ دل فدا ایتہ باد بر تو سلام

السّلام اے دلم اسیر تو باد ۔ مشرف خطرہ ام ضمیر تو باد

السّلام اے گرہ کشای جہان ۔ السّلام اے رفیق بے وطنان

السّلام اے وادی آورد دلم ۔ الفت تو خمیر آب و گلم

جان اکبر نثار گنبد تو ۔ نام فرزند من فدائے مرقد تو

خاص بازار بہشں درگاہ دور دیہ دو کانات کے آگے دو دکانین لگ جاتی ہین تمام شہر مین خلقت کا ہجوم رہتا ہے ۔ غدر سن ستاون عیسوی سے پہلے بیدنی بکثرت آتی تہی بعد غدر کے چند سال تک کم آئی وجہ اسکی بربادی خلق اللہ تہی ۔ اہل

سیدنی ہزار ہا روپیہ علی قدر حیثیت خرچ کرتے ہین اور نذرانہ مین ہرچیز تحفہ
حضور مین نذر جسمین نصف نذرانہ حق دیوانجی صاحب سجادہ نشین کا ہوتا ہے
اور نصف حصہ کو خدام تقسیم کرتے ہین ؞

فصل چوتھی

واضح ہو کہ خاندان چشت اہل بہشت مین بعضے اولیاء اللہ تو ایسے گذرے کہ
اونکو رتبہ بادشاہت صوری و معنوی حاصل تھا اور ہزار ون اولیاء اللہ ایسے
ہوئے کہ کتابین کی کتابین اونکی کرامات اور مجاہدات سے بھری ہوئی ہین۔
لہذا تبرکاً مختصر حال اون بزرگوارون کا جو بعد حضرت خواجہ بزرگ کے وقتاً فوقتاً
زیب مسند ہدایت و ارشاد رہے بیان کیا جاتا ہے ؞

حضرت قطب الاقطاب خواجہ قطب الدین رحمۃ اللہ علیہ

خواجہ قطب الدین بن کمال الدین بن احمد بن موسیٰ اوشی اعظم خلفاء حضرت خواجہ
بزرگ سے ہین اوش ایک قصبہ کا نام ہے توابع ماوراء النہر سے اور بعضے کہتے ہین
دیار فرغانہ کے متعلقات سے ہے لقب آپکا بختیار کاکی تھا اپنے وقت کے قطب
عالم اور پیشواے بنی آدم تھے مدت تک اجمیر شریف مین ریاضت اور مجاہدہ
مین مستغرق رہے آخر حضرت خواجہ کے ارشاد کے موافق آپنے دہلی کا قیام اختیار
فرمایا عرصہ تک مردمان دیار و امصار کو آپ سے فیض باطنی حاصل ہوتا رہا
جب سن شریف چونسٹھہ سال اور دوسری روایت سے پچھتر سال کو پہونچا
زمانہ سلطنت سلطان شمس الدین التمش مین روز دوشنبہ چودھوین تاریخ
ربیع الاول سن ہجری چھہ سو تینتیس مین آپنے وفات فرمائی مزار پر انوار

آپکا جوار دہلی مین زیارتگاہ خاص و عام ہے **حضرت شیخ فرید شکر گنج**
مرید اور خلیفہ حضرت قطب الاقطاب کے اپنے عہد مین اعظم و اصلین حق سے
تھے آپکا سلسلہ نسب شریف فرخ شاہ عادل بادشاہ کابل تک منتہی ہوتا ہے
کمالات آپکے اوس سے سوا ہین جو بیان مین آوین روز شنبہ پانچوین محرم
سنہ ۶۶۹ ہجری زمانہ سلطنت غیاث الدین بلبن مین یاحی یاقیوم کہتے ہوئے
جان کو ساتھ جان آفرین کے تسلیم فرمائی عمر شریف آپکی پچانوے سال کی تھی قصبہ
پٹن واقع پنجاب مین مدفون ہوئے کبھی کبھی فکر شعر و سخن فرماتے تھے یہہ شعر آپکا ہے

ہمچو مرغ نیم بسمل بر درت		درمیان خاک و خون پر میزنم

حضرت شیخ نظام الدین اولیا اجداد بزرگوار آپکے بخارا شریف
کے تھے سلسلہ نسب آپکا بقول اکثر مورخین کے امیر المومنین حسین ابن علی علیہ السلام
تک منتہی ہوتا ہے روز آخری چارشنبہ ۲۷ ماہ صفر ۶۳۵ ہجری کو بعد طلوع
آفتاب کے قصبہ بدایون مین پیدا ہوئے اور سن تمیز کو پہونچکر بدایون مین
تحصیل علوم رسمی کیا چونکہ مباحثہ علوم مین ہر شخص پر آپ غالب آتے تھے نظام محفل
شکن مشہور ہوئے بیس برس کی عمر مین معاملات دنیا سے ہاتھ کھینچکر طرف قصبہ
پٹن کے گئے اور وہان حضرت شیخ فرید الدین شکر گنج سے مستفیض ہوکر مدت
تک آپکی خدمت مین حاضر رہے بعد اسکے دہلی کو مراجعت فرمائی آپکو شعر و سخن سے
بہت شوق تھا یہہ بیت آپکے نتائج طبع سے ہے ۹

از تو نتوانند برید ن کس با آسانی مرا		گر نمیداند کسے آخر تو میدانی مرا

جب سن شریف آپکا نواسی برس کا ہوا ربیع الآخر کی اٹھارہوین تاریخ ۷۲۵ھ
مین وفات فرمائی جوار دہلی مین مدفون ہوئے تاریخ آپکے وفات کی یہہ ہے

نظام دو گیتی شہ ماوطین		سراج دو عالم شدہ بالیقین

چو تاریخ فوتش بجستم زغیب	ندا داد ہاتف شہنشاہ دین

حضرت شیخ نصیر الدین محمود - آپ بڑی اولیا اللہ مین سے ہین اور حضرت نظام الدین اولیا محبوب الٰہی کے خلیفۂ اعظم تھے اور روشن چراغ دہلی آپکا لقب ہے۔ کہتے ہین کہ حضرت عبداللہ یافعی نے حضرت مخدوم جہانیان سے طواف کعبہ مین پوچھا تھا کہ دہلی مین اب کون بزرگ ہے مخدوم صاحب نے جواب دیا کہ اس زمانہ مین شیخ نصیر الدین محمود سے دہلی کا چراغ روشن ہے جب سے آپکا لقب روشن چراغ دہلی ہوگیا روز جمعہ اٹھارہوین رمضان المبارک ۷۵۷ھ ہجری مین آپکا وصال ہوا سواد دہلی مین آسودہ ہین **حضرت شیخ کمال الدین علامہ** آپکی وفات تاریخ ۲۷ ذیقعدہ سن ہجری سات سو چھپن مین ہوئی آپکا مزار مبارک دہلی مین اپنے مرشد کی خانقاہ مین ہے **حضرت شیخ سراج الدین** وفات آپکی تاریخ چھبیسوین جمادی الاول سن آٹھ سو سترہ مین ہوئی مزار آپکا پیران پٹن مین ہے **حضرت شیخ علیم الدین** وفات آپکی ۲۶ ماہ صفر کو ہوئی قبر آپکی پیران پٹن مین ہے **حضرت شیخ محمود** وفات آپکی تاریخ بائیسوین ماہ صفر ۸۹۰ھ ہجری مین ہوئی مزار آپکا پیران پٹن مین ہے **حضرت شیخ جمال الدین** آپ نے بیسوین ذالحجہ سن نو سو چالیس ہجری مین ملک بقا کو رحلت فرمائی قبر آپکی بلدہ چانپانیر مین ہے قریب احمد آباد کے لیکن بعض کتاب مین لکھا ہے کہ آپ احمد آباد مین آسودہ ہین **حضرت شیخ حسن محمد** وفات آپکی ۲۹ ربیع الآخر کو اور ایک یہ بھی روایت ہے کہ اٹھائیسوین ذیقعدہ سن نو سو بیاسی ہجری مین ہوئی قبر آپ کی احمد آباد گجرات مین دروازہ کے باہر مسجد انصار کے قریب ہے **حضرت شیخ محمد** وفات آپکی اٹھائیسوین ذیقعدہ اور ایک روایت سے ۹ ربیع الاول سن ہجری ایکہزار

چالیس مین ہوئی مزار پر انوار آپکا احمد آباد گجرات مین متصل مسجد انصار کے ہے ❊

حال طریقہ ابو العلائیہ

حضرت سیدنا امیر ابو لعلا اکبر آبادی رضی اللہ عنہ کو فیض روحی بحکم حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ حضرت غریب نواز خواجہ خواجگان معین الدین حسن سنجری چشتی رضی اللہ عنہ سے اور بیعت آپکو طریقہ نقشبندیہ مین اپنے عم بزرگوار حضرت سید امیر عبد اللہ قدس سرہ سے ہے ولادت باسعادت آپکی سنہ ۹۹۰ ہجری مین قصبہ نرلیہ مین کہ شاہجہان آباد سے لاہور کی جانب ایک منزل کے فاصلہ پر ہے واقع ہوئی اور وفات شریف آپکی سنہ ۱۰۶۱ ہجری ۹ صفر المظفر کو سہ شنبہ کے دن ہوئی عمر شریف آپکی ۷۱ برس کی تھی مزار مبارک آپکا شہر اکبر آباد محلہ وزیر پورہ مین واقع ہے اور حالات آپکے کتاب نجات قاسم مصنفہ حضرت مولانا سید شاہ محمد قاسم صاحب قدس سرہ ابو العلائی داناپوری مین مفصل مرقوم ہے طریقہ آپکا حضرت سید دوست محمد قدس سرہ آپکے خلیفہ اعظم سے جاری ہے اوسکی تفصیل یہہ ہے شجرہ حضرت سیدنا امیر ابو العلا رضی اللہ عنہ کے خلیفہ حضرت سید دوست محمد قدس سرہ آپکے خلیفہ حضرت شاہ محمد فرہاد دہلوی آپکے خلیفہ حضرت مولانا برہان الدین خدانما آپکے خلیفہ حضرت مولانا رکن الدین عشق آپکے خلیفہ حضرت خواجہ ابی البرکات دیوتانوی آپکے چند خلفا خلیفہ اول آپکے حضرت خواجہ ابو الحسن صاحب قدس سرہ آپکے خلیفہ تھے اور چھوٹے صاحبزادے حضرت سید شاہ فخر الدین حسن عظیم آبادی حضرت مولوی تراب علی اور حضرت مولانا سید شاہ محمد قاسم صاحب داناپوری اور حضرت مولانا حاجی الحرمین الشریفین حضرت سید شاہ محمد سجاد صاحب داناپوری یہہ دونون حضرت حقیقی بہائی بھی تھے

اور یہ بہائی بھی ہین اب جو طریقہ ابو العلائیہ کے بزرگوار شہر اکبرآباد اور اجمیر
شریف اور الہ آباد اور بنارس اور فیض آباد اور لکھنؤ اور عظیم آباد اور
داناپور اور قصبہ کاکو ضلع گیا یہہ مقام قدیم مشایخ کی بستی ہے حضرت سیدنا
مخدوم شرف الدین بہاری کے چچا سیدنا حضرت سلیمان لنگرزمین کا مزار اور
حضرت بی بی کمال صاحبہ حضرت مخدوم شرف الدین بہاری کی خالہ صاحبہ
اور حضرت سلیمان لنگرزمین کی زوجہ کا مزار بھی یہین ہے سید محمد اکبر حضرت بی بی
صاحبہ کی اولاد سے ہین اور مونگیر اور کلکتہ مین بھی پائے جاتے ہین اکثر حضرت
سید شاہ محمد قاسم اور حضرت سید شاہ محمد سجاد قدس سرہما کے فیض یافتہ ہین
حضرت سید شاہ محمد قاسم صاحب قدس سرہ نے ۱۹ شوال ۱۲۸۱ھ مین وصال
فرمایا مزار آپکا شہر بہار حضرت سید شاہ احمد یحیی منیری کے روضہ مین واقع ہے۔

قطعہ تاریخ وصال حضرت شاہ محمد قاسم

قاسم کہ بود سید و سالار اہل فقر — رفت خیابات خویش زفانی سرا ابست
تاریخ روز و سال و مہ انتقال او — یوم الخمیس از مہ شوال ہفدہ است ۱۲۸۱ھ

اور حضرت مولانا سید شاہ محمد سجاد صاحب قدس سرہ نے ۴ ذیقعدہ کو
۱۲۹۸ھ روز یکشنبہ شب دوشنبہ کو وصال فرمایا اور مزار آپکا شہر داناپور
مین اپنے جد امجد کے روضہ مین واقع ہوا اب ان دونون حضرات کے سجادہ نشین
سید محمد اکبر خلف حضرت سید شاہ محمد سجاد و خلیفہ حضرت سید شاہ محمد قاسم قدس سرہما
ہین حضرت سید شاہ محمد سجاد صاحب قدس سرہ کا عرس اجمیر شریف مین حضرت
خواجہ غریب نواز کے خزانہ سے مقرر ہوگیا اور تاریخ وصال آپکی یہہ ہے۔

قطعہ تاریخ

آہ از واقعۂ قبلۂ دینم سجاد	شدہ سررشتۂ صبر از کف دل گم
روخراشیدہ زاندوہ نوشتم تاریخ	۱۰ ذیقعدہ و یوم احد و چار دہم ۱۲۹۸ھ

جب حضرت سیدنا امیر ابو العلا اکبر آبادی حضرت خواجہ غریب نواز کے حضور مین حاضر ہوئے تو آدہی رات کا وقت تہا دروازہ شریف روضہ مبارک مقفل ہو چکا تہا فوراً قفل زنجیر سے جدا ہو گیا اور آپ داخل روضہ مبارک ہوئے حضرت خواجہ غریب نواز بصورت مثالی جلوہ گر ہوئے اور آپکو عینی توجہ دی اور ایک چیز دانۂ تسبیح کے برابر سرخ رنگ اپنے دہن شریف سے نکال کر آپ کے دہن مبارک مین ڈالدی اور فرمایا کہ میرے بعد یہہ نعمت اللہ تعالےٰ نے تمکو عطا کی اسکے محافظ رہنا اور بیعت اپنے چچا امیر عبد اللہ سے کرلو آپنے فرمایا کہ حضرت وہ بزرگ نقشبندی ہین سماع سے احتراز کرتے ہین۔ اور مجھے اب آپکے طفیل سے سماع سے نہایت رغبت ہو گئی ہے آپنے ارشاد فرمایا کہ وہ تمکو اجازت سماع سے کی دیدینگے چنانچہ آپنے چچا صاحب کی خدمت مین آکر شرف بیعت حاصل کی اور اجازت سماع سے بہی مشرف ہوئے یہہ سبب ہے کہ جو ابو العلائیہ بزرگوار سماع سنتے ہین چنانچہ حضرت سید شاہ محمد قاسم صاحب جو اپنے وقت مین طریقہ ابو العلائیہ کے مجدد ہوگئے ہین تمام حالات حضرت سیدنا امیر ابو العلا کے رسالہ نجات قاسم مین مفصل تحریر فرماتے ہین جو آپکے حالات کا شایق ہو اوس رسالہ کو معاینہ کرے ؀

حالات حضرت شاہ حاجی محمد سجاد صاحب ابو العلائی داناپوری قدس سرہٗ

آپکی ولادت مقام داناپور مین ۱۲۳۱ھ روز یکشنبہ شب دوشنبہ رجب کی ۱۲ تاریخ کو واقع ہوئی چنانچہ مظہر عجایب ۱۲۳۱ھ آپکی تاریخ ولادت ہے۔ ۱۷ برس کی عمر

مین بمقام الہ آباد حضرت سید شاہ خواجہ ابو البرکات قدس سرہ خلیفہ اعظم حضرت
رکن الدین عشق قدس سرہ سے شرف بیعت حاصل کیا اور پورے چالیس برس
کی عمر مین تارک دنیا ہوئے اور بار اول اوسی سال حج کو تشریف لیگئے اور
دو برس مدینہ طیبہ مین حاضر رہے اور بحکم حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم اجمیر شریف مین حاضر ہوئے اور بہت عرصہ تک حضرت خواجہ غریب نواز
کی حضوری سے مشرف رہے پھر مقام داناپور مین آکر خانہ نشین ہوگئے پھر تیسری
حج کو تشریف لیگئے اور عرصہ تک مدینہ طیبہ مین حاضر رہے اور معمول یہہ تھا کہ
شب کو حرم مبارک مین رات بھر مراقب رہتے تھے ایک روز کا واقعہ یہہ ہے کہ
حضرت کی ایک سید صاحب نے مجرد گوشت کی دعوت کی اوس روز حضرت کا
حرم شریف مین حاضر ہونا نہوا شب کو آپنے حضرت سرور عالم کو خواب مین دیکھا
کہ آپ فرماتے ہین کہ اے فرزند تم مدینہ مین گوشت کھانے آئے ہو یا ہمارے
پاس آئے ہو اوسی روز سے آپنے عہد کیا کہ اب گوشت نہ کھاؤنگا چنانچہ پھر عمر
بھر گوشت نہ کھایا اور سال بھر قبل انتقال کے آپنے اپنی قبر شریف کی جگہہ مین مقام
پر تجویز فرمائی تھی آٹھہ روز قبل انتقال کے کسی طرح کی علالت نتھی آپنے فرمایا
کہ میرے جد امجد حضرت مرتضیٰ علی علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اے فرزند تم کہین
انتقال کرو مین تمہین نجف لیجاؤنگا اور پھر آپنے سید شاہ رضی الدین حسین صاحب
سلمہ اپنے برادر زادہ کو بیس روپیہ نقد دیئے اور فرمایا کہ یہہ میری تجہیز وتکفین کا
خرچ ہے اور یکشنبہ کو آپ داناپور آجائیگا اور آپ مقام نوآباد اپنے برادر
زادے جناب شاہ مولوی نصیر الحق صاحب کے یہان تشریف لیگئے اور وہان
علیل ہوئے جمعہ کو مکان پر تشریف لائے اور یکشنبہ کے روز مغرب کے وقت
بعد ادائے نماز عصر انتقال فرمایا اور پانچ منٹ پہلے انتقال کے کیفیت آئی

اور فرمایا کہ حضرت سیدنا ابو العلا اور خواجہ غریب نواز تشریف لائے ہین چالیس عرس حضرت سیدنا رضی اللہ عنہ کے کئے اور پانچ حج کیے چنانچہ یہہ تاریخ حضرت مولانا محمد سعید صاحب عظیم آبادی نے اس تاریخ مین آپکا مختصر حال لکھا ہے قطعہ

شہ اقلیم عرفان سید پاک	کہ کردہ پنج حج کعبۃ اللہ
ز ترکیب محمد شد بسجاد	عیان نام خوش آن شاہ دیجاہ
ہزار و دو صد و سی یک ولادت	دو شنبہ شب جب بست ویک از ماہ
مہ ذیقعدہ یکشنبہ دہ و چار	بود روز وفات آن حق آگاہ
سنین عمر آن مقبول باری	ز سجاد آشکار اگشت دلخواہ
اگر پرسند سال انتقالش	بگو داخل بجنات النعیم آہ

چوتھے روز حضرت سید محمد اکبر صاحب باتفاق جملہ اکابر شہر سجادہ نشین ہوئے حضرت شاہ محمد یحیی صاحب ابو العلائی کی تاریخ سجادہ نشینی یہہ ہے ؎

چو شد حامل سر سجاد اکبر	بجمعی کہ منظور اہل نظر شد
سپر دشد تسبیح و سجادہ اورا	مفوض بمقدار حق سر بسر شد
رقم کرد تاریخ یحیی مسکین	سجادہ اون پسر جانشین پدر شد

حضرت یحیی مدنی وفات آپکی ۲۸ صفر سن گیارہ سو ہجری مین ہوئی قبر آپکی مدینہ منورہ مین جنت البقیع کے اندر نیچے روضہ حضرت امیر المومنین عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کے ہے **حضرت شیخ کلیم اللہ جہان آبادی** وفات آپکی تاریخ ۲۴ ربیع الاول ۱۱۴۲ھ ہجری مین ہوئی مزار پر انوار آپ کا دہلی مین جامع مسجد اور لال قلعہ کے بیچ ہے جسجگہ پہلے خانم کا بازار تھا **حضرت شیخ نظام الدین اورنگ آبادی** نسب آپکا حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی تک پہونچتا ہے زوجہ مطہرہ آپکی زبدہ اولاد حضرت

مخدوم سید محمد گیسو دراز سے ہین اوایل حال مین اورنگ آباد سے دہلی مین
وارد ہوئے اگرچہ اول مین فقط تحصیل علوم رسمی مد نظر تھی لیکن چونکہ خواست
تقادیر اور مشیت کردگار قدیر یہہ تھی کہ آپکا خاندان ارشاد حقائق معارف
کے ساتھہ موصوف ہو حضرت فانی فی اللہ باقی باللہ شیخ کلیم اللہ جہان آبادی
قدس اللہ سرہ العزیز کی خدمت مین فایز ہوکر شرف بیعت سے مشرف ہوئے
ازبسکہ ذات فایض البرکات اونکی جامع کمالات صوری و معنوی تھی تحصیل
علوم ظاہری اور باطنی کی انہین کی خدمت مین کرکے منصب خلافت سے سرفراز
ہوئے اور آخرالامر معاودت کی اجازت پاکر اورنگ آباد کو تشریف لیگئے اور سالہا سال
خلق کو فیض باطنی کیطرف ہدایت فرمائی تاریخ بارہوین ذیقعدہ سن ہجری
گیارہ سو بیالیس مین عالم بقا کو راہی ہوئے مزار مبارک اورنگ آباد مین ہے

فخر الملة والدین مولانا محمد فخر الدین علیہ الرحمة

آپکے مقامات اور خوارق اور کرامات لاتعد و لاتحصی ہین آپنے پدر والا
اقتدار مولانا نظام الدین قدس سرہ کی خدمت مین علوم ظاہری و باطنی
کو تحصیل کرکے مرتبہ خلافت حاصل کیا اور بعد اوسکے چند سال نواب نظام الدولہ
ناصر جنگ والی حیدرآباد دکن اور ہمت یارخان کی سرکار مین بسر کی آپکے انفاس متبرکہ کی برکت
سے بہت سے گم گشتگان بادیہ ضلالت نے راہ ہدایت حاصل کی۔ ازبسکہ قدیم الایام
سے ترک تعلق غالب تھا وہان سے دل برداشتہ ہوکر اجمیر شریف مین
تشریف لائے اور چندے مزار مبارک قدوۂ واصلان بارگاہ ذوالجلال
حضرت خواجہ معین الدین چشتی رضی اللہ عنہ کی زیارت کے وسیلہ سے قیام
اختیار کیا آخر بموجب ارشاد باطنی حضرت خواجہ ممدوح کے دہلی کو تشریف فرما

ہوئے آپکی ہدایت وارشاد سے ایک خلق کثیر بہرہ مند اور سعادت یاب ہوئی اور یہ عجب کرامت حضرت کی ذات فایض البرکات سے ظاہر ہوئی کہ آپ کے خلفار باصفا اطراف ہندوستان مین باعث نجات سرگشتگان روزگار اور ہادی گمراہان تبہ کار ہوئے کتاب نظام العقاید اور رسالہ مرجیہ اور فخر الحسن حضرت کی تالیف سے ہے اور چہار دانگ ہندوستان سے ولایت تک لگھو کہا آپکے خاندان کے مرید ہین جب سن شریف تہتر تک پہونچا تاریخ ۲۷ جمادی الآخر کو سن گیارہ سو ننانوے ہجری مین عالم بقا کو راہی ہوئے خورشید دوجہانی آپکی رحلت کی تاریخ ہے مزار آپکا متصل دروازہ چار دیواری مرقد مبارک حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی قدس سرہ کی زیارت گاہ خلایق ہے -

احوال حضرت رحیم بخش قدس سرہ

حضرت مولانا رحیم بخش صاحب رضی اللہ تعالےٰ عنہ دہلوی موضع غیاث پور مین جہان درگاہ شریف حضرت مولانا نظام الملۃ والدین حضرت نظام الدین محبوب الٰہی کی ہے رہتے تہے خلفاے حضرت مولانا فخر الدین رضی اللہ عنہ سے ہین بڑے صاحب کمال تہے اکثر اوقات دہلی مین تشریف رکہتے درس مثنوی مولانا روم آپکے جلسہ مین ہوا کرتا حضرت مولوی محمد ضیار الحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ جو والد ماجد اس فقیر پر تقصیر کے تہے سنہ ۱۲۰۱ ہجری مین ماہ مبارک رمضان مین پیدا ہوئے اسلئے اونکی والدہ ماجدہ نے جو قوم سادات سے تہین اپنے فرزند کا نام رمضان علی کہ اسی نام سے سن ولادت اونکا نکلتا ہے رکہا جب چار سال چار ماہ چار روز کے ہوگئے والدہ شریفہ حضرت موصوف نے مولانا عبد العزیز صاحب کی خدمت بابرکت مین واسطے تحصیل علم کے بٹہلایا حضرت مولوی صاحب

مغفور نے آپکی تربیت کماحقہ کی بعد فارغ ہونے تحصیل کے دستار فضیلت باندہی گئی اور آپنے محمد ضیاء الحق کے نام سے مخاطب فرمایا جب سے بنام ضیاء الحق معروف ہوئے چونکہ ابتداء سے طبیعت پر ذوق درویشی غالب تہا خلفاء باوفا مولانا فخر الدین رحمۃ اللہ علیہ خصوص مولانا شمس الدین صاحب و مولوی رحیم بخش صاحب و مولانا نیاز احمد صاحب کے جلسہ مین شریک رہتے بالآخر حضرت مولانا رحیم بخش صاحب نے خرقہ خلافت سے بارہ سو اکتالیس سال ہجری مین مشرف و ممتاز فرمایا چنانچہ خلافت نامہ آپکا درج کتاب کیا جاتا ہے وہو ہذا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین امابعد یقول ویکتب عبد الضعیف معدن المعاصی مخزن الآثام متمنی مولانا محمد فخر الدین رحیم بخش غفر الصمد ذنوبہا وستر عیوبہا لطالب المولیٰ محمد ضیاء الحق اعطیت اوزمنت ما اصاب من مشائخی فی طریقۃ القادریہ والچشتیہ والنقشبندیہ والسہروردیہ لارشاد الطالبین الصادقین المعتقدین بشرط العلم والعمل علیہما ومتابعۃ الشرع الشریف وسنت المشائخ اللہ تعالیٰ وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد وآلہ وصحبہ وسلم [یا رحیم بخش ۱۲۱۱] اللہم اہدنا وایاکم والذین معنا ومعکم الی صراط المستقیم بحرمۃ نبی الکریم فی سنہ ۱۲۴۱ ہجری

شہدت بما فیہ [نیاز احمد ۱۲۱۱] شہدت بما فیہ [نثار احمد]

بعد حاصل کرنے خرقہ خلافت کے بمقام جے پور بموجب اجازت اپنے پیر و مرشد کے تشریف لائے محلہ چابک سواران مین ایک برج قدیم ویران پڑا تہا اور وہین لوگ کسی جن کا مسکن بتاتے تہے اور یہی وجہ اوسکے ویران پڑے رہنے کی تہی آپنے اوسکو پسند کرکے قیام کیا اور اپنی والدہ کی خدمت مین دم آخر تک مصروف رہے ہرچند لوگ شادی کرنیکو اصرار کرتے تہے مگر چونکہ مزاج پر تجرد غالب تہا آپ اونکے جواب

مین فرماتے کہ والدہ ماجدہ کی خدمت مین بصورت تاہل قصور ہوگا جب
حضرت والدہ ماجدہ یعنی بندہ درگاہ کی دادی صاحبہ نے سفر آخرت کو کوچ
کیا آپ بعمر پنجاہ سالگی تہین اوسوقت سلوک پر جذب طریقت غالب آیا ع صہ تک
اوسی حال مین رہے دنیا ومافیہا سے کچھ علاقہ نہ تہا اوسی حالت مین بمقام
اجمیر شریف واسطے زیارت روضہ شریف حضرت خواجہ غریب نواز کے تشریف
لائے اور درگاہ حضرت برہان الدین قتال مین قیام پذیر رہے یہہ مقام
بہی ہوگا تہا دیکہنے والے کہتے ہین کہ جب ہم آپکے پاس جاتے تو آپکے حجرہ کے
دروازہ کے اندر ایک کالا سانپ جسکی موچہین سفید تہین سبوسے آپ کے گرد
حلقہ مارے بیٹھا رہتا اہل محلہ سے جو کوئی وہان جاتا یہہ صورت دیکہکر خایف
ہوتا اور جرات آگے بڑہنے کی نہوتی آپ اونکو بلاتے تو وہ لوگ کہتے کہ حضرت
ہم کسطرح حاضر ہوں آپنے افعی کو دربان بنا رکہا ہے آپ اوس سے مخاطب
ہوکر فرماتے کہ ہٹ جا وہین وہ غایب ہوجاتا واللہ اعلم کیا اسرار تہا قصہ مختصر
یہان سے بموجب ارشاد باطنی حضرت خواجہ بزرگ کے گوالیار تشریف لیگئے اوس
زمانہ مین حضرت شاہ خواجہ ابو الحسن صاحب ابو العلائی چھوٹے معروف بہ حضرت
جی کی مجالست مین رہے اور بمحلہ نور گنج واقع گوالیار حویلی مرزا عزیز اللہ بیگ
مین قیام کیا یہہ حویلی بہی تمام محلہ نور گنج مین بڑی مہیب تہی اور جنات کا
مسکن تہا میری والدہ شریف فرماتی تہین کہ اوسی حویلی مین بعد نکاح آپنے
مجھکو دیکہا تہا درجہ زیرین مین ہم رہتے اور بالاخانہ پر جنات کے قدمونکی
آواز آیا کرتی جیسے متعدد آدمی اپنے مکان مین رہتے ہون اور آواز اونکے
آنے جانے کی نیچے آنے والونکو معلوم ہوا کرتے تہی مدت تک اوس حویلی مین
قیام رکہا بعدہ حضرت اجمیر مین حاضر ہوئے سن ہجری بارہ سو چہین مین رمضان کی

ستائیسوین شب کو یہہ عاصی پیدا ہوا چونکہ قبل اسکے والدہ ماجدہ کی پانچ بیٹیان ہو چکی تھی مگر بچپن مین ہی اونہون نے قضا کی لہذا والد ماجد نے میرا نام محمد جنید رکہا اور میری والدہ نے ہمارے خاندان کے بموجب محمد اکبر جہان کہکے پکارا بچپن مین والد ماجد نے بوقت آشنا ہونے زبان کے تسمیہ شروع کرائی اور مسائل ضروری مین مطلع فرمایا اول جو رباعی یاد کرائی یہہ تہی رباعی

گل گفت کہ من مذہب دینی دارم	با روح رسول ہمنشینی دارم
رنگم چو محمد است وبویم چو علی	خلق حسن وخوے حسینی دارم

اور اُردو مین یہہ شعر

کہ پوچہینگے بیٹا ترے کام کو	نہ پوچہینگے کچہہ باپ کے نام کو

اور فارسی مین یہہ شعر

تا خاک ترا کوزہ نسازند کلالان	ہرگز بلب لعل نگارے نرسی
کار خود کن کار بیگانہ مکن	در زمین دیگران خانہ مکن

چہہ برس کی عمر مین نام حق اعتقاد نامہ مقیمان پندنامہ وغیرہ کتب نصائح پڑہ چکا تہا ساتوین سال ولادت کے مجھکو نماز معکوس پڑہائی گئی اور شرف بیعت سے مشرف فرماکے مثنوی شریف کا دفتر اول اور دیوان خواجہ حافظ ردیف الف تک پڑہا دیا جو لطف اور کیفیت اوسوقت مجھکو حاصل ہوتا تہا وہ قابل بیان نہین ہے باپ جیسا مشفق بتانے والا مادر مہربان یاد کرانے والی تمام دن رات مین تہا اور والدین کا سایہ عاطفت کہیل کود بہاتا بہی نہہا کرکسا کہتے ہین ابتدا سے طبیعت عاشقانہ تہی بقول شخصے ۔ طفلی مین بہی ہم کہیل جو کہیلے تو صنم کا ۔ نوین برس حضرت والد نے عزم سفر کا کیا اثناے راہ مین اوسوقت ہمرکاب

اپنے والد کے تھا اجمیر شریف سے چالیس کوس سمت جنوب ایک موضع بہلواڑہ کے
نام سے معروف ہے کہ وہ منزل اخیر تھی پہونچے ہنوز دروازہ سے تھوڑے فاصلہ
پر تھے کہ نوبت کی صدا بلند ہوئی آپ نے فرمایا کہ یہہ نوبت شادی کی ہوئی یہان
خوشی ہوگی اوسوقت اس رمز کو مین نہ سمجھا دلمین خیال آیا کہ خدا جانے کیا خوشی
ہوگی جو آپ اسطرح فرماتے ہین القصہ ایک مسجد مین جو صدر قصبہ کے تھی اوترے
چندے وہان مقیم رہے اوسوقت ایک بکری کا بچہ مجھکو لے دیا جب مین سبق سے
فارغ ہوتا اوسکو چرانے چلا جاتا۔ ایک شب وقت نماز عشا کے والد ماجد واسطے
رفع استنجا کے اوترتے تھے کہ زینہ مسجد سے پیر پھسلا مین بھی ہمراہ تھا یا دپڑتا ہی
کہ دو چار زینے مسجد کے باقی تھے کہ آپ نیچے گر گئے تھے دوڑ کر سنبھالا تو اچھی طرح
اوٹھہ بیٹھے اور کلمہ لا الہ الا اللہ زبان سے نکلا بھر اچھی طرح زینہ پر چڑہتے چلے آئے
اور استراحت فرمائی وقت صبح صادق مجھہ سے پانی طلب فرمایا مین نے حاضر
کیا وہ پانی نوش فرماکر آپنے آرام فرمایا بعد نماز صبح کے کیا دیکھتا ہون کہ آپ
پلنگ پر چادر تانے سو رہے ہین چونکہ یہہ بات خلاف عادت تھی مینے پہلے تو آواز
دی جب جواب نہ ملا تو گوشہ چادر چہرہ سے علیحدہ کیا اگرچہ کبھی ایسا سانحہ نہین
دیکھا تھا مگر یقین گزرا کہ آپنے سفر آخرت کیا اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ؕ
ترسٹھہ برس کی عمر مین ذیقعدہ کی چھٹی تاریخ بروز جمعہ اوس گنج معانی کو زیر
خاک پنہان کیا مادہ تاریخ یہہ ہے۔ مقبول حق وفات یافت (۱۲۶۴ھ)۔
حلیہ آپکا یہہ ہے۔ اوسط اندام سبز رنگ ریش و بروت سفید مطابق شرع
شریف اور شانہ بردوز خم شمشیر لگے ہوئے تھے دندان مبارک از حد خوشنما تھے
لباس درویشی پہنے رہتے حقہ سے نہایت نفرت تھی اکثر آرد جو مین نمک ملاکر پانی
مین آٹے کو گھولکر پی لیتے نہ اپنی حیات مین کسیطرح کی یگانہ و بیگانہ کو تکلیف دی

تمام عمر کسی کار: نگار نہ کیا استغنائی مزاج پر بہت تہی علم جفر مین اپنا نظیر نہین
رکھتے تہے کیمیا ریمیا سیمیا مین بڑا دخل تہا کسی نے اگر کوئی تعویذ مانگا پرچہ اوٹھا
پندرہ کا نقش لکھدیتے اوسکے عامل معصوم ہوتے تہے ؎ **حضرت مولانا**
قطب الدین آپ حضرت مولانا محمد فخر الدین علیہ الرحمۃ کے فرزند ارجمند
ہین حضرت ممدوح کے بعد مسند خلافت پر متمکن رہے ستر ہوین ماہ محرم الحرام
سنہ ۱۲۰۰ ہجری مین عالم فانی سے ملک بقا کیطرف رحلت فرمائی حضرت خواجہ
قطب الدین بختیار کاکی علیہ الرحمۃ کے جوار مین آسودہ ہین **حضرت حاجی**
غلام نصیر الدین آپ حضرت مولانا قطب الدین علیہ کے فرزند ارجمند
ہین محامد آپکے اوس سے کہین زیادہ ہین جو لکھنے مین آوین ابو ظفر سراج الدین
محمد بہادر شاہ بادشاہ دہلی نور اللہ مرقدہ آپکے مرید اور خلیفہ تہے تمام سلاطین
اور جمیع امرا عظام آپکی آستانہ بوسی کو سعادت ابدی سمجھتے تہے آخر سن
ہجری بارہ سو اٹہتر مین آپنے رحلت فرمائی انا للہ وانا الیہ راجعون مزار
مبارک قطب صاحب کی درگاہ مین زیارتگاہ خلایق ہے (انتظام درگاہ شریف)
عہد سلاطین غوری کے انتظام کا حال تو کسی تحریر سے ظاہر نہین ہوتا کہ اوسوقت
درگاہ شریف حضرت خواجہ بزرگ رضی اللہ عنہ کا کیونکر انتظام تہا مگر خاندان
تیموریہ مین چونکہ جلال الدین محمد اکبر کو کمال درجہ کا اعتقاد حضرت خواجہ بزرگوار
سے تہا ملا عبد القادر بدایونی جو اوسوقت مین پیش امام اکبر کے تہے لکھتے ہین کہ
ہر سال بادشاہ نے عقیدت سے شہر اجمیر کا کہ بلدہ طیبہ ورب غفور اوسکی شان
مین واقع ہے آنا مقرر کیا اسلئے آگرہ سے منزل اجمیر تک عمارت محلات عالی اور
قصر ہاے رفیع و وسیع منزل بمنزل تعمیر کرائے اور ہر ایک فرسخ پر ایک ایک منارہ
آگرہ سے لاہور تک بنوائے چنانچہ یہی منارہ اور چاہ و سراے بنے ہوئے ابتک باقی ہین اور

کنوئین بنوائے گئے ہزار شاخ آہو جو مدت العمر مین شکار کیے تھے مناروں کی چوٹی
پر لگائے گئے تاکہ عالم مین یادگار رہین میل شاخ اوسکی تاریخ ہے اوسوقت
سے بادشاہی انتظام واسطے مصارف درگاہ کے ہوا جب جہان آرا بیگم بنت
شاہ جہان زیارت درگاہ کو آئین اونہون نے اپنے اکثر ملازمین کو آستانہ
مین نذر کردیا چنانچہ حافظ خطیب مولود خان فراش باورچی چراغچی وغیرہ اوسوقت
کے اہل زمان ہین کہ اولاد اونکی ابتک اپنے اپنے کار خدمت پر مامور ہے بعض
فرامین شاہی جو راقم نے دیکھے اونمین خانقاہون کا ذکر اور اونکے مصارف کیواسطے
دیہات مقرر کرنے کا مضمون درج ہے مگر اب اون خانقاہون کا پتا تک معلوم
نہین صرف ایک خانقاہ عقب مجلس خانہ جسکا بیان باب اول مین ہوچکا موجود ہے

فصل پانچوین

محمد شاہ بادشاہ کے عہد سے بسبب ضعیف ہوجانے سلطنت کے اس شہر کی آبادی
گھٹنی شروع ہوئی یہانتک کہ مرہٹون کی عملداری مین محلہ کے محلے اور کوچہ کے
کوچے ویران تھے جب ۱۸۰۳ء مین سرکار دولتمدار انگلشیہ کا یہان عمل ہوا اوسوقت
سے یوماً فیوماً آبادی بڑھنی شروع ہوئی چنانچہ فصیل سابق کے اندر اندر تو تھوڑے
ہی برسون مین جو جو مقامات ویران تھے اونمین لاکھون روپیہ کی لاگت کی
عمارتین شہر کی تنگئین واسطے گنجایش کے شہر پناہ جدید بیرون کی دروازہ
نواب دلی دروازہ کے نام سے معروف ہے ۱۸۲۸ء مین بنا اوسکی شروع
ہوئی اور ۱۸ اکتوبر ۱۸۳۱ء کو بنکر طیار ہوئی اوس حصہ مین بخوبی آبادی
اور رونق ہوگئی شہر کے شرقی اسٹیشن ریلوے اور منٹو کالج اور مہاراجگان
جیپور وجودہ پور بھرت پور الور متعلقہ منٹو کالج اور نیز اور کوٹھیون کی تعمیر

ہونے سے اب بہت آبادی بڑہ گئی ہے شہر کے اندر ترپولیہ دروازہ سے مدار دروازہ تک فرش سنگین بنایا گیا شب کو تمام شہر کے بازار اور گلی کوچون مین لال ٹینین روشن کیجاتی ہین جس سے اور بہی رونق اور روز بروز آبادی بڑہتی جاتی ہے ؛

میو کالج اجمیر

اس تعمیر کیواسطے پہلے میجر والٹر صاحب نے ۱۸۶۹ء کی رپورٹ مین تحریک کی اور اوسکی رائے کو حکام والا مقام نے پسند کیا اور وقت تشریف آوری لارڈ میو صاحب بہادر ویسرائے و گورنر جنرل کشور ہند نے ۲۲ اکتوبر سنہ ۱۸۷۰ء کو بمقام اجمیر دربار کیا اور راجپوتانہ کے اکثر رئیسون کے اجتماع کو موقع غنیمت سمجھکر اس مدرسہ کے مقرر کرنیکی تجویز فرمائی حسب الارشاد صاحب موصوف مبلغ چہ لاکہ اکتیس ہزار روپیہ چندہ کا مدرسہ مذکور کے واسطے فراہم ہوا اور بہی اکثر رئیسون نے اپنی اپنی ریاست کے طالبعلمون کی سکونت کیواسطے مکانات تعمیر ہونیکا حصہ ادا کیا۔

یکم اگست سنہ ۱۸۷۵ء کو ریلوے سڑک اجمیر سے آگرہ تک جاری ہوئی اگرچہ اس سڑک کا عرض ایسٹ انڈیا کمپنی و سندہ پنجاب و دہلی ریلوے وغیرہ ہندوستان کی اکثر سڑکون کے عرض سے کم ہے اور موافق کمی عرض سڑک کے گاڑیان اور اسٹیشن وغیرہ تعمیرات بہی چھوٹی ہین اسی باعث سے بہ نسبت عریض سڑک کی گاڑیون کے یہہ ریل کم تیزی سے چلتی ہے اور اوسنی گنجایش بہی نہین مال و مسافر باسانی تمام و آسایش اپنی منزل مقصود کو پہونچ جاتے ہین جب سے یہ شہر مین جب ریل کی آمدرفت جاری ہوئی اسٹیشنون اور سڑکون کی حفاظت و

انتظام کیواسطے جناب مسٹر وایٹ صاحب بہادر سپرنٹنڈنٹ پولیس مقرر ہوئے اور ۱۸۸۲ء مین اجمیر سے مالوہ ریلوے جاری ہوئی ۱۸۶۲ء مین اگرہ سے اجمیر تک اور اجمیر سے ڈیسہ تک تار برقی لگانیکی تجویز ہوئی فروری ۱۸۶۴ء مین اگرہ سے بہرت پور تک تار طیار ہوا اور جون مین بہرت پور سے جے پور ہوکر اجمیر تک اور ستمبر مین اجمیر سے ڈیسہ تک ختم ہوگیا۔

مگرہ میرواڑہ

میرواڑہ کہ جسکو ملک راجپوتانہ مین قوم میر کی ولایت کہنا چاہیے اور یہی وجہ تسمیہ اس ضلع کی ہے ایک پہاڑی ملک ہے بہت سے متوازی سلسلہ پہاڑونکے اسمین شمال و مشرق سے جنوب و مغرب کو چلے گئے ہین چڑہائی اودیپور سے لیکر اوتا [illegible] ر واڑ تک پہاڑی پر پہاڑی اور پہاڑ پر پہاڑ نظر آتا ہے یہہ سرزمین اصلی باشندگان سے معمور و آباد ہے سرکار دولتمدار انگریزی کی عملداری سے پہلے باشندے وہانکے وحشیانہ حالت آزادی مین زندگی بسر کرتے تھے نہ کسی کی اطاعت کرتے اور نہ کسی کو محصول دیتے تھے رات دن لوٹ مار کرتے رہتے تھے اگرچہ میر لوگ اپنے آپکو پرتہی راج چوہان راجہ اجمیر کی نسل مین تبلاتے ہین مگر تواریخون سے ثابت ہے کہ پرتہی راج سے آٹھہ پشت پہلے بھی میر لوگ پہاڑونمین بستے تھے بلکہ راجہ بیسلدیو کے وقت مین راجہ منڈور سے جو دہپور سے تین کوس اب ویران ہے وہان آگے بہت بڑا راج تنور کا تھا [illegible] کو غارت کرکے مارواڑ مین راٹھور نے اپنا راج قایم کیا میرون نے بڑے بڑے مقابلے کئے اوسوقت پرتہی راج کا نام ونشان بھی نتھا الغرض یہہ پہاڑی لوگ قدیم سے لوٹ مار اور شرارت کے مشہور اور عہد بیسلدیو راجہ

اجمیر تک صاحب اختیار و اقتدار رہے کبھیر چاند بیان کرتا ہے کہ راجہ جیہ
نے اونکو ایسا مطیع کیا تھا اجمیر کی کلیو ٹین پانی بھرنے لگے ۱۷۴۵ء مین بسبب پناہ
دینے دیو سنگھ ٹھاکر فواسولی کے راجہ سوائی جے سنگھ والی جیپور نے بیرو پر
حملہ کیا مگر اونکے مطیع کرنے مین وہ کامیاب نہو سکا ۱۷۵۴ء مین مہارانا کے
اودے پور نے بھتون کے قلعہ پر ایک فوج بھیجی ٹھاکر جدنور اور سلطان
سنگھ ٹھاکر سعو وہ اس فوج کے ساتھ گئے میر لوگ بمقابلہ پیش آئے اور
ٹھاکر سعو وہ مارا گیا وہ مہم بھی ناکام رہی ۱۷۸۶ء مین بجے سنگھ جودہپور
کے راجہ نے چانگ کے قلعہ پر فوج بھیجی اس فوج نے بھی میرون سے شکست
کھائی ۱۸۰۶ء مین پہلے مرہٹون کے سردار سیواجی نانا صوبہ دار اجمیر نے جہاک
اور شام گڈہ والون سے لڑائی کی الا کچھ حاصل نہوا ۱۸۱۲ء مین بالا راو
[illegible] اجمیر کے ساتھ [illegible] فوج کے [illegible] پر حملہ کیا اس موقع پر کل علاقہ مگرہ کے
[illegible] میرات اور راو [illegible] نے اتفاق کرکے بالاراو کی فوج پر حملہ
کیا اور [illegible] شکست دی قریب ۱۸۱۰ء ہوکے محمد شاہ خان اور راجہ بہادر نے
جو امیر خان [illegible] کے امیرون مین تھے باتفاق راجہ مان سنگھ [illegible]
[illegible] لگے [illegible] سرداران سے ابھی کچھ نہو سکا اور آخر وہ اپنی
فوج وہان سے [illegible] ۱۸۱۹ء مین [illegible] فوج [illegible] سنگھ کی بار پر آئی یہ مہم بھی
ناکام رہی اور [illegible] کی فوج بڑا نقصان اوٹھا کر واپس گئی اس لڑائی مین سنگھ
بھگوان پورہ کا مارا گیا غرض ۱۸۱۹ء مین سپاہ سرکار انگریزی زیر
خاص جنرل سرڈیوڈ اختر لونی جسمین آٹھ رجمنٹ پیادون کی اور ایک سوارون کی
اور توپخانہ جنگی سے راجپوتانہ مین داخل ہوئی خاصکر واسطے پریشان کردینے
امیر خان کی فوج کے امیر خان نے قبل ازین اپنے واسطے سرکار انگریزی سے

شرطین مقرر کرلی تہین اور توپ خانہ کو دیدینا اور اپنی فوج کو تہیار لگ
کرنا قبول کرلیا تہا بہہ ازین باپو سیندہیہ سے قلعہ تاراگڈہ خالی کرایا گیا
جب سرکار ابد قرار انگریزی نے اجمیر لیا تب اونہون نے واسطے رفع کرنے
اوس نقصان اور تکلیف کے جو میرونکی مار دہاڑ سے رہتی تہی خاص توجہ کی
اور یہہ قرار پایا کہ بغیر مطیع کرنے میرون کے ضلع اجمیر اور ریاست ہاے گرد نواح
مین جنگلے ساتہہ عہدنامے ہوگئے تہے امن وامان قائم رکہنے کی امید ناممکن ہے
سرڈیلاڈر صاحب سپرنٹنڈنٹ اجمیر نے میرون سے عہد وپیمان کرایا کہ وہ
لوٹ مار سے پرہیز کرین مگر یہہ لوگ کب باز آتے تہے تب فوج [illegible] ہندوستانی
اور توپ خانہ بقدر ضرورت بہیجکر اون سرکشون کی [illegible] کی گئی
اور بہت جلد جہاک شامگڈہ ولوہ فتح کرلیا بعد [illegible] فوج
سرکاری نے حملہ کیا [illegible] آسانی سے فتح [illegible] بہت
مضبوط قلعہ تہا بہوپت خان [illegible] ہوکر
دن بہر توپین لڑاتا رہا [illegible] ایک توپ [illegible] گولیون
مخالفین کے سرکاری فوج کو بہوڑ [illegible]
دیل نے دیا تہا شکست کر قلعہ مین [illegible] خان قلعہ
خالی کرکے بہاگ گیا سرکاری فوج [illegible] اور برساواڑہ
[illegible] رسنڈلان کو فتح کیا جب یہہ [illegible] قلعہ رام گڈہ مین ہے
[illegible] کہینی پیادہ [illegible] اور رام گڈہ کا
محاصرہ کیا اور سب طرف سے شہر مین گہس پڑے قریب ڈیڑہ سو آدمی کی مخالفین
کے زخمی اور مارے گئے اور دو سو آدمی گرفتار ہوئے بہوپت خان بہی مارا گیا
یہہ حال دیکہکر سب میرواڑہ مین اطاعت سرکار اختیار کی ایک دستہ فوج پیادہ

…ور کا جھگڑ مین چھوڑا گیا باقی آخر جنوری سنہ ۱۸۲۱ع مین واپس آئی یہ بغاوت
نومبر سنہ ۱۸۲۰ع مین ہوئی تھی تین مہینے کے عرصے مین کل بیرواڑہ مطیع ہو گیا ۔

خاتمہ

الحمد للہ کہ فضل الٰہی سے یہ کتاب اختتام کو پہونچی ہاتھ پاؤن جو دن رات گردش
مین تھے آسودہ ہوئے مدت دراز تک راتون کو دود چراغ کھایا اور خون جگر
پیا جب یہ تحفہ طیار ہوا آج تک ابتک کوئی کتاب اجمیر کے حالات کی تالیف ہو کر
سرکار دولتمدار مین پیش نہوئی تھی جسقدر محنت اور جانفشانی کتابون کے
کرنے اور کتبہ ہاے تعمیرات کے پڑہنے اور جمع کرنے اور حالات صحیحہ کے تحقیق
مین راقم کو ہوئی ہے دل ہی جانتا ہے یا جس نے تالیف و تصنیف مین محنت کی
ہوگی وہی جاننے کا جو کوئی اس کتاب کو اول سے آخر تک دیکھیگا خطہ او
اوسکو تمام صوبہ اجمیر کی کیفیت اور شہر کی تعمیرات اور آستانہ شریف کا
کا حال بخوبی واضح ہوگا۔

اب ناظرین باتمکین کی خدمت مین التماس ہے کہ حتی الوسع حالات کے تحقیق
مطالب کی تلاش مین دقیقہ کوئی فروگذاشت باقی نہین رکھا مگر تا ہم جو کچھ
جیسا کچھ ہے سب صاحبان کی نظر مین عیان ہے علاوہ ان سب امور انسان کا
سہو و خطا کا لازمہ بشریت ہے اگر پاوین تو اوسکو اپنے دفور کرم سے
ڈھانکین اسلیے کہ کوئی بشر خالی از خطا نہو
اور حکام والا مقام قدردانی

تمت